قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ . (آلِ عمران : ۳۱)

خوشگوار ماحول، پاکیزہ معاشرہ، اچھے اخلاق، صفائیِ معاملات
اور صحیح اسلامی زندگی پر مشتمل

اھم

ہدایاتِ نبوی ﷺ

(ترتیب جدید واضافہ شدہ ایڈیشن)

افاضات

حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ وجانشین فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

جامع ومرتب

محمد شوکت علی عفی عنہ بھاگلپوری
(شیخ الحدیث) دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات

ناشر: مدرسہ محمودیہ تعلیم القرآن بکھڈا، سنہولا، بھاگلپور بہار

پن کوڈ نمبر: ۸۱۳۲۲۵

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب : ہدایاتِ نبوی ﷺ (تصحیح شدہ نیا ایڈیشن)

جامع ومرتب : (مولانا) محمد شوکت علی (صاحبؒ) بھاگلپوری

باہتمام : مولانا اکرام الحق، مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ سردار شہر راجستھان

تعداد طبع : دوہزار (۲۰۰۰)

صفحات : ۳۲۸ر سائز: 16 = 36 × 23

اشاعت اول : شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ، مطابق اگست ۲۰۰۸ء

دوسرا ایڈیشن : شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ، مطابق مئی ۲۰۱۸ء

تیسرا ایڈیشن : شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ، مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

کتابت وتزیین : نورالدین قمر کاتب دارالعلوم کنتھاریہ، بھروچ، گجرات
مولوی زید ممباوی، مولوی امین اکھروی

نئی سیٹنگ : حسین بن آدم صالح ستپونی (ناظم کتب خانہ دارالعلوم ستپون)

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ محمودیہ، دارالعلوم کوارٹرس، ستپون، بھروچ، گجرات (مولانا محمد شوکت علی بھاگلپوری)۔

(۲) مولانا عبدالرزاق صاحب مدرسہ محمودیہ تعلیم القرآن بکھڈا، سنہولا، بھاگلپور، بہار۔

(۳) مکتبہ اسدیہ مدرسہ لطیفیہ سردار شہر، چورو، راجستھان۔

(۴) قاری عبدالوہاب جامعہ فلاح البنات، اٹالوہ، سورت۔

(۵) جامعہ محمودیہ علی پور، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ، یوپی (۸) جامعہ محمود المدارس، مسوری (یوپی)۔

(۶) ادارہ صدیق ڈابھیل، گجرات (۱۰) ادارہ صدیق دیوبند، سہارنپور۔

(۷) جامعہ علوم القرآن جمبوسر، بھروچ، گجرات، (۱۲) مدرسہ مفتاح العلوم میل وشارم، تمل ناڈو

(۸) مولانا محسن دارالعلوم محمودیہ، اون، سورت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿انتساب﴾

☆ از بہر ہند مادرِ علمی ''دار العلوم دیو بند'' اور ان تمام مدارس و جامعات کے نام جن کے علمی، روحانی، نورانی و عرفانی آغوشِ تربیت نے اس خدمت کے لائق بنایا۔

☆ سیدی و مولائی مخدومی و مرشدی حضرتِ اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے نام جن کی شفقت نوازی اور حسنِ تربیت نے علمی میدان میں قدم رکھنے کا عزم و حوصلہ بخشا۔

☆ سیدی و مرشدی مخدومی و محسنی حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم کے نام جن کی محبت و دلداری، کرم فرمائی، ذرّہ نوازی اور رہنمائی کی برکت نے ترتیب کتاب کا موقع فراہم کیا۔

☆ تمام اساتذۂ کرام اور والدین مَرحومَین کے نام جن کی بے مثال قربانی، محنت و جانفشانی، ایثار و ہمدردی، فکر و لگن، بہت کچھ بنانے کی دُھن اور مستجاب دُعاؤں نے خدمتِ دین میں لگنے کے قابل بنایا۔

☆ ''دار العلوم سعادت دارین ستپون'' کے نام جس کی فرحت بخش، پُر بہار علمی فَضاؤں نے یکسوئی کے ساتھ خدمتِ دین میں لگے رہنے کا موقع فراہم کر رکھا ہے۔

محمد شوکت علی عفی عنہ بھاگلپوری

موبائل: 9427143140

فہرست مضامین

(۲) چھینک کے آداب

(۳) جمائی کے آداب

(۴) والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان:

(۵) رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ:

(٦) پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک :

(۷) بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کا بیان:

(۸) اولاد کی تعلیم و تربیت کا بیان:

(۹) اچھے اور بُرے اخلاق کا بیان:

(۱۰) زبان کی حفاظت:

(۱۱) سچ بولنے کی فضیلت:

(۱۲) جھوٹ سے بچنے کی تاکید:

(۱۳) گالی دینا گناہ ہے:

(۱۴) لعنت کرنے کا بیان:

(۱۵) طعنہ اور عار کا بیان:

(۱۶) مسلمان کو ڈرانا اور تکلیف پہنچانا:

(۱۷) حسد کا بیان:

(۱۸) اچھا اور بُرا گمان:

(۱۹) چغلخوری کا بیان:

(۲۰) غیبت کا بیان:

(۲۱) مومن کی آبروریزی :

(۲۲) غصے کا بیان:

(۲۳) شراب کی تباہکاریاں:

(۲۴) تکبر کی مذمت:

(۲۵) ریا کاری کا نقصان:

(۲۶) ظلم سے بچنے کی تاکید:

(۲۷) قتل ناحق سنگین جرم ہے:

(۲۸) ترکِ تعلق کا بیان:

(۲۹) بخل کی مذمت :

(۳۰) سخاوت کی فضیلت:

(۳۱) باہمی اصلاح و بگاڑ کا بیان:

(۳۲) توکل کا بیان:

(۳۳) زہد و رقاق کا بیان:

(۳۴) وعدہ کا بیان:

(۳۵) جاندار کی فوٹو گرافی سخت گناہ ہے:

(۳۶) بدنظری رُوحانی ترقی کے لئے سمِّ قاتل ہے:

(۳۷) نامحرم عورت کے ساتھ خلوت سنگین جرم ہے:

(۳۸) زنا کاری کا وبال:

(۳۹) لواطت (بدفعلی) کی قباحت :

(۴۰) نوعمر لڑکوں کو دیکھنا اور اُن کی ہمنشینی باعثِ فتنہ ہے:

(۴۱) بہتان لگانا گناہِ کبیرہ ہے:

(۴۲) معاملات کا بیان: اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت

(۴۳) حلال کمائی اور غذا کی اہمیت:

(۴۴) حرام کمائی اور حرام غذا پر وعید:

(۴۵) سچّے اور دیانتدار تاجر کے فضائل:

(۴۶) جھوٹی یا زیادہ قسمیں کھانے کی ممانعت:

(۴۷) سود کا بیان :

(۴۸) قرض سنگین چیز ہے:

(۴۹) مالدار کا حقوق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا:

(۵۰) تنگدستوں کو مہلت دینے کی فضیلت

تقریظ

از: نمونۂ اسلاف امیر الامت عارف باللہ مخدومی حضرت اقدس مولانا قاری امیر حسن صاحبؒ سیوانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ اجل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ وصدر مدرس مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم .... امابعد !

حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ افریقی دامت برکاتہم (جنہوں نے فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کی مدت دراز تک خدمت کی، حضرت والا کے فیض کو حاصل کیا، اور اجل خلفاء میں ہیں) کے حکم وایماء سے حضرت مولانا مفتی محمد شوکت علی صاحبؒ بھاگلپوری نے رمضان المبارک میں نمازوں کے وقت میں بہت مختصر وقت میں مختلف موضوع سے متعلق ایک ایک حدیث سنانے کا معمول شروع کیا تھا، ماشاءاللہ اب وہ کتابی شکل میں مستقل رسالہ ہوگیا ہے، مفتی صاحبؒ موصوف نے بہت مفید مضامین جمع کردیئے ہیں، یہ ناکارہ اپنی معذوری کی وجہ سے پورا رسالہ تو نہ دیکھ سکا، البتہ نمازوں کے وقت میں جو سنایا وہ سنتا رہا، ماشاءاللہ مفید مضامین، دین کے مختلف شعبوں سے متعلق جمع کردیا ہے، دِل سے دُعا کرتا ہوں اس صدقۂ جاریہ کو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائے، اور ''**الدال علی الخیر کفاعله**'' کے قاعدہ سے حضرت مولانا مدظلہٗ کو اور مرتب صاحبؒ کو دارین کی ترقیات سے حق تعالیٰ شانہٗ نوازے۔ (آمین)

مجھے اپنی نااہلیت کی وجہ سے لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی مگر مرتب کے بار بار کہنے سے چند سطر لکھ دی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائے۔ فقط والسلام

بندہ امیر حسن میل وشارم مدراس

۲۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ، ۸؍اکتوبر ۲۰۰۷ء اتوار

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

کلماتِ تبریک

از: سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈورصاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ وجانشین فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا . امابعد :

دُنیائے انسانیت کے لئے کامیابی اورنجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ ہے خالق حقیقی کی طرف سے بھیجے ہوئے احکامات کو پورا کرنا، ان احکامات کو پورا کرنے کا طریقہ سید الکونین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً فعلاً اور تقریراً اُمت کو سکھایا اور بتلایا، اُسی پر عمل کرنے کا نام اتباعِ سنت ہے جو کامیابی کی ضمانت ہے۔

عقائد اور عبادات میں اُمت کسی نہ کسی درجہ میں اس کا اہتمام کرتی ہے، چنانچہ اس کا اثر ان کی زندگیوں میں ظاہر ہے، لیکن دیگر شعبہ جات میں اس کی طرف توجہ بہت کم ہے، اگر اُمت چاہتی ہے کہ ان کی زندگی خوشگوار اور اطمینان بخش گذرے تو اس کے لئے لازم ہے کہ زندگی کے تمام ہی شعبوں میں اتباعِ سنت کا اہتمام کرے۔

اسی سلسلے میں معاملات، معاشرت اور اخلاق وآداب میں وارد ہدایات نبوی ﷺ کا ایک حسین گلدستہ ہمارے عزیز مولانا محمد شوکت علی صاحب قاسمی شیخ الحدیث دارالعلوم ستپون، بھروچ، گجرات نے جمع کیا ہے جس سے قارئین کو نفع کی کافی اُمید ہے، اگر کسی ایک نماز کے بعد ان میں سے ایک حدیث پڑھ کر عوام الناس کو سنایا

جائے تو زیادہ نفع بخش ہوگا، احادیثِ مبارکہ کو پڑھنے، سننے اور اس پر عمل کرنے سے دین اور دُنیا میں بھلائی کا وعدہ ہے، بلکہ اُن کو محفوظ کر کے دوسروں تک پہنچانے کی صورت میں آدمی حضرت سید الکونین ﷺ کی نہایت عظیم الشان مندرجہ ذیل دُعاء کے مستحق ہوں گے (نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ.

(ترمذی: ۲ /۹۰؛رقم:۲۶۵۷،ابن ماجه: ۲۱؛رقم: ۲۳۲،مسند احمد: ۱ /۴۳۷، ترغیب: ۱ /۶۱،مشکوٰۃ: ۳۵؛رقم: ۲۳۰)

ترجمہ:- اللہ پاک اُس شخص کو تر و تازہ اور شاداب رکھے جس نے ہماری کوئی حدیث سنی پھر ہُو بہو دوسروں تک پہنچادی، کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن تک حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں (اور قوت فہم کی بنا پر وہ اُس حدیث سے زیادہ مسائل نکال کر لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں) اللہ پاک ہم سب کو اِس حدیث کا مصداق بننے کی توفیق نصیب فرمائے. آمین ۔

مولائے کریم حضرت مولانا موصوف کی محنت کو قبول فرمائے، رفع درجات کا ذریعہ بنائے، ان کو اور ہم سب کو دین متین کے خدّام میں شامل فرمائے۔

آمین یا ربّ العالمین .

املاہ العبد ابراہیم غفرلہٗ

۴؍شعبان ۱۴۲۹ھ جمعرات

موافق: ۷؍اگست ۲۰۰۸ء

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

تقریب وتہنیت

از: نمونۂ اسلاف فقیہ النفس عارف باللہ مخدومی ومحسنی حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

خلیفۂ اجل حضرت مرشدی فقیہ الامتؒ وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس ورکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں ماہِ مبارک گذارنے کے لئے جو معتقدین اور منتسبین جمع ہوتے تھے ان میں غالب تعداد اصحابِ درس وافتاء علماء وحفاظ کی ہوتی تھی، حضرت والا کے یہاں حفظ اوقات کا خاص اہتمام ہوتا تھا، چوبیس گھنٹے کا نظام الاوقات اس طرح مرتب ہوتا تھا کہ شب وروز کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو، رمضان المبارک کے مخصوص اعمال کے علاوہ فارغ اوقات کو تعلیم، تذکرہ، تربیت، محاسبہ اور اجتماعی ذکر ودعا میں اس طرح مشغول کرایا جاتا تھا کہ اس مجمع میں شامل ہونے والا کوئی فرد بھی محروم نہ رہے اور جب واپس ہو تو دامن مراد بھر کر لوٹے۔ اور اس نظام میں جہاں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخصوص روحانی توجہات پورے طور پر شامل حال رہتی تھیں وہیں حضرت کے خادم خاص اور جانشین مخدوم ومحترم حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کی فکرمندی، نگرانی، خبرگیری اور حسن انتظام کا خاص دخل رہتا تھا۔

حضرت قدس سرہٗ کی وفات کے بعد اگرچہ چھتہ مسجد کی خانقاہ حضرت کی وصیت

کے مطابق خالی کردی گئی، لیکن حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ دامت برکاتہم کی مسلسل قربانیوں کی برکت سے ہر سال ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں پورے ماہ مبارک کے اعتکاف کا وہ نظام جاری ہے اور حضرت مولانا اس قیام کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نفع بخش بنانے کے لئے برابر کوشاں رہتے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ ہر نماز سے قبل کم از کم ایک حدیث پاک کا ترجمہ اور بوقت ضرورت اس کی مختصر تشریح حاضرین کو سنادی جائے جو اُن کے لئے شاہراہ حیات میں مینارۂ نور کا کام دے۔ یہ خدمت مکرم ومحترم جناب مولانا مفتی محمد شوکت علی صاحبؒ قاسمی بھاگلپوری شیخ الحدیث دار العلوم سعادتِ دارین ستپون، بھروچ، گجرات کے ذمّہ ہے، جسے موصوف بڑی ہی خوبصورتی اور کامیابی کے ساتھ انجام دیتے آرہے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعہ اسی سلسلہ کا ایک نصاب ہے، جس کی تفصیل تمہید میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب یہ مجموعہ زیورِ طبع سے آراستہ ہونے جارہا ہے، اس طرح اس کی افادیت عام وتام بھی ہوگی اور دیگر اصحابِ علم اور اربابِ اجتماع کو بھی استفادہ کا موقعہ ملے گا۔ حق تعالیٰ اس خدمت کو خالص اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔ اور اُمت کے لئے بیش از بیش نافع بنائے۔ (آمین)

والسلام..

کمترین خدام حضرت فقیہ الامت: ابوالقاسم غفرلہٗ

جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس (یوپی)

۲۹؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ اتوار

موافق: ۲؍اگست ۲۰۰۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تقریظ

از: یادگار اکابر عارف باللہ مخدومی و محسنی حضرت اقدس
مفتی احمد صاحبؒ خانپوری دامت برکاتہم

خلیفۂ اجل مرشدی حضرت فقیہ الامت (نور اللہ مرقدہٗ)

مفتیٔ اعظم گجرات وصدر مفتی جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات

سیدی و مرشدی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نور اللہ مرقدہٗ کے یہاں ماہِ رمضان المبارک میں اعتکاف اور ارادت مندوں کے قیام اور آمدورفت کا مبارک سلسلہ جو شروع ہوا تھا، آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں آپ کی ہدایت اور تاکید پر ملک اور بیرونِ ملک میں دیگر مقامات پر بھی اس کی داغ بیل پڑی اور آپ کے بعد بھی آپ کے خلفاء اور مجازین کے ذریعہ یہ مبارک سلسلے جاری رہے بلکہ سال بہ سال ان میں اضافہ ہوتا رہا، حضرت کے خلیفۂ اجل سیدی ومولائی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ بھی مختلف مقامات پر ماہِ مبارک میں قیام فرما کر عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کو فیض یاب فرماتے رہے، حضرت اقدس مفتی صاحبؒ نور اللہ مرقدہٗ کے خادم خاص حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ دامت برکاتہم بھی اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ہر سال مختلف مقامات پر ماہِ مبارک گذارتے ہیں اور بڑی تعداد میں معتقدین ومحبین آپ کے پاس قیامِ رمضان کے ارادہ سے حاضری دیتے ہیں، ماہِ مبارک کے جن معمولات کا سلسلہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے زمانے سے جاری ہے وہ تو حسبِ معمول انجام دیئے جاتے ہی ہیں، ساتھ ہی حضرت مولانا موصوف کو یہ بھی

اہتمام ہوتا ہے کہ آنے والوں کی مختلف انداز سے ذہن سازی بھی ہو تا کہ یہاں کا قیام زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلی کا ذریعہ بنے اسی مناسبت سے پچھلے چند رمضانوں سے ایک سلسلہ اخلاق و معاملات و معاشرت سے متعلق منتخب احادیث سنانے کا بھی شروع کیا گیا ہے، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی جماعت شروع ہونے سے پہلے ایک یا دو منٹ میں ایک حدیث کا ترجمہ سنایا جاتا ہے اس طرح مہینہ پورا ہونے پر حدیثِ پاک کا ایک معتدبہ ذخیرہ مقیمینِ خانقاہ کے سامنے آجاتا ہے، یہ خدمت جناب مولانا محمد شوکت علی بھاگلپوری صاحبؒ زید مجدہم (شیخ الحدیث دارالعلوم سعادتِ دارین ستپون، ضلع: بھروچ، گجرات) کے حوالہ کی گئی ہے اور مولانا موصوف بڑی عمدگی کے ساتھ اس ذمّہ داری کو ہر سال ادا کرتے ہیں۔

خانقاہ میں آنے والے بعض اہلِ علم اور بزرگوں کی طرف سے یہ مشورہ دیا گیا کہ اِن احادیث کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع کیا جائے تا کہ مستقل طور پر اس سے فائدہ اُٹھایا جاسکے، چنانچہ اس رائے کو پسند کرتے ہوئے اس کو عملی جامہ پہنا کر اس مبارک مجموعہ کو زیورِ طبع سے آراستہ کر کے شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تمام مستفدین کو بیش از بیش فائدہ پہنچائے اور اخلاق اور معاملات و معاشرت میں پیدا شدہ کوتاہیوں کے دور ہونے کا ذریعہ بنائے، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ دامت برکاتہم کے فیوض و برکات سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا کر آپ کے فیوض و برکات کو عام وتام فرمائے. (آمین یاربّ العالمین)

أملاہ: احمد خانپوری عفا اللہ عنہ

۱۵/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

موافق: ۱۷/ جولائی ۲۰۰۸ء اتوار

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

تقریب و تشجیع

از: صدیقِ ثانی مخدومِ گرامی حضرتِ اقدس مولانا رحمت اللہ صاحبؒ دامت برکاتہم
خلیفۂ اجل مرشدی حضرت فقیہ الامتؒ و مہتمم: دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم . امابعد :

اسلام مکمل دین ہے، ایک طرف اس دین میں انسان کو اپنے دِل کا یقین درست کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، جس کو عقائد اور ایمانیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری جانب یہ دین عبادت کے مکمل نظام اور ترتیب پر محیط ہے۔ دُنیا میں رہتے ہوئے ایک انسان کو رزق حلال تلاش کرنے اور اپنی حاجات وضروریات پورا کرنے کے لئے مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اس سلسلے میں بھی اسلام میں واضح ہدایت دی گئی ہے، جس کو معاملات سے تعبیر کیا جاتا ہے، اجتماعی زندگی میں والدین، پڑوسی، رشتہ دار اور دیگر انسانوں سے واسطہ پڑنا لازمی ہے، اس سلسلہ میں بھی مالک الملک نے واضح احکام اور ہر انسان کے فرائض وحقوق کو واضح کیا ہے، اسی کو معاشرت کہا جاتا ہے، اور اپنے حق کو قربان کر کے دوسرے کے لئے ایثار کرنا اور بخل، ریاء، تکبر جیسی ناپسندیدہ صفات سے بچتے ہوئے تواضع، انکساری، سخاوت، محبت اور شفقت جیسی صفات کو اخلاق کا شعبہ کہا جاتا ہے۔

یہ اسلام ہی ہے جس نے ان تمام شعبوں میں انسان کی رہنمائی کی ہے، اگر انسان حقیقی طور پر ان ہدایات کو عمل میں لائے گا تو آخرت میں تو انعامات کا وعدہ ہے ہی دُنیا میں بھی جنت کا سماں نظر آئے گا، اور اطمینان، چین، سکون نصیب ہوگا۔

خوشی ہے کہ ہمارے مکرم ومحترم محبؔ فی اللہ حضرت مولانا محمد شوکت علی صاحبؒ بھاگلپوری شیخ الحدیث دارالعلوم ستپون گجرات نے معاشرت، معاملات اور اخلاق

کے شعبوں سے متعلق نہایت قیمتی مجموعۂ ہدایات نبوی ﷺ کو جمع کیا ہے، جس کی فی زماننا بہت ضرورت ہے۔ مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی صلاحیت سے نوازا ہے۔ علمی شغف کے ساتھ روحانی دلچسپی اور تزکیہ وتربیت کے جذبہ نے اُن کو عصر حاضر کی مشہور علمی و روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے دامن سے وابستہ کیا اور حضرت کی توجہات ان کو حاصل ہوگئیں۔ حضرت والا کے خادمِ خاص اور خلیفۂ مجاز حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ پانڈور مدظلہٗ العالی کی خانقاہ میں مولانا موصوف لوگوں کی تعلیم وتربیت پر مامور رہتے ہیں جو بہت بڑی سعادت ہے، تعلیم و تربیت کے لئے احادیث کے عظیم ذخیرے سے منتخب ومختصر مگر جامع احادیث مبارکہ کو غور وفکر کے ساتھ ضرورت کے مطابق جمع کرنے کی سعادت ان کو نصیب ہوئی، پھر خانقاہ میں طالبین کو سنانے اور سمجھانے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے جس پر انہیں رب رحیم کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ موصوف نے مجھے حدیث پاک کے اس مجموعے پر کچھ تمہیدی کلمات لکھنے کا حکم صادر فرمایا میں نے بلا چوں وچرا اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہوئے یہ چند منتشر سطریں اپنی بے پناہ اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود سپردِ قلم کردیں تاکہ اس مجموعۂ نافعہ میں اس سیاہ کار کی بھی شرکت ہوجائے۔ اور آخرت میں کام آجائے۔ موصوف کے لئے دِل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اُمت مسلمہ کے لئے نافع بنائے اور ان کے لئے صدقۂ جاریہ بھی۔ آمین یارب العالمین۔ وانا العبد الاوّاہ

محمد رحمت اللہ عفا اللہ عنہ وعافاہ

دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

۴؍ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ جمعرات

موافق: ۷؍ اگست ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

آج سے قریب سات سال قبل سیدی و مرشدی و وسیلۃ یومی و غدی حضرتِ اقدس مولانا ابراہیم صاحبؒ پانڈور کے حکم سے رمضان المبارک کے اندر خانقاہ میں تین نمازوں کے وقت ایک ایک حدیث کا ترجمہ سنانے کا معمول شروع کیا تھا، ابتداء میں مشکوٰۃ شریف اور ترغیب وترہیب سے اسلامی آداب، اخلاقیات، معاشرت اور معاملات سے متعلق منتخب احادیث اپنی کاپی پر لکھ کر اس کا ترجمہ اور حسبِ ضرورت بعض جگہ فوائد بھی لکھ لیا کرتا تھا، وہی ترجمہ اور فوائد حاضرین کو سنا دیا کرتا تھا، بعد میں حضرتِ والا حسبِ ضرورت حذف واضافہ یا ترمیم وغیرہ سے متعلق ضروری اصلاحی ہدایات فرمایا کرتے تھے جن کو بطورِ یادداشت کاپی پر لکھ لیا کرتا تھا، یہ سلسلہ ہر رمضان میں جاری رہا، میرے مخلص رفیق وکرم فرما حضرت مولانا اِکرام الحق صاحبؒ زید فضلہٗ (خلیفہ حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ وشیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ سردار شہر، چورو، راجستھان) انتہائی فکر ولگن کے ساتھ میرا ہاتھ بٹاتے رہے، ہر سال بہت سے احباب اس مجموعہ کی فوٹو کاپی کراتے اور کتابی شکل میں طباعت کا تقاضا کرتے، بندہ سب سے دُعاؤں کی گذارش کر کے ٹال دیا کرتا تھا، عوام وخواص سب اس سلسلہ کو بے حد پسند فرماتے اور دعاؤں کے ذریعہ ہمت افزائی فرماتے، مگر جب اکابرین و احباب کا تقاضا شدید ہوگیا تو اس مجموعہ کو طباعت کے قابل بنانے کے لئے ازسرِ نو کام شروع کیا اور انتہائی جانفشانی کے ساتھ جمع شدہ احادیث کی تخریج، ترتیب،

اعراب، ترجمہ اور جلی و ذیلی عنوانات سے فارغ ہوا، اس طرح اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اپنی بے مائیگی اور تہی دامنی کے باعث تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ مجموعہ کسی دِن کتاب بن کرآپ کے ہاتھوں میں ہوگا، یہ محض فضلِ الٰہی، شیخ کی توجہات اورا کابرین خمسہ (جن کی تقریظات کتاب کی زینت دوبالا کررہی ہیں) کی دُعاؤں کی برکت سے ممکن ہو پایا، اسلئے میں دِل کی گہرائی سے شکرگذار ہوں۔ اوّلاً: اپنے مہربان مالک وخالق ربّ ذوالجلال کا۔ (فللّٰہِ الحمد والمنۃ) ۔ثانیاً: اکابرینِ خمسہ کا۔اور ثالثاً: تمام معاونین ومحسنین کا جن کے مخلصانہ تعاون سے یہ کتاب منظرِ عام پرآسکی۔ فجزاھم اللہ خیراً .

قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی فروگذاشت نظرآئے تو برائے کرم اطلاع کی زحمت فرمائیں آئندہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ .... والسلام

محمد شوکت علی عفی عنہ بھاگلپوری

۱۳/شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ سنیچر

موافق: ۱۶/ اگست ۲۰۰۸ء

موبائل:9427143140

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تمہید

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد !

خدمتِ شیخ میں حاضری کا مقصد احسان وتزکیہ کی دولت حاصل کرنا ہے، اِس کی حقیقت دل میں یقین پیدا کرنا، اُس کو صفتِ اخلاص سے متصف کر کے رذائل (یعنی حسد، کبر، ریا، بغض وکینہ، حبِ مال وحبِ جاہ وغیرہ اخلاق ذمیمہ) سے پاک کرنا، اور فضائل (یعنی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت، نماز میں خشوع وخضوع، دعاء میں تضرّع وابتہال، محاسبۂ نفس، صدق وامانت، حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام اور حسی لذت وحلاوت وغیرہ اخلاق فاضلہ اوراوصاف حمیدہ) سے آراستہ کرنا ہے۔

یہ چیزیں عقائد کی درستگی، عبادات کے اہتمام، معاشرے کی اصلاح، معاملات کی صفائی اور اخلاقیات کے سدھار سے حاصل ہوتی ہیں۔

بس دین کا خلاصہ یہی پانچ چیزیں ہیں (۱) اعتقادات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت یاعقوبات (یعنی معاشرے کو جرائم سے پاک رکھنے اوراس کوصالح بنانے کے لئے شرعی سزائیں اور تعزیرات) (۵) اخلاقیات۔

عقائد کی درستگی کے بغیر ایمان صحیح ومعتبر نہیں، عبادات کی پابندی نہ ہوتو ایمان ناقص، معاملات واخلاقیات صحیح نہ ہوں تو ایمان کی سلامتی کیلئے خطرہ، اصلاح معاشرہ کی فکراورعقوبات نہ ہوں تو عالم کا امن وسکون غارت۔

عقائد ایمان کی بنیاد ہیں، عبادات اس کے ستون، اصلاح معاشرہ کی فکر اور عقوبات امن عالم کے محافظ اور اس کی بقاء کے ضامن ہیں، تو صفائیِ معاملات اور اخلاقیات اسلام کیلئے سببِ زینت ومکملات، بلکہ بعض معاملات تو دین وایمان کیلئے سُتون کا درجہ رکھتے ہیں۔

آج کل ہماری عام حالت یہ ہوتی جارہی ہے کہ ہم لوگ عبادات میں تو خوب محنت سے کام لیتے ہیں، مگر معاملات کی صفائی اور معاشرت واخلاقیات کو سنوارنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوتی، اور اب یہ مرض اتنا عام ہوتا جارہا ہے کہ حلقۂ عوام سے تجاوز کر کے طبقۂ خواص میں بھی سرایت کرتا جارہا ہے جبکہ صفائیِ معاملات اور درستگیِ اخلاق کے بغیر اصلاح وتزکیہ کا حصول مشکل ہے۔

دنیائے اسلام کے عظیم محدث مشہور شارح حدیث ملا علی قاریؒ اپنی مایۂ ناز شہرۂ آفاق تصنیف مرقاۃ شرح مشکوۃ میں نقل فرماتے ہیں:

”قِیلَ لِلاِمَامِ مُحمّدٍ صَاحِبِ اَبِی حَنِیفةَ رحمهما الله تعالٰی لِمَ لَمْ تُصَنِّفُ فِیْ التَّصوُّفِ؟ فَقَالَ: صَنَّفْتُهُ وَالَّفتُهُ فَقِیْلَ مَاهُوَ ؟ فَقَالَ : کِتَابُ البَیْعِ فَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ صِحَّتَهٗ وَفَسَادَهٗ یَاْکُلُ حَرَامًا وَ مَنْ اَکَلَ حَرَامًا لَا یَصْلُحُ حَالُهٗ اَبَداً“. (مرقاۃ فیصل: ۹/۴۶۴)

ترجمہ: امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ سے دریافت کیا گیا: کہ حضرت! آپ نے تصوف میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی؟ حضرت نے فرمایا: لکھی تو ہے (سراپا حیرت و استعجاب) شاگردوں نے پوچھا حضرت کونسی کتاب؟ آپ نے فرمایا: (سیکڑوں اوراق میں پھیلی ہوئی میری) کتاب البیوع! (کہ درحقیقت یہی کتاب التصوف

ہے) کیونکہ جب تک لوگ خرید وفروخت کے مسائل اور اس کی صحت وفساد سے واقف نہیں ہونگے ،حلت وحرمت میں فرق کرکے حلال کا اکتساب اور حرام سے اجتناب نہیں کرینگے، حرام کھائیں گے اور حرام کھانے والوں کی کبھی اصلاح نہیں ہو پائے گی (ہاں توبہ کرلیں تو پھر اللہ غفور ورحیم ہے اس وقت کی بات دوسری ہوگی)

اسلئے ضرورت ہے کہ صفائیِ معاملات اور تحصیلِ اخلاق فاضلہ کی جانب بھی خاص توجہ دی جائے ،اسی جانب توجہ دلانے کی غرض سے اخلاقیات ومعاملات سے متعلق احادیث مبارکہ کا یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے ،جن کا پڑھنا سننا ان شاء اللہ اصلاح احوال کے باب میں بے حد مفید، عمل پر ابھارنے کا باعث اور سعادت دارین کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ یہاں خانقاہ کے اندر سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم کی نگرانی میں معتکفین اور مصلّیوں کو روزانہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء چاروں نمازوں میں اقامت (یعنی تکبیر) سے پہلے اِس رسالے کی ایک ایک حدیث کا ترجمہ سنانے کا معمول رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ (قریب اٹھارہ سال) سے اہتمام کے ساتھ جاری ہے، بحمدہٖ تعالیٰ اکابر واحباب نے اس سلسلہ کو پسند فرما کر بے حد مفید قرار دیا، اب بفضلہٖ تعالیٰ اکابرین کے حکم اور احباب کے تقاضے پر یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، دُعا کیجئے حق تعالیٰ شانہٗ اِس محنت کو قبول فرما کر ہماری اصلاح، اور خالص اپنی رضاء ومحبت کا ذریعہ بنادے۔ (آمین)

ترتیبِ سابق :- چونکہ خانقاہ کے اندر رمضان المبارک گذارنے کے لئے ہر عشرہ میں نئے نئے معتکفین آتے ہیں، خاص کر آخری عشرہ میں، اس لئے ترتیب سابق میں حضرت والا کے حکم کے مطابق رسالہ ہٰذا کو تین عشرے پر تقسیم کرکے ہر

موضوع سے متعلق دو دو حدیث اور بعض جگہ ایک ایک حدیث: جلی اور ذیلی عنوانات کے تحت اعراب، حوالہ اور ترجمہ کے ساتھ درج کی گئی تھی، اور متفرقات کے تحت پانچ پانچ حدیثیں ذکر کی گئیں تھیں، تاکہ نئے آنے والے مہمانوں کے سامنے ہر مضمون کی حدیث آجائے اور پرانوں کے لئے تکرار؛ رسوخ فی القلب کا سبب بن جائے۔

ترتیبِ جدید:- قریب دس سال سے ''ہدایات نبوی ﷺ'' سابقہ ترتیب پر چھپتی چلی آرہی تھی، اور بفضلہٖ تعالیٰ عوام وخواص میں بے حد مقبول بھی ہوئی، بنگلہ، تمل اور گجراتی تین زبانوں میں اِس کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے، مگر پچھلے چند سالوں سے بہت سے اکابر واحباب کا اصرار تھا کہ: معاشرے میں پھیلی ہوئی دیگر بہت سی خرابیوں کی اصلاح کے متعلق احادیث کا اضافہ کرکے رسالہ ہٰذا کی ایک موضوع سے متعلق احادیث یکجا کرکے اِسے شائع کیا جائے، تو ہر طبقے: خاص کر واعظین وخطباء کے لئے کتاب سے استفادہ آسان ہو جائے، اس لئے اب یہ کتاب حضرت والا کے حکم سے نئی ترتیب واضافے کے ساتھ طبع کی گئی ہے، اِس ترتیب میں ہر مضمون کی روایات یکجا ذکر کی گئیں ہیں، اور شراب نوشی، قتل ناحق، جاندار کی فوٹو گرافی کی حرمت اور بعض دیگر موضوع سے متعلق روایات کا اضافہ کیا گیا ہے، اور متفرقات کا عنوان ہٹا کر اُس کی جگہ ''زہد ورقاق'' کا عنوان رکھ دیا گیا ہے، اور اس سے متعلق احادیث کو بھی اسی باب میں درج کر دیا گیا ہے، اِس طرح اب کل روایات دوسو بہتر (۲۷۲) سے بڑھ کر تین سو تیرہ (۳۱۳) ہوگئی ہیں۔

دردمندانہ اپیل:-

علمائے کرام، ائمۂ مساجد، حفاظِ قرآن سے گذارش ہے کہ رمضان المبارک کے اندر اپنی اپنی مسجدوں میں ہر نماز کے وقت اس کتاب کی ایک ایک حدیث سنا کر ثوابِ دارین حاصل کریں، اللہ کے فضل وکرم سے رمضان کے انوار وبرکات اور پُر بہار ماحول کی بنا پر قوی اُمید ہے کہ اِن احادیثِ مبارکہ کے سننے سنانے اور پڑھنے سے نمازیوں کے دِلوں میں اخلاق ومعاملات کو سدھارنے کا صالح جذبہ بیدار ہوگا، جس سے اصلاحِ معاشرہ کی راہ ہموار ہوگی، سماج میں اُخوتِ اسلامی کو فروغ ملے گا، عالم میں امن وشانتی کا ماحول عام ہوگا، جو ان شاءاللہ ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا، حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کی مدد فرمائے، اپنی مرضیات پر چلنا آسان بنائے، اُمید ہے کہ اس سیاہ کار کو بھی دُعاؤں میں شامل فرمائیں گے. آمین ثم آمین!

والسلام

محمد شوکت علی بھاگلپوری عفااللہ عنہ

خادم حدیث دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ گجرات (الہند)

یکم شعبان ۱۴۳۹ھ موافق ۱۸/اپریل ۲۰۱۸ء بدھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

سلام کے آداب

سب سے افضل عمل سلام کرنا ہے

[۱] (۱) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا " اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلیّٰ اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ :" اَیُّ الۡاِسَلَامِ خَیۡرٌ قَالَ تُطۡعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقۡرَءُ السَّلاَمَ عَلیٰ مَنۡ عَرَفۡتَ وَ مَنۡ لَمۡ تَعۡرِفۡ" مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ .

(بخاری: ۱/۶؛رقم: ۱۲ ،مسلم: ۱/۴۸؛رقم:(۶۳–۳۹)،مشکوۃ:۳۹۷؛رقم: ۴۶۲۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک صاحب نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ: مسلمانوں کی کونسی خصلت سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہے جانا پہچانا ہو یا انجان۔ (بخاری و مسلم)

سلام سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے

[۲] (۲) عَنۡ اَبِیۡ ھُرِیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ : "لا تَدۡخُلُوۡنَ الجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا وَ لَا تؤۡمِنُوا حَتیّٰ تَحَابُّوۡا اَوَلاَ اَدُلُّکُمۡ عَلیٰ شَیۡءٍ اِذَا فَعَلۡتُمُوۡہُ تَحَابَبۡتُمۡ ؟ اَفۡشُوۡا السَّلاَمَ بَیۡنَکُمۡ ".

(رواہ مُسلم: ۱/۵۴؛رقم:(۹۳–۵۴)،مشکوۃ:۳۹۷؛رقم: ۴۶۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں نہیں جاسکو گے، اور جب تک تم لوگ آپس میں محبت و دوستی کا تعلق نہ قائم کرلو تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکے گا کیا میں تمہیں ایسا راستہ نہ بتاؤں؟ جس پر چلنے سے آپس میں محبت پیدا ہوجاتی ہے، وہ راستہ یہ ہے کہ: آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا خوب رواج ڈالو۔ (مسلم)

ف:- زمانۂ جاہلیت میں ہر طرف قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا، جدھر دیکھیں! ڈر، بھے، اور خوں ریزی کا دور دورہ تھا، بے اعتمادی اور بدامنی کا یہ عالم تھا کہ: کسی کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ کر خوف و ہراس کے مارے اچھے اچھوں کی روح کانپ اٹھتی تھی کہ: دیکھئے! اب کیا ہوتا ہے؟ جان رہتی ہے یا جاتی ہے؟ اسلام نے سلام کو رواج دے کر اس وحشت ناک ماحول کو اکدم سے ختم کردیا، سلام کو سنت قرار دے کر دنیا کو محبت و بھائی چارگی، اور اُنس و پریم کا وہ بے مثال پیغام دیا کہ: وحشت و بربریت کا یکسر خاتمہ ہوگیا، اسلام نے اس سلام کے ذریعے روئے زمین پر امن و شانتی اور اخوت و انسانیت کا ایسا تابناک چراغ روشن کیا کہ: دنیا کی قومیں اِس کی کوئی مثال نہیں پیش کرسکتیں۔

سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت

[۳] (۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِیْءٌ مِنَ الْکِبْرِ ".

(شُعَبُ الْاِیْمَانِ: ۶/۴۳۳؛ رقم: ۸۷۸۶، مشکوۃ: ۴۰۰؛ رقم: ۴۶۶۶)

وَفِــی رِوَایَةِ اَبِــی دَاوُدَ عَـنْ اَبِی اُمَـامَةَ رَضِـیَ اللّٰہُ عَنْـہ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ’’اِنَّ اَوْلٰی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَھُمْ بِالسَّلَامِ‘‘.

(ابو داؤد: ۲/۷۰۶؛رقم: ۵۱۸۸)

وَفِی رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّھُمَا یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ: اَوْلٰھُمَا بِاللّٰہِ.

(ترمذی و حَسَّنه: ۲/۹۴؛رقم: ۲۶۹۴)

وَفِی رِوَایَةِ اَحْـمَـدَ عَنْهُ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ مَرْفُوْعاً: ’’مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَھُوَ اَوْلٰی بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِهٖ. (مسند احمد: ۵/۲۵۴،ترغیب: ۳/۲۸۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے پاک ہے۔ (شعب الایمان)

ایک حدیث میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ شخص اللہ جل شانہ سے بہت قریب ہے جس نے لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کی۔ (ابوداؤد شریف)

ایک روایت میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! دو شخص کی ملاقات ہو تو سلام میں پہل کون کرے؟ ارشاد فرمایا کہ: جو اللہ سے زیادہ قریب ہے۔ (ترمذی شریف)

ایک روایت میں ہے کہ: جو شخص سلام میں پہل کرے؛ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ قریب ہے۔ (مسند احمد)

ف:- اللہ سے قریب ہونے کا مطلب: اللہ کی رحمت و مغفرت کا زیادہ مستحق ہونا

ہے،اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: قیامت کے دن حضوراقدس ﷺ کی شفاعت کا زیادہ حقدار ہوگا،اور جنت میں حضور ﷺ کے زیادہ قریب رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

ملاقات پر بھی سلام اور رخصت پر بھی سلام

[۴] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ،فَاِنْ بَدَا لَهُ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ،ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ، فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ".

(تِرْمِذِیٌّ: ۹۵/۲؛رقم: ۲۷۰۶،ابوداؤدَ: ۷۰۷/۲؛رقم: ۵۱۹۹،مشکوٰۃ: ۳۹۹؛رقم: ۴۶۶۰،ترغیب: ۲۸۷/۳)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضوراقدس ﷺ نے اِرشادفرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں آئے تو سلام کرے اور جی چاہے تو بیٹھ جائے، پھر جب (مجلس سے چلنے کے لئے) کھڑا ہو تو اُس وقت بھی سلام کرے کیونکہ پہلے ہی سلام کی طرح یہ دوسرا (وداعی) سلام بھی سنت اور اہم ہے۔

(ترمذی،ابوداوٗد)

اپنے گھر آنے پر سلام کرنا باعث برکت ہے

[۵] (۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَةً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِکَ"

(ترمذی رشیدیہ: ۹۵/۲؛رقم: ۲۶۹۸،مشکوٰۃ: ۳۹۹؛رقم: ۴۶۵۲)

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتاً فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِه، وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَهٗ بِسَلَامٍ".

(شعب الایمان مر سلا: ۶/۴۴۸؛ رقم: ۸۸۴۵، مشکوۃ: ۳۹۹؛ رقم: ۴۶۵۱)

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس آؤ تو انہیں سلام کرو؛ وہ سلام تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت (کی زیادتی) کا سبب ہوگا۔ ایک روایت میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جب تم اپنے گھر آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو، اور جب گھر سے نکلو تو گھر والوں کو سلام کر کے نکلو (یعنی اپنے گھر والوں کو سلامتی کی دعاء دے کر نکلو؛ تاکہ تمہاری غیر موجودگی میں بھی گھر والے سلامت رہیں، اور تم دوبارہ گھر آؤ تو انہیں صحیح وسالم پاؤ)۔ (شعب الایمان)

ف:- علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ: حدیث قتادہؓ کے آخری جملے "وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَهٗ بِسَلَامٍ" کا مطلب یہ ہے کہ: تم گھر سے نکلتے وقت سلام کو بطور امانت اپنے گھر والوں کے پاس رکھ جاؤ؛ تاکہ جب تم لوٹ کر آؤ تو اپنی امانت واپس لو، کیونکہ امانت واپس لی جانے والی چیز ہے، گویا تم گھر والوں کو سلام کے ذریعہ یہ بھروسہ دلا کر جا رہے ہو کہ: میرے پیچھے تم لوگ سلامت رہوگے، کیونکہ میں سلام (یعنی سلامتی) کو تمہارے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں، اور میں صحیح سلامت واپس آکر دوبارہ تم لوگوں کو سلام کروں گا، اور اپنی امانت سلام واپس لوں گا۔ (مرقاۃ: ۹/۵۹)

اِن روایات سے معلوم ہوا کہ: اپنے گھر آتے جاتے گھر والوں کو سلام کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ اللہ کی طرف سے برکت وحفاظت حاصل ہوتی رہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل حدیث میں گھر والوں کو سلام کر کے اپنے گھر آنے کو اجزاءِ ایمان میں شمار کیا گیا ہے۔(شعب الایمان:۶/ ۴۴۷؛رقم:۸۸۴۴)

حضرت ابوامامہؓ کی ایک روایت میں حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ: تین آدمی اللہ جل شانہ کی ضمانت (گارنٹی) میں ہیں، یعنی اللہ نے اُن کے لئے ذمہ داری لی ہے کہ: متعلقہ کاموں کے دوران اگر اُن کی وفات ہوگئی تو اُنہیں جنت دیں گے، اور زندہ واپس ہوئے تو اجر وغنیمت کے ساتھ واپس کریں گے (۱) غازی فی سبیل اللہ (۲) نماز یا عبادت کے لئے چل کر مسجد جانے والا (۳) اپنے گھر سلام کر کے داخل ہونے والا۔(ابوداوٗد:۱/ ۳۳۷؛رقم:۲۴۹۱،مشکوٰۃ:۱۷؛رقم:۷۲۷)

گھر میں کوئی نہ ہو تو سلام کس طرح کریں

اپنے گھر آنے پر سلام کرنے کا حکم اُس وقت ہے جب گھر میں کوئی موجود ہو، لیکن اگر گھر میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر گھر آنے پر اِس طرح سلام کریں گے ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘ (سلامتی ہو مجھ پر اور اللہ کے نیک بندوں پر) اِس موقع پر اپنے ساتھ اللہ کے نیک بندوں کو سلام کرنا سنت اِس لئے قرار دیا گیا ہے کہ: گھر میں کوئی فرشتہ یا مسلمان جن ہر وقت موجود رہتے ہیں۔(مرقاۃ:۹/۲۱۲)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں بیان فرمایا ہے کہ: حضرت حَکَم، ابراہیم نخعی، حسن بصری اور عِکرِمہ رحمہم اللہ سے آیت کریمہ: ’’فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً‘‘ (النور : ۶۱) (جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، کہ یہ ملاقات کی وہ بابرکت پاکیزہ دعاء ہے

جواللہ کی طرف سے آئی ہے) کی تفسیر میں منقول ہے کہ: اگر تم ایسے گھر میں داخل ہو رہے ہو جس میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر اِس طرح سلام کرو "اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ "۔

(شعب الایمان: ۶/۴۴۶؛ رقم: ۸۸۳۷-۶/۴۴۷؛ رقم: ۸۸۴۳، درمختار مع الشامی زکریا: ۹/۵۹۶)

مختصر سی جدائی کے بعد ملاقات پر بھی سلام ہے

[۶] (۶) عَنۡ اَبِی هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: " اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمۡ اَخَاهُ فَلۡیُسَلِّمۡ عَلَیۡهِ،فَاِنۡ حَالَتۡ بَیۡنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوۡجِدَارٌ اَوۡ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَهُ فَلۡیُسَلِّمۡ عَلَیۡهِ اَیۡضاً ".

(ابو داؤد: ۲/۷۰۷؛رقم: ۵۱۹۱، مشکوٰۃ: ۳۹۹)

ترجمه : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اُس کو سلام کرو؛ پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا بڑا پتھر حائل ہو جائے اور دوبارہ ملاقات ہو تو پھر سلام کرو۔ (ابوداؤد)

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: جب معمولی معمولی وقفے اور مختصر سی جدائی کے بعد دوبارہ ملاقات پر سلام کرنا مستحب ہے، تو زیادہ وقفے کے بعد ملاقات پر سلام کرنا بدرجۂ اولیٰ مستحب ہوگا، گویا اس مختصر سی حدیثِ پاک میں نبی اکرم ﷺ نے انتہائی مؤثر و بلیغ انداز میں یہ واضح ہدایت دی ہے کہ: ہر ملاقات پر سنتِ سلام کا اہتمام کیا جائے، یہی کمالِ ایمانی کا تقاضہ ہے۔

مصافحہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں

[۷] (۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: " مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا ".

(ترمذی رشیدیہ: ۲/ ؛رقم: ۲۷۲۷، ابوداؤد: ۲/ ۷۰۸ ؛رقم: ۵۲۱۲، الترغیب: ۳/ ۲۸۹)

وَ فِی رِوَایَةٍ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الْھَاجِرَةِ فَکَاَنَّمَا صَلَّاھُنَّ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ، وَ الْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ یَبْقَ بَیْنَھُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ. (شعب الایمان: ۶/ ۴۷۴؛رقم: ۸۹۵۵)

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب دو مسلمان ملاقات پر (سلام کے وقت) مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے اللہ جل شانہ دونوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے زوال سے پہلے چاشت کی چار رکعت نماز پڑھی تو گویا اس نے شب قدر میں چار رکعت پڑھی (یعنی اُس کو شب قدر میں چار رکعت پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا) اور دو مسلمان جب ملاقات پر مصافحہ کرتے ہیں، تو اُن کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (شعب الایمان)

ف:- ملاقات پر سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے، احادیث میں وارد ہے کہ: حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام ؓ ملاقات پر سلام و مصافحہ کیا کرتے تھے۔

مصافحہ کا سنت طریقہ اور وقت

امام بخاریؒ نے مصافحہ کے بیان میں اِس کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے، امام موصوف فرماتے ہیں: " قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ : عَلَّمَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ وَكَفِّى بَيْنَ كَفَّيْهِ" کہ:حضور اقدس ﷺ نے مجھے مصافحہ کی حالت میں تشہد سکھلایا اِس طرح کہ: میری ہتھیلی آں حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں تھی، اِس حدیث میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ: آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے۔ (بخاری شریف:۲/ ۹۲۶)

امام بخاریؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے:" وَ صَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ اِبْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ" (بخاری: ۲/ ۹۲۶) اور امام موصوف نے اپنی "تاریخ کبیر" میں اپنے والد اسماعیل بن ابراہیم سے نقل کیا ہے:" قَالَ رَأَيْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَ جَاءَهُ اِبْنُ الْمُبَارَكِ بِمَكَّةَ فَصَافَحَهُ بِكِلْتَا يَدَيْهِ" (فتح الباری:۱۲/ ۳۲۵) کہ عبداللہ ابن المبارک مکہ مکرمہ میں جب اپنے استاذ حماد ابن زید سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے شاگرد عبداللہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ: نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ سے ملاقات پر سلام کرتے پھر مصافحہ کرتے تھے چنانچہ امام طَبرانی نے "معجم اوسط" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے:" كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا لَقِيَ اَصْحَابَهُ لَمْ يُصَافِحْهُمْ حَتّٰى يُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ" (فتح الباری:۱۲/ ۳۲۹) کہ حضور اقدس ﷺ جب صحابہ کرامؓ سے ملاقات فرماتے تو اُن سے سلام کر کے مصافحہ فرماتے تھے۔

مصافحہ کے وقت کیا کہا جائے

[۸] (۸) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا فَحَمِدَا اللّٰہَ، وَاسْتَغْفَرَاہُ غُفِرَ لَھُمَا".

(شعب الایمان: ۶/ ۴۷۴؛رقم: ۸۹۵۶، ابوداؤد: ۲/ ۷۰۸؛رقم: ۵۲۱۱، ترغیب: ۳/ ۲۹۰)

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب دو مسلمان ملاقات پر مصافحہ کرتے ہیں، دونوں اللہ کی حمد وثنا کرتے ہیں (مثلاً خیریت پوچھنے پر الحمد اللہ کہتے ہیں) اور دونوں ایک دوسرے کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (یعنی مثلاً یغفر اللہ لنا ولکم کہتے ہیں) تو دونوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان، ابوداؤد)

ف:- اِس حدیث سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ: ملاقات پر مصافحہ کرنا سنت ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ: مصافحہ کے وقت اللہ کی حمد وثنا اور ایک دوسرے کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا بھی مستحب ہے۔

معانقہ بھی سنت ہے

[۹] (۹) عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ بُشَیْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ الْعَنَزِیْ اَنَّہُ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ: ھَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَافِحُکُمْ اِذَا لَقِیْتُمُوْہُ؟ قَالَ: مَا لَقِیْتُہُ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِی، وَ بَعَثَ اِلَیَّ ذَاتَ یَوْمٍ وَ لَمْ اَکُنْ فِی اَھْلِی، فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ، اَنَّہُ اَرْسَلَ اِلَیَّ، فَاَتَیْتُہُ وَ ھُوَ عَلٰی سَرِیْرٍ، فَالْتَزَمَنِی، فَکَانَتْ

تِلْکَ اَجْوَدَ وَ اَجْوَدَ. (وَ رِجَالُهُ ثِقَاةٌ. فتح.) (ابو داؤد: ۲/ ۷۰۹؛رقم: ۵۲۱۴، شعب الایمان: ۶/ ۴۷۵؛رقم: ۸۹۶۰، مشکوٰۃ: ۴۰۲؛رقم: ۴۶۸۳)

وَ فِی رِوَایَةٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِیْنَةَ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی بَیْتِی، فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرْیَانًا یَجُرُّ ثَوْبَهُ، وَ اللّٰهِ مَا رَأَیْتُهُ عُرْیَانًا قَبْلَهُ وَ لَا بَعْدَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَ قَبَّلَهُ. (ترمذی رشیدیه: ۲/ ۹۷؛رقم: ۲۷۳۲، مشکوٰۃ: ۴۰۲؛رقم: ۴۶۸۲)

وَ فِی رِوَایَةٍ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا، وَ اِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ تَعَانَقُوْا". رواه الطبرانی فی الاوسط، ورواته محتج بهم فی الصحیح. (ترغیب: ۳/ ۲۹۰)

ترجمہ: حضرت ایوب بن بُشَیر بن کعب العدویؒ؛ عبداللہ العنزیؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: اُنہوں نے حضرت ابو ذر غفاریؓ سے دریافت کیا کہ: کیا حضور اقدس ﷺ آپ حضرات سے ملاقات پر مصافحہ فرماتے تھے؟ تو حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ: آں حضرت ﷺ نے ہر ملاقات پر مجھ سے مصافحہ فرمایا، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلانے کے لئے آدمی بھیجا، میں گھر پر نہیں تھا، جب میں آیا تو مجھے بتلایا گیا کہ: آں حضرت ﷺ نے مجھے بلایا ہے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ تخت پر آرام فرما تھے، اُسی حالت میں آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر مجھے اپنی طرف جھکایا اور لیٹے لیٹے ہی معانقہ فرمایا، وہ معانقہ میرے لئے نہایت ہی پر لُطف اور خوش گوار تھا۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس آئے، نبی اکرم ﷺ میرے گھر تھے، زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ فرطِ مسرت میں اپنی چادر گھسٹتے ہوئے کھلے بدن ہی جھٹ سے کھڑے ہو گئے- خدا کی قسم آپ کو اِس طرح کھلے بدن کسی کا استقبال کرتے ہوئے نہ اِس سے پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں- پھر زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا اور اُن کا ماتھا چوما۔ (ترمذی شریف)

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: صحابہ کرام ملاقات پر مصافحہ کیا کرتے تھے، اور سفر سے آنے پر معانقہ بھی کرتے تھے۔ (طَبرانی فی الاوسط)

ف:- اِن جیسی مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ: حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپسی ملاقات پر سلام و مصافحہ کے ساتھ اظہارِ محبت کی خاطر حسبِ موقع معانقہ بھی کیا کرتے تھے۔

راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت اور راستوں کے حقوق

[١٠] (١٠) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِ رضی اللہ عنہ قَالَ: "اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰه ! مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ".

(بخاری: ۱/۳۳۳؛ رقم: ۲۴۶۵، ۲/۹۲۰؛ رقم: ۶۲۲۹، مسلم: ۲/۲۰۴؛ رقم: (۱۱۴-۲۱۲۱) ۲/۲۱۳؛ رقم: (۳۲-۲۱۲۱)، شعب الایمان: ۶/۵۰۸؛ رقم: ۹۰۸۵-۹۰۸۶)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ الْبَرَاءِ (بن عازب) رضی اللہ عنہ اِنَّ رَسُوْ لَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ بِنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، وَھُمْ جُلُوْسٌ فِی الطَّرِیْقِ؛ فَقَالَ: اِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِیْنَ فَرُدُّوْا السَّلَامَ، وَاَعِیْنُوْا الْمَظْلُوْمَ، وَ اَھْدُوْا السَّبِیْلَ.

(ترمذی رشیدیہ: ۲/ ۹۷؛ رقم: ۲۷۲۶)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ "اِنَّ رَسُوْ لَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَا خَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِیْ الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ ھَدٰی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّۃَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَ اَعَانَ عَلٰی الْحُمُوْلَۃِ" . رواہ فی شرح السنّہ . (مشکوۃ: ۳۹۹؛ رقم: ۴۶۶۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ راستوں پر مت بیٹھا کرو! صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ہماری کچھ مجبوریاں ایسی ہیں کہ) راستوں پر بیٹھ کر بات چیت کئے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ ہی نہیں (کیونکہ ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے مکانات ہیں، کوئی ایسی بڑی جگہ نہیں جہاں کچھ لوگ بیٹھ کر دینی یا دنیوی امور کے بارے میں کوئی مشورہ کرسکیں اس لئے ہم لوگ ضرورت پڑنے پر باہمی مشورہ و مذاکرہ، ایک دوسرے کی خیر خیریت پوچھنے، کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج تجویز کرنے، سماجی معاملات حل کرنے اور آپسی رنجش کی صورت میں صلح صفائی کی تدبیر سوچنے کے لئے راستوں پر ہی بیٹھ جاتے ہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم لوگوں کے پاس (مجبوری کی بنا پر) راستوں پر بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تو پھر تم لوگ (ایسی صورت میں) راستوں کے حقوق ادا کیا کرو؛ صحابۂ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (حرام چیزوں کے دیکھنے سے) نگاہ کی حفاظت کرنا، (راستہ تنگ کرکے یا کسی اور طریقے سے) گزرنے والوں کو تکلیف نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا گزر چند انصاری صحابی کے پاس سے ہوا؛ جو راستوں پر بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تمہارے لئے راستوں پر بیٹھنا ضروری ہی ہو، تو سلام کا جواب دو؛ مظلوم کی مدد کرو؛ اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتاؤ۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ: راستوں پر بیٹھنے میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے اُن کے جو (بھٹکوں) کو راستہ بتائے، سلام کا جواب دے، نگاہیں نیچی رکھے، اور بوجھ اُٹھانے میں دوسرے کی مدد کرے۔ (شرح السنّہ)

ف:- راستوں پر بیٹھنا فی نفسہ منع نہیں ہے، آدمی کسی بھی پاک جگہ پر بیٹھ سکتا ہے، یہاں راستوں پر بیٹھنے سے روکنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ: راستوں پر بیٹھنے والوں کے ذمے شریعت نے اخلاقی طور پر بہت سے ایسے کام لازم کئے ہیں، جو گھر بیٹھے ہوئے شخص پر لازم نہیں ہیں، اُن کاموں کو کرنا ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے، اس لئے احتیاطاً نبی اکرم ﷺ نے راستوں پر بیٹھنے ہی سے روک دیا؛ تاکہ اُن کاموں کی ذمہ داری ہی کسی کے سر نہ آئے، مگر صحابۂ کرام کے مکانات چھوٹے چھوٹے تھے، اُنہیں مختلف کاموں کے لئے راستوں پر بیٹھنا پڑتا تھا، اس لئے صحابۂ کرام کی واقعی مجبوری کو دیکھتے ہوئے، نبی رحمت ﷺ نے اُنہیں راستوں پر بیٹھنے کی مشروط

اجازت مرحمت فرمائی کہ: اگر راستوں کے حقوق ادا کریں تو پھر مجبوری میں راستوں پر بیٹھنے کی اجازت ہے، پھر صحابۂ کرام کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے راستوں کے چودہ حقوق بیان فرمائے، جن میں سے آٹھ کا ذکر مذکورہ روایات میں ہے:

(۱) غَضُّ البَصَرُ: نگاہیں نیچی رکھنا، یعنی راستہ چلتی عورت یا لوگوں کے عیوب سے نگاہ کی حفاظت کرنا (۲) کَفُّ الاَ ذَیٰ: یعنی راستہ تنگ کر کے یا کسی اور طرح سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف دینے سے بچنا (۳) رَدُّ السَّلام: راستہ چلنے والوں کے سلام کا جواب دینا، اس کا مقصد دل میں راہ گیروں کے احترام و اکرام کا جذبہ پیدا کرنا ہے (۴) امر بالمعروف: بھلی بات کا حکم کرنا؛ یعنی حکمت کے ساتھ مناسب انداز میں لوگوں کو شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دینا (۵) نہی عن المنکر: بری بات سے روکنا؛ یعنی لوگوں کو اچھے انداز میں برائی سے روکنا (۶) ارشادِ سبیل: کوئی راہ گیر راستہ بھٹک جائے تو اُسے صحیح راستہ بتا دینا (۷) اعانتِ مظلوم: کسی راہ گیر پر کوئی ظلم و زیادتی کر رہا ہو تو جہاں تک ہو سکے اُس کی مدد کرنا (۸) اعانت علی الحُمولہ: کسی کمزور کو سواری پر سوار کرا دینا، یا کسی کا بوجھ اٹھا دینا۔

اور باقی چھ حقوق کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مختلف روایات کے حوالے سے فرمایا ہے:

(۹) افشاءِ سلام: سلام کو خوب پھیلانا؛ اس کا حاصل یہ ہے کہ: اگر راہ گیر بھول کر یا کسی اور وجہ سے سلام میں پہل نہ کر سکے تو راستے پر بیٹھے ہوئے شخص کو چاہئے کہ: وہی سلام میں پہل کرے (۱۰) حسنِ کلام: یعنی راہ گیروں سے اچھے ڈھنگ سے نرم

لہجے میں بات کرنا تاکہ: حیران و پریشان مسافر دل میں سکون و راحت محسوس کرنے لگے (۱۱) اِغاثَتِ مَلْھُوف: مصیبت زدوں کی مدد کرنا؛ مثلاً: کسی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور وہ چیخ و پکار کرنے لگے تو اس کو دلاسا دینا، اور حسب استطاعت اُس کی مدد کرنا (۱۲) تَشْمِیتِ عاطس: راستہ چلتے کسی کو چھینک آجائے، اور وہ ''الحمد اللہ'' کہے؛ تو اُس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا (۱۳) ہدایتِ ضال: یعنی ناواقف یا اندھے شخص کو صحیح راستہ بتانا، یاد رہے کہ: ارشادِ سبیل اور ہدایتِ ضال دونوں مستقل الگ الگ حقوق ہیں (۱۴) کثرتِ ذکر اللہ: یعنی اللہ کی یاد کو دل میں بسائے رکھنا تاکہ حقوق مذکورہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

راستے پر بیٹھنے والوں کے ذمے یہ کل چودہ حقوق لازم ہیں؛ جن کو حافظ ابن حجرؒ نے مندرجہ ذیل چار اشعار میں اختصار و جامعیت کے ساتھ اس طرح جمع فرمایا ہے:

جَمَعْتُ آدَابَ مَنْ رَامَ الْجُلُوْسَ عَلٰی الطَّ رِیْقِ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْخَلْقِ اِنْسَانًا

اَفْشِ السَّلَامَ، وَ اَحْسِنْ فِی الْکَلَامِ، وَشَمِّ تْ عَاطِسًا، وَسَلَامًا رَدَّ، اِحْسَانًا

فِی الْحَمْلِ عَاوِنْ، وَ مَظْلُوْمًا اَعِنْ، وَ اَغِثْ لَھْفَانَ، وَ اَھْدِ سَبِیْلًا، وَاھْدِ حَیْرَانًا

بِالْعُرْفِ مُرْ، وَانْهَ عَنْ نُکْرٍ، وَ کُفَّ اَذٰی وَ غُضَّ طَرْفًا، وَ اَکْثِرْ ذِکْرَ مَوْلَانَا

(فتح الباری: ۱۱/۱۱)

ترجمہ:- (۱) میں نے راستے پر بیٹھنے کا ارادہ رکھنے والوں کے لئے کچھ آداب وحقوق جمع کئے ہیں، بہترین انسان (نبی کریم ﷺ) کے ارشادات کی روشنی میں۔

(۲) سلام کو پھیلاؤ، اچھے انداز میں بات کرو، چھینکنے والا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے تو جواب میں ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہو اور برائے کرم سلام کا جواب دو۔

(۳) سوار کرانے یا بوجھ اٹھانے میں ہاتھ بٹاؤ، مظلوم کی مدد کرو، مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سنو، بھٹکے ہوئے کو صحیح راستہ بتاؤ، اور ناواقفِ راہ یا اندھے کو راستے کی صحیح رہنمائی کرو۔

(۴) بھلائی کا حکم کرو، اور برائی سے روکو، راہ چلنے والوں کو تکلیف دینے سے بچو، نگاہیں نیچی رکھو اور کثرت سے ہمارے مالک پروردگار عالم کو یاد کرتے رہا کرو۔

صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو بھی واقعی مجبوری کی صورت میں اتنی شرائط وآداب کی پابندی کے ساتھ راستوں پر بیٹھنے کی اجازت دینا؛ ہمیں یہ بتانے کے لئے ہے کہ: راستوں اور چوک چوراہوں پر بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی بیکار باتوں میں اپنے قیمتی اوقات کو برباد کرنا مزاجِ اسلام کے قطعاً خلاف ہے، جن پر اِس دنیا سے جانے کے بعد بڑی حسرت اور پچھتاوا ہوگا، لوگو! یاد رکھو۔

تیرا ہر سانس نخل موسوی ہے   یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے

کس قدر تعجب اور گھاٹے کی بات ہے کہ: آج کل ہمارے بہت سے بھائیوں نے راستوں اور چوک چوراہوں پر بیٹھ کر بیکار وقت گزاری کو اپنی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ بنا رکھا ہے، اور حد تو یہ ہے کہ: اس بربادی کا ذرا احساس بھی نہیں ہے، ایسے میں اقبال مرحوم کا یہ ماتم بالکل سچ معلوم ہوتا ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

چھینک کے آداب

چھینک آئے تو کیا پڑھا جائے؟

[۱۱] (۱) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ”اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ” اَلْحَمْدُ لِلّٰه “ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوهُ اَوْ قَالَ صَاحِبُهُ ” يَرْحَمُكَ اللّٰهُ “ فَاِذَا قَالَ لَهُ ” يَرْحَمُكَ اللّٰهُ “ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ“ . (بخاری: ۹۱۹/۲؛ رقم: ۶۲۲۴، شعب الایمان: ۲۷/۷؛ رقم: ۹۳۳۵، مشکوۃ: ۴۰۵؛ رقم: ۴۷۳۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اُسے چاہئے کہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ کہے اور سننے والے بھائی کو چاہئے کہ جواب میں ” يَرْحَمُكَ اللّٰهُ “ کہے اور جب سننے والا یرحمک اللہ کہہ چکے تو پھر چھینکنے والے کو چاہئے کہ اُس کی اِس دعاء کے جواب میں یوں کہے ”يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ“ (کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کرے)۔ (بخاری، شعب الایمان)

چھینک آنے پر ”الحمد للہ رب العلمین“ پڑھنا چاہئے

[۱۲] (۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ: اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ“ فَاِذَا قَالَ: فَلْيَقُلْ مَنْ عِنْدَهُ ” يَرْحَمُكَ اللّٰهُ “ فَاِذَا قَالُوْا لَهُ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: ”يَغْفِرُ اللّٰهُ لِىْ وَلَكُمْ“. (شعب الایمان: ۳۰/۷؛ رقم: ۹۳۴۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے کہ: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہئے (کہ: حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے) "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" پڑھ لیا کرے؛ اور چھینکنے والا جب یہ پڑھ لے، تو پاس والوں کو چاہئے کہ: "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہے، پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں "یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ" کہے۔ (شعب الایمان)

ف:- بعض روایتوں میں چھینک آنے پر صرف "اَلْحَمْدُلِلّٰہ" کہنے کا حکم ہے، اور بعض روایتوں میں "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" کہنے کا حکم ہے، یہ مقام شکر ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ: "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" ہی پڑھا جائے جیسا کہ: حضرت عائشہ کی ایک مرفوع روایت میں بھی یہی وارد ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے شعب الایمان: ۷/ ۲۸؛ رقم: ۹۳۴۱)

فائدہ: چھینکنے والا جواب میں کیا کہے؟

اِس روایت میں ہے کہ: چھینکنے والا جواب میں کہے: "یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ" (اللہ جل شانہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے)۔

ایک روایت میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جواب میں "یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ، وَغَفَرَ لَنَا وَلَکُمْ" (کہ اللہ جل شانہ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے، اور ہماری تمہاری مغفرت فرمائے) کہا کرتے تھے۔ (شعب الایمان: ۷/ ۳۰؛ رقم: ۹۳۵۰)

اور کچھ روایتوں میں ہے کہ: چھینکنے والا جواب میں "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ" کہے۔ اِس لئے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ: دونوں کو ملا کر "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَا لَکُمْ، وَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ" کہنا افضل ہے۔ (مرقاۃ فیصل: ۸/ ۵۳۵)

چھینکنے والا مسلمان نہ ہوتو کیا جواب دیا جائے؟

[۱۳] (۳) عَنْ اَبِی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ يَرْجُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ"فَيَقُوْلُ: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ".

(ترمذی رشیدیہ واللفظ له: ۹۸/۲؛رقم: ۲۷۳۹،ابوداؤد: ۶۸۷/۲؛رقم: ۵۰۳۰، مسند احمد: ۴۰۰/۴،شعب الایمان: ۳۱/۷؛رقم: ۹۳۵۱،مشکوٰۃ: ۴۰۶)

ترجمه: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: یہودی لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس جان بوجھ کر چھینکا کرتے تھے، اِس امید پر کہ: آپ جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰهُ" کہیں گے؛ مگر آپ ﷺ اُن لوگوں کی چھینک کے جواب میں فرماتے: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے قلوب یا حالات کو درست فرمائے)۔(ترمذی،ابوداؤد،مسند احمد،شعب الایمان)

ف:- یہ اور اِن جیسی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ: اگر یہود و نصاریٰ یا کوئی اور غیر مسلم چھینک پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو اُس کے جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰهُ" کے بجائے "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ" کہا جائے گا۔

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ مسلمان اور کچھ یہودی دونوں قسم کے لوگ جمع تھے، اتفاق سے دونوں فریق کو چھینک آئی؛ تو آپ ﷺ نے دونوں فریق کے جواب میں الگ الگ دعائیں دیں: مسلمانوں کے لئے فرمایا: "يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ،وَيَرْحَمُنَا اللّٰهُ

وَاِیَّاکُمْ" (کہ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، اور ہم سب پر رحم فرمائے)۔ اور یہودیوں کے لئے فرمایا: "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ" (اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات کو درست فرمائے)۔ (شعب الایمان: ٧/٣١؛ رقم: ٩٣٥٢)

"الحمد للہ" نہ کہے تو جواب کا حقدار نہیں

[١٤] (٤) عَنْ اَبِی مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَاللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ، وَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِاللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ". (مسلم: ٢/٤١٣؛ رقم: (٥٤-٢٩٩٢)، مسند احمد: ٤/٤١٢، شعب الایمان واللفظ لہ: ٧/٢٦؛ رقم: ٩٣٣١، مشکوٰۃ: ٤٠٥)

وَ فِی رِوَایَۃِ الْبُخَارِیْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَشَمَّتَ اَحَدَھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الآخَرَ؛ فَقِیْلَ لَہُ؛ فَقَالَ: ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ، وَ ھٰذَا لَمْ یَحْمَدِ اللّٰہَ. (بخاری: ٢/٩١٩؛ رقم: ٦٢٢١)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص چھینک آنے پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے، تو تم لوگ اُس کو جواب دیتے ہوئے "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہو، اور اگر چھینکنے والا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا نہ کرے تو جواب مت دو۔ (مسلم، مسند احمد، شعب الایمان)

ایک حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی اکرم ﷺ کے پاس دو شخص کو چھینک آئی، آپ ﷺ نے ایک شخص کو جواب دیا دوسرے کو جواب

نہیں دیا، کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا (کہ: یارسول اللہ! ایسا کیوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہا، اس نے نہیں کہا۔ (بخاری شریف)

ف:- چھینک حق تعالیٰ شانہ کی عظیم نعمت ہے، اِس کے ذریعے دماغی رطوبت جھڑ کر ناک کے راستے سے باہر آجاتی ہے، جس سے سر ہلکا ہو کر دماغی، قلبی، جسمانی سکون نصیب ہوتا ہے، جس کی بدولت شوق ورغبت اور چستی وتازگی کے ساتھ طاعت و عبادت کر سکتا ہے، چھینک حق تعالیٰ شانہ کے یہاں پسندیدہ چیز ہے، حدیث پاک میں ہے: "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ" کہ: اللہ جل شانہ چھینک کو پسند فرماتے ہیں، اِسی لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ: چھینکنے والا اِس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کرے، اور اپنے پاس موجود لوگوں کو سنا کر جہراً "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" پڑھے، ورنہ تو پھر وہ دعائے رحمت کا مستحق نہیں ہوگا۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ کی مجلس میں دو شخص کو چھینک آئی، ایک صاحب زیادہ معزز سمجھے جاتے تھے، دوسرے صاحب اتنے معزز نہیں تھے، جو شخص زیادہ معزز تھے، انہوں نے چھینک آنے پر اللہ کی حمد نہیں کی، اِس لئے آپ نے اُن کو جواب نہیں دیا، اور دوسرے نے چھینک آنے پر اللہ کی حمد کی تو آپ ﷺ نے اُن کو جواب دیا، پہلے شخص نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! مجھے چھینک آئی تو آپ نے جواب نہیں دیا، اور اُس کو چھینک آئی تو آپ نے جواب دیا؛ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بات اصل میں یہ ہے کہ: اُس نے اللہ کو یاد کیا، تو میں نے بھی اُس کو یاد رکھا، اور تم اللہ کو بھول گئے تو میں بھی تم کو بھول گیا۔ (شعب الایمان: ۷/ ۲۶؛ رقم: ۹۳۳۲)

چھینکتے وقت چہرے پر ہاتھ رکھنا اور آواز کو پست کرنا چاہئے

[۱۵] (۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَاعَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِیَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَ غَضَّ بِهَاصَوْتَهٗ.

(ترمذی رشیدیه: ۲/ ۹۹؛رقم: ۲۷۴۵،ابو داؤد: ۲/ ۶۸۶؛رقم: ۵۰۲۱،مسند احمد: ۲/ ۴۳۹،شعب الایمان: ۷/ ۳۱؛رقم: ۹۳۵۴،مشکوۃ: ۴۰۶؛رقم: ۴۷۳۸)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ: جب آپ کو چھینک آتی تو چہرۂ انور کو اپنے ہاتھوں یا کسی کپڑے سے ڈھانک لیتے اور آواز کو پست کر لیتے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ف:- اسلام دین فطرت ہے، جو ہر موڑ پر تہذیب و شائستگی اور حسنِ اخلاق سکھاتا ہے، شریعت میں جہاں ایک طرف انسان کے ذاتی اور جسمانی حقوق کی رعایت کی گئی ہے، تو وہیں دوسری طرف ہم نشینوں (پاس بیٹھنے والوں)، پڑوسیوں اور اپنوں پرایوں سب کے حقوق کی بھی رعایت کی گئی ہے، حدیثِ مذکور میں اِس کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے کہ: معاشرتی وسماجی اصلاحات کے پیشِ نظر ہی نبی اکرم ﷺ نے خود عمل کر کے بڑی سادگی کے ساتھ یہ ادب بتلایا کہ: دیکھو! جب تمہیں چھینک آئے تو چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لو، یہ تہذیب و شائستگی کی نشانی بھی ہے، اور آداب شریعت کا تقاضہ بھی، کیونکہ ایک تو چھینک کے ذریعے عام طور پر دماغ کی رطوبت وگندگی (رینٹ یا بلغم وغیرہ) ناک یا منہ کے راستے سے نکل پڑتی ہے، جس سے اپنے کپڑے خراب ہوتے ہیں، اور پاس بیٹھنے والوں کے لئے تکلیف کا سبب بنتی ہے، دوسرے چھینکتے وقت چہرے

کی ہیئت بھی بگڑ جاتی ہے، جو پاس والوں کو خراب لگتا ہے، بلکہ بعض نازک مزاجوں کو تو یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوتی ہے، اِس لئے تعلیم دی گئی کہ: چھینکتے وقت اپنا چہرہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لو، تاکہ چہرے کی بدہیئتی دیکھنے والے کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ اِس میں پاس بیٹھنے والوں کے حقوق کی بھی رعایت ہے کہ: رطوبت اڑنے کی صورت میں اپنے ہاتھ یا کپڑے ہی میں رہ جائے گی، کسی اور کو نہیں پڑے گی، یہی معاملہ پست آواز رکھنے کا بھی ہے کہ: ہلکی آواز سے چھینکنا طبعی سلامتی، شخصی وقار، سلیقہ مندی اور حسن ادب سمجھا جاتا ہے، اور زوردار آواز سے چھینکنے کی صورت میں بسا اوقات اپنے اعضاء کے اکھڑ کر اپنی جگہ سے کھسکنے، سر میں تکلیف ہونے، سانس کی نالیوں کے بند ہونے اور مجلس والوں کے اکدم سے چونک پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے، جو اُن کے لئے جسمانی نقصان کا سبب بن سکتا ہے، جبکہ ہلکی آواز سے چھینکنے میں یہ خطرات نہیں رہتے۔

ایک ضروری تنبیہ

چھینکتے وقت چہرہ دائیں بائیں نہ کریں

بہت سے احباب سامنے رکھی ہوئی چیز، اپنے کپڑے یا مجلس والوں کو گندگی سے بچانے کے لئے ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ ڈھانپنے کے بجائے چہرے کو دائیں بائیں گھُما دیتے ہیں، ایسا کرنا خطرناک ہے، اِس میں ڈر ہے کہ کہیں چہرہ اُدھر ہی مُڑا رہ جائے، سیدھا نہ ہونے پائے، حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المعروف بابن العربی المالکی شارح ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

" وَفِیْهِ فَائِدَةٌ عُظْمٰی وَهِیَ اَنَّهُ اِذَا غَطّٰی وَجْهَهُ بِیَدِهِ اَوْ ثَوْبِهِ وَ تَلَقّٰی الْعُطَاسَ بِهِ سَلِمَ مِنْ اَنْ یَّرُدَّ وَجْهَهُ عَلٰی یَمِیْنِهِ اَوْ یَسَارِهِ فَرُبَّمَا بَقِیَ وَجْهُهُ کَذٰلِکَ اَبَدًا،وَلَا یَرْجِعُ اِلٰی مَوْضِعِهِ،وَقَدْ جَرٰی ذٰلِکَ لِبَعْضِهِمْ عَطَسَ فَرَدَّ وَجْهَهُ یَمِیْناً یَحْتَرِسُ مِنْ جَلِیْسِهِ فَبَقِیَ رَأْسُهُ کَذٰلِکَ اَبداً مُعَوَّجاً "

(عارضة الاحوذی: ۲۰۶/۹ کذا فی فتح الباری: ۲۰۲/۱۰،و تحفة الاحوذی: ۱۶/۸)

اور اِس میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ: جب ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ ڈھانپے اور اُس کے اندر چھینک آئے ،تو وہ چہرہ دائیں یا بائیں گھمانے سے محفوظ ہوگیا، کیونکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات چہرہ اُدھر ہی رہ جاتا ہے،اپنی جگہ بالکل نہیں لوٹتا ،چنانچہ (میرے سامنے) ایک شخص کو چھینک آئی ؛ اُس نے پاس بیٹھنے والوں کو گندگی سے بچانے کے لئے اپنا چہرہ دائیں طرف کرلیا،تو اُس کا چہرہ اُسی طرف رہ گیا سیدھا ہی نہیں ہوا۔

زور سے چھینکنا شیطان کو پسند ہے

[۱۶] (۶) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَشَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا تَجَشَّأَ اَحَدُکُمْ اَوْعَطَسَ فَلَا یَرْفَعَنَّ بِهِمَا الصَّوْتَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یُحِبُّ اَنْ یُّرْفَعَ بِهِمَا الصَّوْتُ". (شعب الایمان: ۳۲/۷؛رقم: ۹۳۵۵)

ترجمہ : حضرت عبادہ بن الصامت،حضرت شدّاد بن اَوس اور حضرت وَاثِلَہ بن الاَسْقَع رضی اللہ عنھم سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو اپنی آواز کو بلند نہ کرے، کیونکہ اِن

دونوں چیزوں میں آواز بلند کرنا شیطان کو پسند ہے۔ (شعب الایمان)

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ مسجد میں زوردار آواز سے چھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (شعب الایمان: ٧/٣٢؛ رقم: ٩٣٥٦)

اِس روایت کی بنا پر مسجد میں خاص طور پر بلند آواز سے چھینکنے سے بچنے کی ضرورت ہے، اللہ ہم سب کی اِن ناپسندیدہ حرکات سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

لگاتار تین سے زائد چھینک پر جواب ضروری نہیں

[١٧] (٧) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلاثًا فَمَا زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَاحَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلاثًا فَإِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ رَوَاه ابوداؤد قَالَ لا اَعْلَمُهُ اِلَّا اَنَّهُ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

(ترمذی: ٢/٩٩؛ رقم: ٢٧٤٤، ابوداؤد: ٢/٢٨٦؛ رقم: ٥٠٢٨، شعب الایمان: ٧/٣٣؛ رقم: ٩٣٥٨، مشکوٰۃ: ٤٠٦؛ رقم: ٤٧٤٢)

ترجمہ: حضرت عُبَیْد بن رِفَاعَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: چھینکنے والے کو لگاتار تین چھینک تک جواب دو، لیکن اگر کسی کو تین بار سے زائد چھینک آئے تو تمہیں اختیار ہے، چاہے جواب دو یا نہ دو، اور ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم اپنے (مسلمان بھائی) کی چھینک کا لگاتار تین بار تک جواب دو، اگر اس سے زائد بار چھینک آئے تو (سمجھو) کہ اُس کو زکام ہو گیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جمائی کا بیان

جمائی آئے تو کیا کیا جائے؟

[۱۸] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَآءُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ کَانَ حَقًّا عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ "یَرْحَمُکَ اللّٰهُ" وَاَمَّا التَّثَآءُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَآءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَااسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَثَآءَبَ ضَحِکَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ.

(بخاری:۲/۹۱۹؛ رقم: ۶۲۲۶، شعب الایمان:۷/۳۴؛رقم:۹۳۶۶،مشکوٰۃ:۴۰۵؛ رقم: ۴۷۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو (اُس کی چھینک اور حمد) سُننے والے پر جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰه" کہنا لازم ہے، رہی جمائی کی بات، تو جمائی شیطانی اثر سے آتی ہے اِس لئے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہوسکے اُس کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لیتا ہے اور (منہ پھاڑ کر ھآء کہتا ہے) تو اُس پر شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری، شعب الایمان)

جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے

[۱۹] (۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

" اِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ ".

(مسلم: ۴۱۳/۲؛رقم: ۲۹۹۵،شعب الایمان: ۳۵/۷؛رقم: ۹۳۶۸،مشکوٰۃ: ۴۰۶؛ رقم: ۴۷۳۶)

وَ فِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ فَاِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْہِ وَاِذَاقَالَ آہٗ آہٗ فَاِنّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ مِنْ جَوْفِہٖ. (ترمذی رشیدیہ: ۹۹/۲؛رقم: ۲۷۴۶)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضوراقدس ﷺ نے اِرشادفرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اُس کو چاہیئے کہ: وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، کیونکہ شیطان (اگر منہ کھلا ہوا پاتا ہے تو اُس میں) گھس جاتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، کیونکہ (جب وہ منہ کھلنے پر) آہ آہ کہتا ہے (اور منہ پر ہاتھ نہیں رکھتا) تو شیطان اُس کے پیٹ میں گھس کر ہنستا ہے۔ (ترمذی)

ف :- جمائی سے متعلق تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ: اپنے طور پر جمائی کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے، ہماری کوشش ہو کہ جہاں تک ہوسکے جمائی میں منہ کھلنے ہی نہ پائے، پھر بھی جمائی نہ رُکے، تو منہ کھلتے ہی فوراً منہ پر ہاتھ رکھ لیں، اُس میں ذرّہ برابر دیر نہ کریں، بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ: جمائی آتے ہی منہ پر ہاتھ نہیں رکھتے، جب جمائی کا زور ٹوٹنے لگتا ہے، اور منہ بند ہونے کے قریب ہوتا ہے، تب اخیر میں منہ پر ہاتھ رکھتے ہیں، گویا وہ حضرات زبانِ حال سے شیطان سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ: صاحب آپ اندر ہی رہیں، باہر نکلنے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں، ظاہر ہے کہ: یہ طریقہ غلط ہے، اِس سے بچنا چاہیئے، اور منہ کھلتے ہی فوراً منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیئے۔

شیطان منہ یا پیٹ میں کیوں گھستا ہے؟

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ: شیطان کو اللہ نے ایسی قوت دی ہے کہ: وہ انسان کی رگوں میں دوڑتا رہتا ہے، مگر جب تک انسان اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے؛ شیطان کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ: وہ کسی انسان کے منہ یا پیٹ میں گُھس سکے، اور جمائی کے وقت آدمی عام طور پر ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے؛ اِس لئے شیطان کو اندر گُھسنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے؛ اور وہ اندر جا کر اپنی اِس کامیابی پر ہنستا اور جشن مناتا ہے۔ **اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔**

(فتح الباری: ۱۰/۶۱۲، مرقاۃ فیصل: ۸/۵۳۲)

جمائی لیتے وقت کتے کی طرح بھونکنا منع ہے

[۲۰] (۳) **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْهِ، وَلَایَعْوِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ مِنْهُ** . رواہ ابن ماجۃ .

(مرقاۃ: ۸/۵۲۹، فتح الباری: ۱۰/۶۱۲)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے، اور کتے کی طرح نہ بھونکے، کیونکہ اِس سے شیطان ہنستا ہے۔ (ابن ماجہ)

ف :- بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ: جمائی کے وقت گردن اوپر کی طرف اٹھا کر منہ پھاڑ کر زور سے آواز نکالتے ہیں، اِس طرح جمائی لینا منع ہے، اِس کو نبی اکرم ﷺ نے کتے کی طرح بھونکنے کے مانند قرار دیا ہے، کیونکہ کتا بھی بعض دفعہ بھونکتے وقت سر اوپر اٹھا کر منہ کھولتا اور ڈراونی آواز نکالتا ہے، بعض جمائی لینے والے بھی ٹھیک

اُسی طرح کرتے ہیں، اس تشبیہ کا مقصد طبعیت کو متنفر کر کے آدمی کو آئندہ کے لئے اِس بُرے طرزِ عمل سے پرہیز کرنے کی تاکید کرنا ہے۔ اِس تفصیل سے شیطان کے ہنسنے اور جشن منانے کی ایک اور حکمت بھی واضح ہوگئی کہ: جب اِس طرح جمائی لینے والے کا چہرہ بگڑ جاتا ہے تو شیطان ملعون آدمی کی اِس بدہیئتی پر ہنستا اور جشن منانے لگتا ہے (آہستہ جمائی لینے کی ترغیب دے کر نبی اکرم ﷺ نے انسان کو شیطان کے جشن سے محفوظ کردیا)۔ (فتح الباری:۱۰/۶۱۲)

جمائی روکنے کی تدبریں

جوڑوں میں ابخارات کے داخل ہوجانے سے جسم میں سستی اور تناؤ آکر منہ کا کھل جانا جمائی کہلاتا ہے، یہ معدہ (پیٹ) کے بھرنے اور بدن کے بھاری ہونے سے ہوتا ہے، یہ سستی اور تناؤ شیطان کی خوشی کا سبب بنتا ہے۔ (شامی:۲/۴۱۳)

اسی لئے احادیث میں اس کو روکنے کی تاکید آئی ہے، علمائے کرام نے بھی جمائی کو روکنے کی کئی تدبریں بتائی ہیں، جن کو اختیار کرنے سے جمائی آسانی سے رک جاتی ہے:

(۱) جمائی آنے لگے تو یہ تصور کرے کہ کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی، اس تصور سے جمائی رک جائے گی ان شاء اللہ، امام قدوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس تدبیر کو بارہا آزمایا، اور ہر بار ایسا ہی پایا، علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے بھی بارہا آزمایا اور صحیح پایا۔ (شامی زکریا:۲/۱۷۶)

(۲) دوسری تدبیر یہ ہے کہ: نیچے کے ہونٹ کو اوپر کے دانت سے دبالیں جمائی رک جائے گی۔ (شامی زکریا:۲/۱۷۶)

(۳) تیسری تدبیر یہ ہے کہ: جمائی آنے لگے تو کھنکھار دیں جمائی رک جائے گی، امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ: میں جمائی کو کھنکھارنے کے ذریعہ روکتا ہوں۔ (ترمذی رشیدیہ: ۱/۴۹)

(۴) اگر اِن تدبیروں سے کام نہ چلے اور منہ کُھل ہی جائے، تو پھر منہ پر بائیں ہاتھ کی پشت یا آستین رکھ دیں، البتہ نماز کے اندر حالتِ قِیام میں جمائی آئے تو منہ پر دایاں ہاتھ سیدھا رکھ لیں؛ کیونکہ اِس صورت میں حرکت زیادہ نہ ہوگی۔
(شامی زکریا: ۲/۱۷۶)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

بوڑھے والدین کی خدمت نہ کرنے کا وبال

[۲۱] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: رَغِمَ اَنْفُهٗ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ، قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
(مسلم: ۲/۳۱۴؛ رقم: (۱۰-۲۵۵۱)، ترغیب: ۳/۲۱۸؛ رقم: ۲۲، مشکوۃ: ۴۱۸؛ رقم: ۴۹۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضوراقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: اُس کی ناک خاک آلود ہو جائے، پھر اُس کی ناک خاک آلود ہو جائے، پھر اُس کی ناک خاک آلود ہو جائے، دریافت کیا گیا: کس کی یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: اُس کی جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر بھی وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم، ترغیب)

والدین کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے

[۲۲] (۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "رِضَا اللّٰہِ فِی رِضَا الْوَالِدِ، وَسُخْطُ اللّٰہِ فِی سُخْطِ الْوَالِدِ".

(ترمذی: ۱۲/۲؛رقم: ۱۹۰۰، ترغیب: ۲۲۱/۳؛رقم: ۳۰، مشکوۃ: ۴۱۹؛رقم: ۴۹۴۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: حق تعالیٰ شانہٗ کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے، اور اللہ جلّ شانہٗ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

والدین کی نافرمانی کا نقصان

[۲۳] (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعاً لِلّٰہِ فِی وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِی وَالِدَیْہِ، اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ، اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ: وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ".

(شعب الایمان: ۲۰۶/۶؛رقم: ۷۹۱۶، مشکوۃ: ۴۲۱؛رقم: ۴۹۴۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس نے صبح اس حال میں کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے والا ہے (یعنی حکم الٰہی کے مطابق ماں باپ کے حقوق ادا کرنے والا ہے) تو اُس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں، اور اگر اُس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو (جس کی وہ اطاعت کرتا ہے)

تو اُس کے لئے ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے، اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہے (کہ حکم الٰہی کے مطابق والدین کے حقوق ادا نہیں کرتا) تو اُس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو (جس کی وہ نافرمانی کرتا ہے) تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے (یہ ارشاد سن کر) ایک صحابی نے عرض کیا: اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں، اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں، اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں۔ (شعب الایمان)

اللہ جل شانہٗ تین آدمی کو قیامت میں رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے

[۲۴] (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهٗ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجِلَةُ".

(رَوَاهُ النَّسائيُّ: ۱/۲۷۵؛ رقم: ۲۵۶۱، والبزارُ واللفظ لَهٗ باسنادين جيدين، والحاكم و قال: صحيح الاسناد (ترغيب: ۳/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ تین آدمی پر نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے: (۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (۲) شرابی (۳) کچھ دے کر احسان جتانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے: (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) دیوث

(بھڑوا): یعنی جانتے ہوئے بھی بیوی کو بدکاری سے نہ روکنے والا (۳) مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں۔ (نسائی، بزار، حاکم)

والدین جنت بھی ہیں جہنم بھی

[۲۵] (۵) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ" اِنَّ رَجُلاً قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا ؟ قَالَ: ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ." (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ: ۲۶۰؛ رقم: ۳۶۶۲، ترغیب: ۳/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صحابی نے دریافت کیا: یارسول اللہ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہاری جنت بھی ہیں اور جہنم بھی: (یعنی ان کی خدمت کروگے اور وہ خوش ہوں گے تو جنت ملے گی ورنہ جہنم میں جانا پڑسکتا ہے)۔ اللّٰھم احفظنا منہ۔ (ابن ماجہ)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کیلئے جنت سے محرومی

[۲۶] (۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَایُدْخِلَھُمُ الْجَنَّۃَ، وَلَایُذِیْقَھُمْ نَعِیْمَھَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَاٰکِلُ الرِّبَا، وَاٰکِلُ مَالِ الْیَتِیْمِ بِغَیْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ.
(رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد، ترغیب: ۳/۲۲۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ نے طے کرلیا ہے کہ چار آدمی کو جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے، نہ اُن کو وہاں کی نعمتوں کا مزہ چکھائیں گے: (۱) شرابی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیموں کا مال کھانے والا (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (مستدرک حاکم)

بڑا بھائی باپ کے درجہ میں ہوتا ہے

[۲۷] (۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيه وَسَلَّمَ: "حَقُّ كَبِيْرِ الاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقَّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ" وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ كُلَيْبٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اَلاَكْبَرُ مِنَ الْاِخْوَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ"

(شعب الایمان: ۲۱۰/۶؛رقم: ۷۹۲۹،مشکوٰۃ: ۴۲۱؛رقم: ۴۹۴۶)

ترجمہ: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر اتنا ہی ہے جتنا باپ کا حق اولاد پر ہے۔ اور ایک حدیث میں حضرت کُلیب جُہنی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ: بڑا بھائی باپ کے درجے میں ہوتا ہے (یعنی جس طرح باپ کی عزت واکرام اور اطاعت ولحاظ اولاد پر لازم ہے، اُسی طرح بڑے بھائی کی عزت واکرام اور اطاعت ولحاظ بھی چھوٹے بھائی پر لازم ہے)۔ (شعب الایمان)

ف: حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: باپ کی طرح اپنے بڑے بھائی کی بھی عزت کرنی چاہیئے، حضرت جریر بن حازم تابعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ: میرا سر قلم ہو کر میرے ہاتھ میں آ گیا، بیدار ہوا تو بڑی گھبراہٹ ہوئی، میں نے امامِ تعبیر محمد ابن سیرینؒ سے اِس کی تعبیر معلوم کی تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں؛ تو دریافت کیا کہ: تم سے کوئی بڑا بھائی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں ہے؛ تو فرمایا کہ: اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ اچھا

سلوک کرو، اُن سے تعلق مت توڑو، حضرت جریرؒ فرماتے ہیں کہ: میرے اور بڑے بھائی کے درمیان رنجش، ناراضگی اور لاتعلقی تھی (اِس خواب میں اُسی کی جانب اشارہ تھا)۔

(شعب الایمان: ۶/۲۱۰؛ رقم: ۷۹۲۸)

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ

صلہ رحمی ایمان کی علامت ہے

[۲۸] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ''. رواه الْبُخَارِیُّ.

(بخاری: ۲/۹۰۶؛ رقم: ۶۱۳۸، ترغیب: ۳/۲۲۶)

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام وعزت کرے، اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ بھلی بات بولے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری)

صلہ رحمی: رزق، عمر اور محبت میں اضافہ کا ذریعہ ہے

[۲۹] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهٖ ، وَاَنْ يُنْسَأَلَهُ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ والتِّرْمِذِيُّ وَلَفْظُهُ : قَالَ: تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ، فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَأَةٌ فِي الْمَالِ، مُنْسَأَةٌ فِي الاَثَرِ، وَقَالَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

(بخاری: ۸۸۵/۲؛رقم: ۵۹۸۵،مسلم: ۳۱۵/۲؛رقم: (۲۰-۲۵۵۷)، ترمذی: ۱۹/۲؛رقم: ۱۹۷۹،ترغیب: ۲۲۷/۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور عمر دراز ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

ایک روایت میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: تم اپنے نسب کو اتنا ضرور سیکھو جس کے ذریعے اپنے خاندانی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر سکو، کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا باہمی محبت بڑھنے کا سبب، مال کی کثرت و برکت کا ذریعہ اور درازیٔ عمر کا باعث بنتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

بغاوت اور قطع رحمی کا دنیا میں بھی عذاب ہوتا ہے

[۳۰] (۳) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ''مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰى اَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ''.

(ترمذی رشیدیہ: ۷۴/۲؛رقم: ۲۵۱۱،ابو داؤد: ۶۷۲/۲؛رقم: ۴۸۹۴،ابن ماجۃ: ۳۲۰؛ رقم: ۴۲۱۱، شعب الایمان: ۲۸۵/۵؛ رقم: ۷۱۶۱، ترغیب: ۲۳۲/۳،مشکوۃ: ۴۲۰؛ رقم: ۴۹۳۲)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: کوئی گناہ اِس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اُس کا اِرتکاب کرنے والے کو آخرت کی سزا کے ساتھ دنیا میں ہی سزا دے سوائے دو گناہ کے: (۱) (بادشاہِ وقت کے خلاف) بغاوت (۲) رشتہ توڑنا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

صلہ رحمی کی فضیلت

[۳۱] (۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(بخاری: ۸۸۶/۲؛ رقم: ۵۹۸۹، مسلم واللفظ له: ۳۱۵/۲؛ رقم: (۱۷-۲۵۵۵)، ترغیب: ۲۲۹/۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: رشتہ داری عرش سے لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ: جو مجھ کو جوڑے گا (یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا کرے گا) اُس کو اللہ جل شانہٗ (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑے گا، اور جو شخص مجھ کو توڑے گا (یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا نہیں کرے گا) اللہ جل شانہٗ اُس کو (اپنی رحمت سے) جدا کرے گا۔ (بخاری، مسلم)

رشتے داروں کا بدلہ چکانا حقیقی صلہ رحمی نہیں

[۳۲] (۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا. (بخاری واللفظ لهٗ: ۸۸۶/۲؛ رقم: ۵۹۹۱، اَبُوْدَاوٗد: ۲۳۸/۱؛ رقم: ۱۶۹۴، ترمذی رشیدیه: ۱۳/۲؛ رقم: ۱۹۰۸، ترغیب: ۲۳۱/۳، مشکوٰۃ: ۴۱۹؛ رقم: ۴۹۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد ہے کہ: حقیقت میں وہ شخص صلہ رحمی (اچھا سلوک) کرنے والا نہیں ہے جو بدلہ چکانے والا ہو، بلکہ حقیقی صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے کہ: رشتہ دار لوگ اُس سے اپنا رشتہ توڑ لیں تب بھی وہ اپنے قرابتداروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

ف:- مطلب یہ ہے کہ ایسے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جس نے اُس کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا ہو حقیقی معنیٰ میں صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ بدلہ چکانا ہے، حقیقی صلہ رحمی ایسے رشتے داروں کے ساتھ احسان وسلوک کا معاملہ کرنا ہے، جو خود اِس کی قرابت کا کوئی لحاظ نہ کرتے ہوں، اِس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کی بنیاد بدلہ چکانے پر نہیں بلکہ احساسِ حق شناسی اور حق ادائیگی پر ہے۔

دشمنی رکھنے والے رشتہ دار کو صدقہ دینے کی فضیلت

[۳۳] (٦) وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمَ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ. رواه الطبرانی وابن خزیمه فی صحیحه والحاكم وقال صحیح علی شرطِ مسلم.

(طَبرانی فی الکبیر: ۴/ ۱۳۹؛ رقم: ۳۹۲۳، ترغیب: ۳/ ۲۳۱)

ترجمہ: حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سب سے افضل وہ صدقہ ہے جو اپنے ایسے رشتہ دار کو دیا جائے جس نے دل میں دشمنی چھپا رکھی ہے۔ (طَبرانی، حاکم)

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک

جس کے شر سے پڑوسی مامون نہ ہو وہ مومن نہیں

[۳۴] (۱) عَنْ اَبِی شُرَیْحِ الْکَعْبِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " وَاللّٰہِ لَایُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ" قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، مَنْ ھٰذا؟ قَالَ: " مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ " قَالُوْا: وَمَا بَوَائِقُہٗ ؟ قَالَ: " شَرُّہٗ " رواہ البخاری واحمد و اللفظ لہٗ، وَفِی رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ " لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ.

(بخاری: ۸۸۹/۲؛رقم: ۶۰۱۶،مسلم: ۵۰/۱؛رقم:(۷۳-۴۶)،مسند احمد: ۳۸۷/۱،ترغیب:۲۳۹/۳)

ترجمہ: حضرت ابوشُریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: خدا کی قسم وہ شخص مومن (کامل) نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن (کامل) نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن (کامل) نہیں، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ناکام اور برباد ہو گیا: یہ شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کے پڑوسی اُس کے شر سے مامون ومحفوظ نہ ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے پڑوسی اُس کے شر سے مامون ومحفوظ نہ ہوں۔ (بخاری،مسلم)

پڑوسی کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند ہے

[۳۵] (۲) عَنْ انَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِجَارِہٖ اَوْ قَالَ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ.

(مسلم: ۱/ ۵۰ (۷۲– ۴۵)،ترغیب: ۳/ ۲۴۰)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کے لئے یا اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم)

قیامت کے دن سب سے پہلے دو پڑوسی اپنے حقوق کا دعویٰ پیش کریں گے

[۳۶] (۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : " اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَارَانِ ".

(مسند احمد: ۴/ ۱۵۱ ،ترغیب: ۳/ ۲۴۱ ،مشکوۃ: ۴۲۵؛رقم: ۵۰۰۰)

ترجمہ : حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو فریق (پروردگار عالم کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کریں گے وہ) دو پڑوسی ہوں گے۔ (احمد، ترغیب)

بھوکے پڑوسی سے لاپرواہی مومن کی شان نہیں

[۳۷] (۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : " مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَاناً وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَیَعْلَمُ " رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالْبَزَّارُ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ . (ترغیب:۳/۲۴۳)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے رات اِس حال میں گذاری کہ: خودتو سیر ہوکر کھایا اور اُس کا پڑوسی اُسے معلوم ہوتے ہوئے بھی بھوکا رہا (یعنی مومن کامل کی یہ شان ہو ہی نہیں سکتی)۔ (طبرانی،مسند بزّار)

بہترین پڑوسی

[۳۸] (۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:" خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُ ھُمْ لِصَاحِبِہٖ وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِجَارِہٖ" . رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ

(ترمذی: ۲/ ۱۶؛رقم:۱۹۴۴، ترغیب:۳/ ۲۴۵،مشکوٰۃ:۴۲۴؛رقم:۴۹۸۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:اللہ جل شانہٗ کے نزدیک (فضیلت وثواب کے اعتبار سے) بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا بہترین خیر خواہ ہو،اور اللہ جل شانہٗ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کا بہترین خیر خواہ ہو۔ (ترمذی)

اچھا پڑوسی ملنا خوش بختی کی نشانی ہے

[۳۹] (٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ’’ اَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ:اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ،وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ،وَالْجَارُ الصَّالِحُ،وَالْمَرْكَبُ الْهَنِیْئُ،وَاَرْبَعٌ مِّنَ الشَّقَآءِ:اَلْجَارُ السُّوْءُ،وَالْمَرْأَةُ السُّوْءُ،وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ،وَالْمَسْكَنُ الضَّیِّقُ‘‘.رَوَاهُ اِبْنُ حِبَّانَ فِی صَحِیْحِهٖ. (ترغیب: ۳/۲۴۶)

ترجمہ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: چار چیزیں خوش بختی کی نشانی ہیں: نیک بیوی، کشادہ مکان، اچھا پڑوسی، عمدہ سواری، اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: بُرا پڑوسی، بدچلن و بدسلوک بیوی، خراب سواری، اور تنگ مکان۔ (ابن حبان)

بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کا بیان

بڑوں کا اکرام اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرنے کی وعید

[۴۰] (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ’’لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یُوَقِّرْ كَبِیْرَنَا وَیَعْرِفْ حَقَّ صَغِیْرِنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ‘‘. (شعب الایمان واللفظ له:۷/۴۵۸؛رقم:۱۰۹۸۰، ترمذی:۲/۱۴؛ رقم : ۱۹۲۱ ،مشکوۃ:۴۲۳؛ رقم :۴۹۷۰،ترغیب : ۱/۶۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں (یعنی کامل مسلمان نہیں) جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے (خواہ عمر میں بڑا ہو یا علم وفضل وغیرہ میں)، اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے، بھلائی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے۔ (ترمذی)

بڑوں کی تعظیم حقیقت میں اللہ ہی کی تعظیم ہے

[۴۱] (۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیْہِ وَلَا الْجَافِی عَنْہُ وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ"

(شعب الایمان: ۷/۴۶۰؛ رقم: ۱۰۹۸۶، ابوداؤد و اللفظ لہ: ۲/۶۶۵؛ رقم: ۴۸۳۵، مشکوۃ: ۴۲۳؛ رقم: ۴۹۷۲، ترغیب: ۱/۶۴)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سفید ریش مسلمان کی عزت کرنا، ایسے حاملِ قرآن (یعنی حافظ وعالم) کا احترام کرنا جو قرآن میں غلو کرنے والا اور اُس سے ہٹ جانے والا نہ ہو، اور انصاف ور بادشاہ کا احترام کرنا حقیقت میں اللہ جل شانہٗ ہی کی تعظیم کرنا ہے۔ (بیہقی)

نوٹ:- " غلو نہ کرنے سے" مراد یہ ہے کہ تجوید اور حسن صوت میں حد سے آگے نہ بڑھا جائے، تلاوت اس قدر تیز نہ کی جائے کہ حروف صحیح ادا نہ ہوں، معنیٰ سمجھ میں نہ آئیں، غلط تاویلات و باطل نظریات کے ذریعے مفہوم قرآن اور الفاظ میں کسی طرح کی تحریف وترمیم نہ کی جائے۔

"اورقرآن سے نہ ہٹنے" کا مطلب یہ ہے کہ تلاوت ترک نہ کی جائے، آدابِ تلاوت اور قرآنی احکام وہدایت سے اعراض نہ کیا جائے۔

تعلیم وتدریس، تبلیغ واصلاح اور ذکر وعبادت تمام ضروری چیزوں کو چھوڑ کر صرف تلاوت میں لگے رہنا بھی غلو ہے، اِسی طرح امور مذکورہ بالا میں لگ کر تلاوت کو بالکلیہ ترک کردینا بھی قرآن سے ہٹنا ہے اسلئے حامل قرآن کیلئے ہر حال میں اعتدال کی راہ اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ اقوال وافعال تمام امور میں میانہ روی اختیار کرنا نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔ (ابوداؤد، مرقاۃ:۹/۱۸۴)

بڑی عمر والے کو احترام سے مجلس میں جگہ دیں

[۴۲] (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَایُوَسَّعُ الْمَجْلِسَ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِیْ سِنٍ لِسِنِّهٖ، وَذِیْ عِلْمٍ لِعِلْمِهٖ، وَذِیْ سُلْطَانٍ لِسُلْطَانِهٖ". (شعب الایمان: ۷/۴۶۱؛رقم:۱۰۹۹۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مجلس میں کشادگی نہیں کی جائے گی (یعنی جگہ نہیں دی جائے گی) مگر تین آدمی کو: بڑی عمر والے کو عمر زیادہ ہونے کی بنا پر، عالم کو اُس کے علم کے سبب، بادشاہ کو اُس کی بادشاہت کے اکرام میں۔ (شعب الایمان)

(تنبیہ) مقصد یہ ہے کہ اگر مجلس میں کوئی بوڑھا، عالم اور بادشاہ آجائے تو اُن کی عمر، علم اور بادشاہت کا اکرام وعزت کی جائے اور باعزت جگہ بیٹھایا جائے۔

بوڑھے کی عزّت کا صلہ بڑھاپے میں ملتا ہے

[۴۳] (۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ’’مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخاً لِسِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ مَنْ یُّکْرِمُہٗ‘‘.

(شعب الایمان: ۷/۴۶۱؛ رقم: ۱۰۹۹۳، مشکوۃ: ۴۲۳؛ رقم: ۴۹۷۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو جوان کسی بوڑھے شخص کی اُس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت واحترام (اور خدمت) کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کے لئے بڑھاپے میں ایسے شخص کو مقرر فرما دیتا ہے جو اُس کی تعظیم اور خدمت کرتا ہے۔ (شعب الایمان)

سفید ریش بوڑھے کا احترام اللہ ہی کا احترام ہے

[۴۴] (۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ’’اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَی الْعِبَادِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَ رِعَایَۃَ الْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَرْعَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ، وَطَاعَۃَ الْاِمَامِ یَعْنِیْ الْمُقْسِطَ‘‘. (شعب الایمان: ۷/۴۵۹؛ رقم: ۱۰۹۸۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: بندوں پر حق تعالیٰ شانہٗ کی تعظیم کی جو ذمّہ داری عائد ہوتی ہے اُسی قبیل سے مسلمان بوڑھے کی عزت کرنا، حفاظ وعلماء کا قرآن کی حفاظت کرنا، اور انصاف ور بادشاہ کی عزت واطاعت کرنا بھی ہے۔ (شعب الایمان)

تین چیزیں سنجیدگی کی علامت ہیں

[۴۵] (٦) قَالَ ذُوا النُّوْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ :" ثَلَاثَةٌ مِنْ اَعْلَامِ الْوَقَارِ، تَعْظِيْمُ الْكَبِيْرِ،وَالتَّرَحُّمُ عَلَى الصَّغِيْرِ،وَ التَّحَلُّمُ عَلَى الْوَضِيْعِ" .

(شعب الایمان:۷/ ۴۶۰؛رقم: ۱۰۹۸۹)

ترجمہ: حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: تین چیزیں وقار وسنجیدگی کی علامت ہیں: بڑوں کی عزت کرنا، بچوں پر ترس کھانا، اور کمینے کی بری حرکتوں پر بردباری سے کام لینا۔ (شعب الایمان)

اولاد کی تعلیم وتربیت کا بیان

اولاد کو ادب سکھانا صدقہ سے بہتر ہے

[۴۶] (۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:" لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَنَاصِحُ بْنُ عَلَاءٍ الْكُوْفِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

(ترمذی: ۲/ ۱۷؛ رقم: ۱۹۵۱ ،ترغیب: ۳/ ۵۰،مشکوۃ: ۴۲۳؛ رقم: ۴۹۷۶)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: خدا کی قسم آدمی کا اپنے بچوں کو ادب سکھانا ایک صاع (غلہ) صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

سب سے بہتر عطیہ بچوں کو ادب سے آراستہ کرنا ہے

[۴۷] (۲) عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ’’مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَداً مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ‘‘.

(ترمذی مرسلاً: ۲/۱۷؛ رقم: ۱۹۵۲، ترغیب: ۳/۵۰، شعب الایمان: ۶/۳۹۹؛ رقم: ۸۶۵۳، مشکوۃ: ۴۲۳؛ رقم: ۴۹۷۷)

ترجمہ : حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کوئی باپ اپنے بچے کو اچھے ادب اور صحیح تربیت سے بہتر عطیہ نہیں دیتا۔ (ترمذی)

ف:— مطلب یہ کہ باپ کی طرف سے اپنی اولاد کو جو دولت ملتی ہے اُن میں سب سے زیادہ قیمتی اور مفید دولت بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت اور اُنھیں اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا ہے۔ اس لئے والدین کو اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت اور اُن کو اچھے اخلاق سکھانے کی پوری پوری فکر کرنی چاہئے۔

اولاد کو اچھا ادب سکھانے کی ترغیب

[۴۸] (۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ’’ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ، وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ ‘‘.

(ابن ماجه واللفظ له: ۲/۲۶۹؛ رقم: ۳۶۷۱، ترغیب: ۳/۵۱، شعب الایمان عن ابن سرین: ۶/۴۰۳؛ رقم: ۸۶۷۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اپنی اولاد کی قدر کرو، انہیں اچھا ادب سکھاؤ (اور اچھے اخلاق سے آراستہ کرو)۔ (ابن ماجہ)

ماں باپ پر اولاد کے حقوق

[۴۹] (۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنْ وُلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ واَدَبَہٗ " فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْماً فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ .

(شُعَبُ الْاِیْمَان: ۶/ ۴۰۱؛ رقم: ۸۶۶۶، مشکوۃ: ۲۷۱؛ رقم: ۳۱۳۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس کے یہاں بچہ پیدا ہو اُس کو چاہئے کہ اُس کا اچھا نام رکھے، اُس کو اچھا ادب سکھلائے، اور جب بالغ ہو جائے تو اُس کا نکاح کرادے کیونکہ بالغ ہونے کے بعد اگر اُس کا نکاح نہیں کیا اور اُس سے کوئی گناہ ہو گیا تو اُس کے باپ کو بھی اُس کا گناہ ہوگا۔ (شعب الایمان)

تین بیٹی یا بہن کی پرورش اور تربیت کی فضیلت

[۵۰] (۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا (فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: " مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَھُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَھُنَّ وَرَحِمَھُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ، فَقَالَ رَجُلٌ: یَا

رَسُـوْلَ اللهِ ! اَوْ اِثْـنَتَيْـنِ قَـالَ اَوْ اِثْـنَتَيْـنِ حَتّٰـى لَـوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً. رَوَاهُ فِى شَرْحِ السُّنَّة .

(مشکوۃ:۴۲۳؛ رقم:۴۹۷۵، وفـی شعـب الایـمـان عن جابر معناہ: ۶/۴۰۷؛ رقم: ۸۶۸۵)

☆ وَفِـىْ رِوَايَةِ اَبِـىْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : " مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ " . (ابوداؤد: ۲/۷۰۰؛ رقم:۵۱۳۸ باب فضل من عال یتامٰی)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے تین لڑکیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی پرورش کی، اُن کو ادب سکھایا اور اُن کے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ نے اُنہیں مستغنی کردیا (مال دیکر، شادی کرا کے، یا پھر وفات دیکر) تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اُس شخص کو جنت کا مستحق بنادیا، یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ: کیا دو بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش وتربیت پر بھی یہی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں دو پر بھی یہی اجر ملے گا، راوی کہتے ہیں کہ اگر صحابہ ایک بیٹی یا بہن کے بارے میں بھی دریافت کرتے تو بھی آپ ﷺ یہی جواب مرحمت فرماتے کہ: ہاں ایک پر بھی یہی اجر ملے گا۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

لڑکے کو لڑکی پر ترجیح نہ دینے کی فضیلت

[۵۱] (۶) عَنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رَضِـىَ اللهُ عَـنْهُمَـا قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : " مَـنْ وُّلِـدَتْ لَـهٗ اُنْثٰـى فَلَـمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ

عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُورَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ". (شُعَبُ الْإِيْمَان واللفظ له: ۶/۴۱۰؛ رقم: ۸۶۹۹، ابوداؤد: ۲/۷۰۰؛ رقم: ۵۱۳۷، مشکوٰۃ: ۴۲۳؛ رقم: ۴۹۷۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس کے یہاں بیٹی یا بہن کی پیدائش ہوئی اور اُس نے اُس کو زندہ دفن نہیں کیا (جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا کہ لوگ فقر یا عار کے ڈر سے بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے) نہ ہی اُس کو ذلت وحقارت سے رکھا، اور نہ ہی کسی معاملے میں (یعنی کوئی چیز دینے دلانے میں) اپنے لڑکے کو اپنی لڑکی یا بہن پر ترجیح دی؛ تو اللہ جلّ شانہٗ اُس کو (سابقین اوّلین کے ساتھ) جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

اچھے اور بُرے اخلاق کا بیان

اچھے اخلاق والا روزہ دار کے درجے پر

[۵۲] (۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ وَالْقَائِمِ".

(ابوداؤد: ۲/۶۶۱؛ رقم: ۴۷۹۰، ترمذی: ۲/۲۱؛ رقم: ۲۰۰۳، شعب الایمان: ۶/۲۳۷؛ رقم: ۷۹۹۷، ترغیب: ۳/۲۷۱، مشکوٰۃ: ۴۳۱؛ رقم: ۵۰۸۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے حضورِ اقدس ﷺ کو

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ: مومن اچھے اخلاق کی بنا پر دِن میں روزہ رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کرنے والے کے برابر درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ (ابوداؤد)

حسن خلق کی فضیلت اور بد خلقی کا وبال

[۵۳] (۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "اِنَّ الْعَبْدَ لَیَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ عَظِیْمَ دَرَجَاتِ الْاٰخِرَۃِ، وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ وَاِنَّہٗ لَضَعِیْفُ الْعِبَادَۃِ، وَاِنَّہٗ لَیَبْلُغُ بِسُوْءِ خُلُقِہٖ اَسْفَلَ دَرَجَۃٍ فِیْ جَھَنَّمَ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ. (ترغیب:۲۷۲/۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بندہ اچھے اخلاق کی بدولت آخرت کے اونچے درجات اور (جنت کے) اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے، چاہے وہ زیادہ عبادت نہ کرتا ہو، اور بُرے اخلاق کے سبب جہنم کے نچلے درجے میں گر جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ منہ) (طبرانی)

عبادت میں یکساں مگر درجات میں تفاوت

[۵۴] (۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "یَدْخُلُ رَجُلَانِ صَلَاتُھُمَا وَاحِدَۃٌ وَصِیَامُھُمَا وَحَجُّھُمَا وَجِھَادُھُمَا وَاصْطِنَاعُھُمَا الْخَیْرَ وَاحِدٌ وَ یَفْضُلُ اَحَدُھُمَا عَلٰی صَاحِبِہٖ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ بِدَرَجَۃٍ کَمَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ".

(شعب الایمان: ۲۳۸/۶؛ رقم: ۸۰۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ایسے دو آدمی (جنت میں) داخل ہوں گے جن کی نماز، روزہ، حج اور خیر کے دیگر کام ایک جیسے ہوں گے مگر اچھے اخلاق کی بنا پر ایک آدمی کا درجہ دوسرے ساتھی کے مقابلے اتنا بلند ہو جائے گا جتنا فاصلہ مشرق و مغرب (یعنی زمین و آسمان) کے درمیان ہے۔ (شعب الایمان)

بُرے اخلاق والا قیامت میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ دور ہوگا

[۵۵] (۴) عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " اَحَبُّکُمْ اِلَیَّ وَ اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا، وَاَبْغَضُکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدُکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَسْوَئُکُمْ اَخْلَاقًا ".

(شعب الایمان: ۶/۲۳۴؛ رقم: ۷۹۸۹، ترمذی عن جابر معناہ: ۲/۲۲؛ رقم: ۲۰۱۸)

ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب؛ اور قیامت کے دن مجلس میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب؛ وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض؛ اور قیامت کے دِن مجلس میں مجھ سے سب سے زیادہ دور؛ وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق برے ہوں۔ (ترمذی)

حسن اخلاق آسان عبادت ہے

[۵۶] (۵) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَيْسَرِ الْعِبَادَةِ وَاَهْوَنِهَا عَلَى الْبَدَنِ الصَّمْتُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ. (رَوَاهُ ابن ابی الدنیا (ترغیب: ۲۷۲/۳)

ترجمہ: حضرت صفوان بن سُلیمؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتاؤں؟ جو آسان ہو اور بدن پر اُس کا بوجھ بھی نہ پڑے؟ ''خاموش رہنا اور اچھے اخلاق اپنانا''۔ (ترغیب)

حسن اخلاق میزان عمل میں سب سے بھاری

[۵۷] (۶) عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ شَىْءٍ اَثْقَلُ فِىْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ. (ترمذی: ۲۱/۲؛ رقم: ۲۰۰۳، ابوداؤد: ۶۶۱/۲؛ رقم: ۴۷۹۱، شعب الایمان: ۲۳۸/۶؛ رقم: ۸۰۰۲، ترغیب: ۲۷۰/۳، مشکوٰۃ: ۴۳۱؛ رقم: ۵۰۸۱)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دِن مومن کی ترازوئے عمل میں رکھی جانیوالی سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی؛ اور اللہ جل شانہ، کو فحش بکنے والے بدگو سے سخت ناراضگی ہوتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

زبان کی حفاظت

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت پر جنت کی بشارت

[٥٨] (١) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ".

(بخاری: ٢/٩٥٨؛رقم :٦٤٧٤، ترمذی: ٢/٦٣؛رقم :٢٤٠٨، شعب الایمان: ٤/٢٣٥؛ رقم :٤٩١٣، ترغیب:٣/٣٣٦،مشکوۃ: ٤١١؛ رقم :٤٨١٢)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص مجھے اِس بات کی ضمانت (گارنٹی) دے کہ وہ دونوں کلّوں کی درمیانی چیز (یعنی زبان) اور دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (یعنی شرمگاہ) کی حفاظت کرے گا تو میں اُس کے لئے جنت کی گارنٹی دیتا ہوں۔ (بخاری،ترمذی)

زبان کی حفاظت ذریعہ نجات ہے

[٥٩] (٢) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ. (ترمذی: ٢/٦٣؛ رقم :٢٤٠٦، ترغیب:٣/٣٣٦–٣٩٧)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ (ﷺ) نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں سمائے رکھے (یعنی بے

ضرورت گھر سے باہر نہ نکلا کرو)، اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔ (ترمذی)

جہنم میں لے جانے کا سب سے بڑا ذریعہ زبان اور شرمگاہ ہے

[٦٠] (٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَ سُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَايُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ؟ اَلْاَجُوَفَانِ؟ فَقَالَ: اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ. (ابن ماجه رشيديه: ٣٢٣؛ رقم: ٤٢٤٦، ترمذی واللفظ له: ٢/٢١؛ رقم: ٢٠٠٤، ترغيب: ٣/٢٧١، مشكوة: ٤١٢؛ رقم: ٤٨٣٢)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے صحابۂ کرام سے دریافت فرمایا کہ: جانتے ہو کیا چیزیں لوگوں کو زیادہ تر جنت میں لے جائیں گی؟ اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق، پھر پوچھا جانتے ہو کیا چیزیں لوگوں کو زیادہ تر جہنم میں لے جائیں گی؟ دو کھوکھلی چیزیں: منہ اور شرمگاہ۔ (ترمذی)

ہر صبح اعضاء بدن زبان سے فریاد کرتے ہیں

[٦١] (٤) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ: اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ، فَتَقُوْلُ: اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا؛ فَاِنَّا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا. (ترمذی: ٢/٦٣؛ رقم: ٢٤٠٧، شعب الايمان: ٤/٢٤٣؛ رقم: ٤٩٤٥، ترغيب: ٣/٣٤١، مشكوٰة: ٤١٣؛ رقم: ٤٨٣٨)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جب آدمی صبح کرتا ہے تو بدن کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی (کے ساتھ فریاد) کرتے ہیں کہ: ہمارے حق میں اللہ سے ڈر؛ کیونکہ ہمارا معاملہ تجھ سے جڑا ہوا ہے، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے (اور تکلیف سے بچے رہیں گے) اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے (اور ہم سب کو سزا بھگتنی پڑے گی)۔ (ترمذی)

سب سے زیادہ زبان کا ڈر

[٦٢] (۵) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ، قَالَ: فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا. (ترمذی رشیدیه: ۲/۶۳؛ رقم: ۲۴۱۰، مشکوٰۃ: ۴۱۳، ترغیب: ۳/۳۳۸)

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ! آپ کو اعضاءِ بدن میں سب سے زیادہ ڈر کس عضو کا ہے؟ آپ نے اپنی زبانِ مبارک پکڑ کر فرمایا: اس کا (کیونکہ انسان عام طور پر گناہوں اور بلاؤں میں اسی زبان کی وجہ سے پھنستا ہے، اِسی لئے کسی نے کہا ہے: الانسان جرمہ صغیر و جرمہ کبیرٌ وکثیرٌ کہ زبان ہے تو چھوٹی سی مگر بڑا غضب ڈھاتی ہے۔ مرقاۃ زکریا: ۹/۷۳)۔ (ترمذی)

ف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ صَمَتَ نَجَا'' کہ جو چپ رہا وہ پریشانی سے محفوظ رہا۔
(شعب الایمان: ۴/۲۵۴؛ رقم: ۴۹۸۳)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، کہ بظاہر دیکھنے میں اس کے الفاظ بھلے ہی تھوڑے ہیں ؛مگر حقیقت میں اپنے اندر معانی ومضامین کا سمندر سمیٹے ہوئے ہے، جن سے مخصوص علماء کرام بخوبی واقف ہیں۔

خلاصہ یہ کہ: زبان کے خطرات وآفات اور نقصانات بہت ہیں، جیسے جھوٹ، چغلی ،غیبت ، ریاء وشہرت ،نفاق ،فحش گوئی ،لڑائی جھگڑا،خطاء (یعنی بلاارادہ زبان سے کوئی غلط بات نکل جانا) خودستائی، بہتان تراشی وغیرہ ؛پھر یہ خرابیاں اتنی پُرکشش اور دل کش ہوتی ہیں کہ: نفس فطری طور پر اِن سب کی طرف مائل بھی بہت ہوتا ہے، اور اِن چیزوں میں کوئی مشقت بھی نہیں ہوتی ،اِس لئے زبان سے بلا تکلف فوراً نکل جاتی ہے، کیونکہ نفس وشیطان اِن پر ورغلاتے بھی رہتے ہیں، ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ: زیادہ بولنے والا اپنی زبان پر کنٹرول نہیں رکھ پاتا کہ: صرف ضروری بات ہی بولے، اور غیر ضروری باتوں سے زبان کو محفوظ رکھے، اِس لئے خاموش رہنا پریشانی سے حفاظت کے ساتھ ساتھ متانت ،یکسوئی اور سنجیدگی کے حصول ،غور وفکر اور ذکر وعبادت کی فراوانی، دینا کی پکڑ سے نجات اور آخرت کی جواب دہی کے احساس کا ذریعہ ہوگا۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے: ’’اِذَا رَأَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُھْداً فِی الدُّنْیَا،وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ ، فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ، فَإِنَّهٗ یُلَقّٰی الْحِکْمَةَ ‘‘(شعب الایمان:۴/۲۵۴؛رقم:۴۵۸۴) کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو دنیا سے بے رغبت ہو،اور کم بولتا ہو تو اُس کی صحبت اختیار کرو، کیونکہ ایسے لوگوں کو دانشمندی سے نوازا جاتا ہے،(اُن کے ساتھ رہنے سے تم بھی دانشمند ہو جاؤ گے)

خاموشی کے لزوم کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ: زبان سے نکلنے والے بول چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) ایک وہ جس میں نفع ہی نفع ہو (۲) دوسرا وہ جس میں نقصان ہی نقصان ہو (۳) تیسرا وہ جس میں نفع نقصان دونوں ہو (۴) چوتھا وہ جس میں نہ نفع ہو نہ نقصان ہو۔ ایسی بات جس میں نقصان ہی نقصان ہو جائز ہی نہیں ہے، اُس سے تو چپ رہنا ہی لازم ہے، جس میں نفع کے ساتھ نقصان کا بھی اندیشہ ہو اُس سے بھی چپ رہنا لازم ہے، چوتھی قسم جس میں نقصان ہی نقصان ہو بولنا فضول کام میں مشغول ہو کر وقت کو ضائع کرنا ہے، جو بڑے خسارے کا سبب ہے۔

رہی پہلی قسم کی بات جس میں نفع ہی نفع ہے تو اُس میں بھی ریا کاری، تصنع، غیبت، خودستائی، اور فضول کلامی کا سخت اندیشہ ہے، جو نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے، غرض یہ کہ: زبان کی آفات سے چپ رہ کر ہی بچا جا سکتا ہے، واللہ اعلم

(مرقاۃ فیصل: ۹/۲۳)

زبان کی ہلاکت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ڈرنا

[۶۳] (۶) عَنْ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ: مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ؛ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ: اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِى الْمَوَارِدَ. (موطا مالک: ۳۸۷؛ رقم: ۱۹۰۶، مشکوۃ: ۴۱۵) وَفِى رِوَايَةٍ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: اِطَّلَعَ عَلٰى اَبِى بَكْرٍ وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهٗ، قَالَ: مَا تَصْنَعُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؟! قَالَ: اِنَّ هٰذَا الَّذِىْ اَوْرَدَنِىْ الْمَوَارِدَ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ شَىْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلَّا يَشْكُو ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰى حِدَّتِهٖ. (شعب الایمان: ۴/۲۴۴؛ رقم: ۴۹۴۷)

ترجمہ : حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: ایک دِن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (دیکھا کہ) وہ اپنی زبان سختی سے باہر کھینچ رہے ہیں (یہ دیکھ کر) حضرت عمر نے فرمایا کہ: اے رسول اللہ کے جانشین ذرا ٹھہریئے! (ایسا نہ کیجئے!) اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اِس نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈال رکھا ہے، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: بدن کا ہر عضو زبان کی فحش گوئی اور تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ (شعب الایمان)

سچ بولنے کی فضیلت

سچ بولنے پر جنت کی گارنٹی

[٦٤] (١) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: قَالَ اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ، وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ، وَاَدُّوْا الْاَمَانَةَ اِذَا اُئْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ .

(مسند احمد: ٥/٣٢٣، ترغیب: ٣/٢٣، شعب الایمان: ٤/٢٠٦؛ رقم: ٤٨٠٢، مشکوۃ: ٤١٥)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیز کی ضمانت (اورگارنٹی) دوتو میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت (گارنٹی) دیتا ہوں: (١) بات کروتو سچ بولو (٢) وعدہ کروتو پورا کرو (٣) تمہارے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو

اسے ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو (یعنی ناجائز چیزوں کو نہ دیکھو) (٦) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو، (یعنی کسی کو ناحق مارنے یا ناجائز چیزوں کو چھونے سے بچو)۔ (شعب الایمان)

سچ میں نجات ہے

[٦٥] (۲) عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ (رَحِمَهُ اللهُ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "تَحَرَّوْا الصِّدْقَ، وَاِنْ رَأَيْتُمْ اَنَّ الْهَلَكَةَ فِيْهِ فَاِنَّ فِيْهِ النَّجَاةَ" رَوَاهُ ابْنُ اَبِی الدُّنْيَا فِی كِتَابِ الصَّمْتِ هٰكَذَا مُعْضَلاً وَ رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ. (ترغیب: ۳/۳٦۵)

ترجمہ: منصور بن معتمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سچ کو اپناؤ چاہے تمہیں (بظاہر) اُس میں ہلاکت نظر آئے کیونکہ (در حقیقت) سچ ہی میں نجات ہے۔ (ترغیب عن ابن ابی الدنیا)

سچ اطمینان ویقین کا ذریعہ ہے

[٦٦] (۳) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰی مَالَا يَرِيْبُكَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ، وَالْكِذْبَ رِيْبَةٌ".

(ترمذی: ۲/۷۵؛ رقم: ۲۵۱۸، ترغیب: ۳/۳٦۵، مشکوۃ: ۲۴۲)

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے (سن کر آپ کا یہ ارشاد) یاد کیا ہے کہ: شک وشبہ کی چیز کو چھوڑ کر ایسی چیز

اختیار کرو جس میں شک وشبہ نہ ہو (یعنی سچ کو اختیار کرو اور جھوٹ سے بچو) کیونکہ سچ اطمینان ویقین کا ذریعہ ہے اور جھوٹ کھٹک اور بے چینی کا سبب ہے۔ (ترمذی)

سچ بولنا آدمی کو جنت میں لے جاتا ہے

[٦٧] (٤) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: " عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ، وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ ، وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَیَتَحَرّٰی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّیْقاً ، وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ؛ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرّٰی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللهِ کَذَّاباً ".

(بخاری: ۲/۹۰۰؛رقم:۶۰۹۴،مسلم:۲/۳۲۶؛رقم:۲۶۰۷،ابوداؤد:۲/۶۸۱؛ رقم: ۴۹۸۱، ترمذی:۲/۱۹؛رقم:۱۹۷۱،شعب الایمان:۴/۲۰۰؛رقم:۴۷۸۵، ترغیب:۳/۳۶۵، مشکوۃ:۴۱۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو! کیونکہ سچ بولنا نیکی کی طرف لے جاتا ہے، اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور ہمیشہ سچ بولنے ہی کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے، اسی طرح تم لوگ اپنے آپ کو جھوٹ بولنے سے بچاؤ! کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتی ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے، اور جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے ہی کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کذاب (بڑا جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

سچ بولنا دخول جنت اور جھوٹ بولنا دخول جہنم کا سبب ہے

[۶۸] (۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَمَلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ''اَلصِّدْقُ، اِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَ اِذَا بَرَّ آمَنَ، وَ اِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ''، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا عَمَلُ النَّارِ؟ قَالَ: ''اَلْكِذْبُ، اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ، وَ اِذَا فَجَرَ كَفَرَ، وَ اِذَا كَفَرَ دَخَلَ يَعْنِى النَّارَ''. رَوَاهُ اَحْمَدُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ لَهِيْعَةَ. (مسند احمد: ۱۷۶/۲، ترغیب: ۳۶۶/۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک صحابی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت میں لے جانے والا عمل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سچ بولنا، جب بندہ سچ بولتا ہے تو اس کی برکت سے نیک بن جاتا ہے، اور جب نیک کام کرتا ہے تو اس کی برکت سے ایمان سے سرفراز ہو جاتا ہے، اور مؤمن جنت میں جاتا ہے، پھر دریافت کیا کہ: جہنم میں لے جانے والا عمل کیا ہے؟ تو فرمایا کہ: جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو بے دھڑک گناہ کرنے لگتا ہے، اور جب بے دھڑک گناہ کرنے لگتا ہے تو دھیرے دھیرے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اور جب ایمان سے محروم ہوتا ہے تو جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

فائدہ: سچ بولنے سے لقمان حکیم کو فضل و کمال حاصل ہوا

عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَابَلَغَ

مَانَرٰی؟ (قَالَ مَالِکٌ یُرِیْدُ وْنَ الْفَضْلَ) قَالَ صِدْقُ الْحَدِیْثِ ، وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ ، وَتَرْکُ مَالَا یَعْنِیْنِیْ .

(موطا امام مالک:۳۸۸،شعب الایمان:۲۳۰/۴؛رقم: ۴۸۸۹ ، مشکوٰۃ : ۴۴۵)

ترجمہ: حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ: حضرت لقمان حکیمؒ سے دریافت کیا گیا کہ: آپ کو فضل و کمال کے اِس اونچے مقام پر کس چیز نے پہنچایا؟ آپ نے جواب دیا: سچ بولنے، امانت کے ادا کرنے اور بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے نے۔ (موطا امام مالک،شعب الایمان)

سچ بولنے کی فضیلت

[۶۹] (۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ ، صَدُوْقِ اللِّسَانِ ، قَالُوْا : صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهٗ ، فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ ؟ قَالَ : هُوَ التَّقِیُّ النَّقِیُّ لَا اِثْمَ فِیْهِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ . (ابن مَاجَة و اللفظ له:۳۲۱/۲،رقم:۴۲۱۶، شعب الایمان: ۲۰۵/۴؛رقم:۴۸۰۰؛۲۶۴/۵؛رقم:۶۶۰۴،مشکوٰۃ:۴۴۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو مخموم القلب ہو (یعنی وہ شخص جس کا دِل غیر اللہ کے خیال اور بُرے افکار سے پاک ہو) اور زبان کا سچا ہو (کہ کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: زبان کا سچا تو ہم جانتے ہیں، لیکن مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ شخص جو پرہیز گار ہو، صاف دِل ہو، اُس میں کوئی گناہ نہ ہو، اُس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو، اُس میں کوئی کینہ اور حسد نہ ہو۔ (ابن ماجہ، شعب الایمان)

جھوٹ سے بچنے کی تاکید

ترکِ کذب پر جنت کی گارنٹی

[۷۰] (۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِی وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا.

(اَبُوْدَاؤدَفِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ: ۲/۲۶۱؛ رقم: ۴۷۹۲، شعب الایمان: ۴/۳۱۷؛ رقم: ۵۲۴۳، ترغیب: ۳/۳۶۴)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں جنت کے بیچ میں مکان کا ذمہ دار ہوں اُس شخص کے لئے جو جھوٹ کو چھوڑ دے چاہے مذاق میں ہی کیوں نہ ہو، (یعنی جو شخص دل لگی اور ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولے گا میں اُسے جنت کے بیچ میں مکان دلواؤں گا)۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جھوٹ بولنا نفاق کی علامت ہے

[۷۱] (۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ کَانَ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا: اِذَا اُئْتُمِنَ

خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

(بخاری:۱/۱۰؛رقم:۳۴،۴۵۱؛رقم:۳۱۷۸،مسلم:۱/۵۶ رقم : ۱۰۷، ترمذی: ۲/۸۷؛رقم:۲۶۳۲، ترغیب:۳/۳۶۷)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص میں چار باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس کے اندر اُن میں سے ایک بات پائی جائے اُس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے: (۱) اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳) کسی سے عہد و پیمان کرے تو اُس کے خلاف کرے (قول وقرار کو پورا نہ کرے)، (۴) کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔ (بخاری، مسلم)

کسی کو جھوٹ کے دھوکے میں رکھنا بڑی خیانت ہے

[۷۲] (۳) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: کَبُرَتْ خِیَانَۃً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاکَ حَدِیْثاً ھُوَ لَکَ مُصَدِّقٌ ، وَاَنْتَ لَہٗ کَاذِبٌ.

(مسندِ احمد: ۴/۱۸۳،ترغیب:۳/۳۶۸،ابوداؤد عن سفیان بن اَسِیْدٍ الْحَضْرَمِیِّ:۲/۶۷۹؛ رقم:۴۹۶۳،مشکوۃ:۴۱۳)

ترجمہ : حضرت نَوَّاس بن سَمْعَان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بہت بڑی خیانت ہے کہ تم مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو جس میں وہ تم کو سچا سمجھے جبکہ تم نے اُس سے جھوٹ کہا ہے۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

جھوٹ سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے

[۷۳] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْكِذْبُ يُسَوِّدُ الْوَجْهَ ، وَالنَّمِيْمَةُ عَذَابُ الْقَبْرِ .

(شعب الایمان: ۲۰۸/۴؛رقم : ۴۸۱۳، ترغیب: ۳۶۹/۳)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جھوٹ چہرے کو کالا کر دیتی ہے (یعنی جھوٹ سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے) اور چغلی کرنے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (شعب الایمان)

تنبیہ: حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: جو شخص جھوٹ بولتا ہے اسکے چہرے سے رونق ختم ہو جاتی ہے، جس کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے وہ ہمیشہ غم میں رہتا ہے، اور ناسمجھوں کو سمجھانے سے آسان کام چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ لے جانا ہے۔ (شعب الایمان: ۲۰۸/۴؛رقم: ۴۸۱۴)

جھوٹ کی بدبو سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں

[۷۴] (۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهٖ .

(ترمذی: ۱۹/۲؛رقم: ۱۹۷۲،ترغیب: ۳۶۹/۳،مشکوۃ: ۴۱۳)

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اُس کی بدبو کی وجہ سے (حفاظت کرنے والا) فرشتہ اُس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی)

لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا ہلاکت ہے

[۷۵] (۶) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : وَيْلٌ لِّلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبَ وَيْلٌ لَهٗ وَيْلٌ لَهٗ . (ترمذی: ۲/۵۵؛رقم:۲۳۱۵،ترغیب:۳/۳۷۰، مشکوٰۃ:۴۱۳)

ترجمہ : حضرت معاویہ بن حیدہ القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہلاکت ہے اُس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی بات بولتا ہے، اُس کے لئے ہلاکت ہے، اُس کے لئے ہلاکت ہے۔ (ترمذی،ترغیب)

گالی دینا

گالی گلوچ کا گناہ پہل کرنے والے پر

[۷۶] (۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: " اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِيْ مِنْهُمَا مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ ".

(مسلم: ۲/۳۲۱؛رقم:(۶۸-۲۵۸۷)،ترمذی:۲/۱۹؛رقم:۱۹۸۱،ابوداؤد:۲/۶۷۰؛ رقم:۴۸۸۶،شعب الایمان:۵/۲۸۳؛رقم:۶۶۶۷،ترغیب:۳/۳۱۰، مشکوۃ:۴۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: دو شخص آپس میں گالم گلوچ کریں تو دونوں کی گالیوں کا گناہ پہل کرنے والے کو ہوگا جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم،ترمذی)

مسلمانوں کو گالی دینا گناہ ہے

[۷۷] (۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ:’’ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ ‘‘ .

(بخاری:۱/۱۲؛ رقم :۴۸، مسلم: ۱/۵۸؛ رقم :(۱۱۶-۶۴) ترمذی: ۲/۱۹؛ رقم: ۱۹۸۳، ترغیب: ۳/۳۱۱،مشکوۃ: ۴۱۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑنا (جنگ کرنا) کفر ہے۔ (بخاری،مسلم)

گالی دینے والے سے بدلہ لینا

[۷۸] (۳) عَنْ عِیَاضِ بْنِ جُمَانٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللہِ! اَلرَّجُلُ یَشْتِمُنِیْ وَھُوَ دُوْنِیْ اَعَلَیَّ مِنْ بَأْسٍ اَنْ اَنْتَصِرَ مِنْہُ ؟ قَالَ : اَلْمُسْتَبَّانِ شَیْطَانَانِ یَتَھَاتَرَانِ وَیَتَکَاذَبَانِ.(رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی صَحِیْحِہٖ ، ترغیب:۳/۳۱۱)

ترجمہ: حضرت عِیَاض بن جُمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی! ایک شخص مجھ سے کم درجہ کا ہو اور مجھے گالی دے تو کیا میرے لئے اُس سے بدلہ لینے میں کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو آدمی ایسے دو شیطان ہیں؛ جو ایک دوسرے کو جھوٹا قرار دیتے ہیں ؛اور (جھوٹ موٹ کے دعوے کر کے) ایک دوسرے کی بے عزتی کرتے ہیں۔(ابن حبان)

گالی دینے کی ممانعت

[۷۹] (۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ (یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!) اِعْهَدْ اِلَیَّ قَالَ: "لَا تَسُبَّنَّ اَحَداً فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرّاً وَلَا عَبْدًا وَلَابَعِیْراً وَلَا شَاةً". (ابو داؤد فی حدیث طویل واللفظ له: ۶/۵۶۴؛ رقم: ۴۰۸۰، ترمذی: ۲/۹۷؛ رقم: ۲۷۲۱-۲۷۲۲، شعب الایمان: ۶/۲۵۲؛ رقم: ۸۰۵۰، ۵/۲۸۳؛ رقم: ۶۶۶۷، ترغیب: ۳/۳۱۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو گالی مت دو؛ تو میں نے آپ ﷺ کے اِس ارشاد کے بعد نہ کسی آزاد آدمی کو گالی دی، نہ غلام کو، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو۔ (ابوداؤد)

مرغے کو گالی دینے کی ممانعت

[۸۰] (۵) عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّهٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ".

(ابوداؤد: ۲/۶۹۶؛ رقم: ۵۰۹۲، شعب الایمان: ۴/۲۹۹؛ رقم: ۵۱۷۲، مشکٰوۃ: ۳۶۱، ترغیب: ۳/۳۱۴)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مُرغے کو گالی مت دو (اس کو بُرا بھلا مت کہو) اس لئے کہ وہ (تہجد اور فجر کی) نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

پسّو کو گالی دینے کی ممانعت

[۸۱] (٦) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَاٰذَتْنَا الْبَرَا غِیْثُ فَسَبَبْنَاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَسُبُّوْهَا فَنِعْمَتِ الدَّابَّةُ فَاِنَّهَا اَیْقَظَتْكُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ.

(ترغیب :۳/۳۱۵)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (دورانِ سفر) ہم لوگوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پسّوؤں نے ہمیں بہت ستایا، تو ہم نے پسّوؤں کو گالیاں دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اِنہیں گالیاں مت دو یہ کتنے اچھے جانور ہیں کہ تم کو ذکر اللہ کے لئے جگاتے ہیں۔ (طبرانی)

لعنت کرنے کا بیان

ایک دوسرے پر لعنت کی ممانعت

[۸۲] (۱) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ .

(ابو داؤد:۲/۶۷۲؛ رقم :۴۸۹۸، ترمذی واللفظ لہ:۲/ ۱۹؛ رقم :۱۹۷۶، شعب الایمان: ۴/۲۹۵؛ رقم :۵۱۶۰، ترغیب:۳/ ۳۱۳، مشکوۃ:۴۱۳)

ترجمہ : حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لئے نہ تو خدا کی رحمت سے دور ہونے کی بد دعا کرو، نہ خدا کے غضب کی، نہ جہنم میں جانے کی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مومن کو لعنت کرنا اُس کے قتل کی طرح ہے

[۸۳] (۲) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ رضی اللہ عنہ (فِی حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِهٖ.

(بخاری: ۸۹۳/۲؛رقم:۶۰۴۷و۹۰۱/۲؛رقم:۶۱۰۵،مسلم:۷۲/۱؛رقم: (۱۷۶-۱۱۰)
شعب الایمان: ۲۹۴/۴؛ رقم :۵۱۵۳، ترغیب:۳۱۰/۳،۳۱۳)

ترجمہ : حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: مؤمن کو لعنت کرنا (یعنی اُس کے لئے اللہ کی رحمت سے دوری کی بد دعا کرنا) اُس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔ (بخاری، مسلم)

لعنت والے اونٹ کے ساتھ سفر کی ممانعت

[۸۴] (۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَارَ رَجُلٌ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَعَنَ بَعِیْرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ’’یَاعَبْدَ اللهِ لَاتَسِرْ مَعَنَا عَلٰی بَعِیْرٍ مَلْعُوْنٍ‘‘.

رواہ ابو یعلی (ترغیب: ۳۱۴/۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صاحب حضور اقدس ﷺ کے ساتھ سفر میں چل رہے تھے کہ: انہوں نے اپنے اونٹ کو لعنت کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے بندے ہمارے ساتھ ایسے اونٹ پر نہ چلو جس پر لعنت کی گئی ہے۔ (مسند ابو یعلیٰ)

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت

[۸۵] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَجُلاً لَعَنَ الرِّیْحَ عِنْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: لَا تَلْعَنِ الرِّیْحَ فَاِنَّھَا مَأْمُوْرَۃٌ وَ اِنَّہٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئاً لَیْسَ لَہٗ بِاَھْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَۃُ عَلَیْہِ.

(ابو داؤد: ۶۷۲/۲؛رقم: ۴۹۰۰،ترمذی واللفظ له: ۱۹/۲؛رقم: ۱۹۷۸،شعب الایمان: ۳۱۶/۴؛رقم: ۵۲۳۵،ترغیب: ۳۱۵/۳،مشکوۃ: ۴۱۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہوا پر لعنت مت کرو کیونکہ یہ تو مامور ہے (اللہ کے حکم سے چلتی اور رکتی ہے) اور یاد رکھو! جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو اُس کی مستحق نہیں تو وہ لعنت خود لعنت کرنے والے پر لوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

لعنت کرنا مومن کی شایانِ شان نہیں

[۸۶] (۵) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ.

(ترمذی: ۱۹/۲؛رقم: ۱۹۷۷،شعب الایمان: ۲۹۳/۴؛رقم: ۵۱۴۹،ترغیب: ۳۱۳/۳،مشکوۃ: ۴۱۳؛رقم: ۴۸۴۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ

نے فرمایا کہ: مومن نہ تو بہت زیادہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے نہ بہت زیادہ لعنت بھیجنے والا، نہ بُرا کام کرنے والا، نہ بُری بات بولنے والا۔ (ترمذی، شعب الایمان)

لعنت کرنے والے قیامت میں سفارشی نہیں بن سکیں گے

[۸۷] (۶) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "لَا یَکُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ".

(مسلم: ۲/۳۲۳؛ رقم: (۸۵-۲۵۹۸)، ابوداؤد: ۲/۶۷۲، شعب الایمان: ۴/۲۹۴؛ رقم: ۵۱۵۲، ترغیب: ۳/۱۲، مشکوٰۃ: ۴۱۱)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ: بہت زیادہ لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دِن نہ گواہ بنائے جائیں گے، نہ سفارشی۔ (مسلم، ابوداؤد)

طعنہ اور عار کا بیان

کسی کو کافر کہنے کا وبال

[۸۸] (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَیُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ: وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ. (مسلم واللفظ لہ: ۱/۵۷، رقم: (۱۱۱-۶۰)، بخاری: ۲/۹۰۱؛ رقم: ۶۱۰۴، مشکوۃ: ۴۱۱، ترغیب: ۳/۳۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ

نے فرمایا کہ: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو اُن دونوں میں سے کسی ایک پر وہ کفر لوٹ جاتا ہے، جس کو کہا گیا ہے وہ کافر ہوتا ہے تو اُس پر لوٹتا ہے ورنہ کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

کسی کو دشمن خدا کہنا

[۸۹] (۲) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: وَمَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْکُفْرِ اَوْ قَال عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّاحَارَعَلَیْہِ .

(بخاری: ۲/۸۹۳؛رقم :۶۰۴۵ ،مسلم: ۱/۵۷؛رقم: ۱۱۲ ،مشکوۃ: ۴۱۱، ترغیب: ۳/۳۰۹)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اُس کا کہا ہوا خود کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

گناہوں پر عار دلانے کی وعید

[۹۰] (۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ عَیَّرَ اَخَاہُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَہٗ. قَالَ اَحْمَدُ (بْنُ مَنِیْعٍ شَیْخُ التِّرْمِذِیْ) قَالُوْا مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْہُ

(ترمذی: ۲/۷۳؛رقم: ۲۵۰۵،شعب الایمان: ۵/۲۹۳؛ رقم: ۶۶۹۷، مشکوۃ: ۴۱۴)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلایا وہ عار دلانے والا مرنے سے پہلے خود بھی اُس گناہ میں مبتلا ہوگا۔ امام ترمذی کے استاذ (بغداد کے عظیم محدث، علم وفضل میں امام احمد بن حنبلؒ کے ہم پلہ) امام احمد بن مَنِیع البغویؒ فرماتے ہیں کہ علماء حدیث فرماتے ہیں کہ: اس سے مراد وہ گناہ ہے جس سے توبہ کر لی ہو (کیونکہ حدیث پاک میں ہے: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَهٗ'' کہ توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ جب اللہ نے معاف کر دیا تو پھر اس کو عار دلانے کا کیا حق ہے؟ اسی لئے عار دلانے والا اللہ کی جانب سے اس سزا میں گرفتار ہوگا۔ (**اللهم احفظنا منه**) (ترمذی)

مسلمانوں کو نہ عار دلاؤ، نہ اذیت دو

[۹۱] (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ مَنْ قَدْ اَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِہٖ لَاتُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰہُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ یَّتَبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَهٗ یَفْضَحُهٗ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِہٖ . (ترمذی: ۲/ ۲۴؛ رقم: ۲۰۳۲، مشکوۃ: ۴۲۸، ابوداؤد: ۲/ ۶۶۹؛ رقم: ۴۸۷۲، مسند احمد: ۴/ ۴۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ: ایک دِن حضور اقدس ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ: اے وہ لوگ جو زبان سے تو اسلام لائے مگر

اُن کے دِل تک ابھی ایمان نہیں پہنچا (یعنی دل میں ایمان راسخ نہیں ہوا) مسلمانوں کو اذیت نہ دو، اُن کو عار نہ دلاؤ، نہ اُن کے پوشیدہ عیوب تلاش کرو، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جل شانہٗ جس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اُسے رسوا کردے گا چاہے وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا کیوں نہ ہو۔ ونحن نعوذ باللہ من ذٰلک۔ (ترمذی، ابوداؤد)

مسلمان کو ڈرانا اور تکلیف پہنچانا

کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالنا جائز نہیں ہے

[۹۲] (۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ: حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ : اَنَّھُمْ کَانُوْا یَسِیْرُوْنَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ، فَنَامَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ، فَانْطَلَقَ بَعْضُھُمْ اِلٰی حَبْلٍ مَّعَہٗ فَاَخَذَہٗ، فَفَزِعَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُرَوِّعَ مُسْلِمًا. (ابوداؤد: ۲/۶۸۳؛ رقم: ۴۹۹۶، ترغیب: ۳/۳۱۸)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: چند صحابۂ کرام نے ہم سے بیان فرمایا کہ: وہ لوگ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ کہیں جارہے تھے، راستے میں ان میں سے ایک صاحب سوئے تو کسی نے اُن کی رسی لے لی (جب وہ صاحب نیند سے بیدار ہوئے) تو گھبرا گئے (کہ ہماری رسی کیا ہوئی؟)، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالے۔ (ابوداؤد)

مذاق میں بھی کسی کا سامان نہ لے

[۹۳] (۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : ”لَا یَأْخُذُ اَحَدُکُمْ عَصَا اَخِیْہِ لَاعِباً جَادًّا فَمَنْ اَخَذَ عَصَا اَخِیْہِ فَلْیَرُدَّھَا اِلَیْہِ“. (ترمذی: ۳۸/۲؛ رقم:۲۱۶۰)

وَفِی روایۃ اَبِی دَاؤدَ ”لَا یَأْخُذَنَّ اَحَدُکُمْ مَتَاعَ اَخِیْہِ لَاعِبًا جَادًّا“ (اَیْ وَلَاجَادًّا) وَقَالَ سُلَیْمَان لَعِبًا وَلَاجِدًّا...... الخ .

(ابوداؤد: ۶۸۳/۲؛ رقم:۴۹۹۵،ترغیب: ۳۱۸/۳)

ترجمہ : - حضرت عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:تم میں سے کوئی کسی کی لاٹھی نہ لے: نہ مذاق میں نہ سچ مچ ،جس نے اپنے کسی بھائی کی لاٹھی لی ہے اُس کو چاہئے کہ واپس کردے ، دوسری روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سامان نہ لے نہ مذاق میں نہ سچ مچ۔ (ابوداؤد،ترمذی)

مسلمانوں کو نظر چڑھا کر دیکھنے کی وعید

[۹۴] (۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:مَنْ نَظَرَ اِلٰی اَخِیْہِ نَظْرَۃً یُخِیْفُہٗ اَخَافَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ .

(شعب الایمان: ۵۰/۶؛ رقم :۷۴۶۸)

وَفِی رِوَایَۃٍ عَنْہُ لِلطَّبْرَانِیّ ”مَنْ نَظَرَ اِلٰی مُسْلِمٍ نَظْرَۃً یُخِیْفُہٗ فِیْھَا بِغَیْرِ حَقٍ اَخَافَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ“. (ترغیب: ۳۱۹/۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے اپنے (کسی مسلمان) بھائی کو ناحق ڈراونی نگاہ سے (نظریں چڑھا کر) دیکھا حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن اُسے ڈر میں مبتلا کریں گے (اور اسے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات نہیں عطا کریں گے)۔ (شعب الایمان، طبرانی)

کسی مسلمان کو ہتھیار نہ دکھاؤ

[٩٥] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ”لَايُشِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰی اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ، فَاِنَّهٗ لَايَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِیْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ“ .

(بخاری شریف: ۲/۱۰۴۷؛ رقم: ۷۰۷۲، مسلم واللفظ لہ: ۲/۳۲۸؛ رقم: (۱۲۶-۲۶۱۷)، شعب الایمان: ۴/۳۴۳؛ رقم: ۵۳۳۴، ترغیب: ۳/۳۱۹، مشکوۃ: ۳۰۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف (چاہے وہ سگا بھائی کیوں نہ ہو) ہتھیار (یا کسی لوہے) سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ نہیں معلوم ہوسکتا ہے شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار کھینچ لے یا اس کا ہاتھ ہلا دے (اور سامنے والا زخمی ہوجائے) جسکی بنا پر وہ (ہتھیار والا) دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے۔ (بخاری، مسلم)

مسلمانوں کو گھبراہٹ میں ڈالنا بڑا ظلم ہے

[٩٦] (۵) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَخَذَ نَعْلَ

رَجُلٍ فغَيَّبهَا، وَهُوَ يَمْزَحُ فَذَكَرَذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "لَا تُرَوِّعُوْا الْمُسْلِمَ، فَاِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ". رواه البزار والطبرانی و ابو الشيخ ابن حبان فی کتاب التوبيخ. (ترغیب: ۳۱۸/۳)

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صاحب نے دل لگی میں دوسرے ساتھی کا جوتا چھپا دیا، پھر حضور اقدس ﷺ کو یہ بتایا: تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگ کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں نہ ڈالا کرو کیونکہ کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالنا ظلم عظیم (یعنی بہت بڑا گناہ) ہے۔ (مسند بزار، طبرانی)

مسلمانوں کا ایک دوسرے پر ہتھیار اُٹھانا

[۹۷] (۶) عَنْ اَبِی بَکْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ.

(مسلم: ۳۸۹/۲؛ رقم: (۱۴–۲۸۸۸)، ترغیب: ۳۱۹/۳)

ترجمہ: حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب دو مسلمان ایک دوسرے پر تلوار سے وار کرتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم کے مستحق ہوجاتے ہیں (قاتل اسلئے کہ اُس نے ایک مسلمان کو مارا اور مقتول اسلئے کہ وہ بھی قاتل کے خون کا ارادہ رکھتا تھا یہ الگ بات ہے کہ اُس کا وار سبقت کرگیا)۔ (مسلم، ترغیب)

حسد کا بیان

حسد نیکی کو کھا جاتا ہے

[۹۸] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبَ.

(ابو داؤد:۲/۶۷۲؛رقم:۴۸۹۵،شعب الایمان:۵/۲۶۶؛رقم:۶۶۰۸)

وَفِی رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَه وَالْبَيْهَقِیِّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ ،كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَالصَّلَاةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ.

(ابو داؤد:۲/۶۷۲؛رقم:۴۸۹۵،ابن ماجه واللفظ له:۳۱۰؛ رقم:۴۲۱۰،شعب الایمان:۵/ ۲۶۷،ترغیب:۳/۳۴۷،مشکوٰۃ:۴۲۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم لوگ اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، اور صدقہ سے گناہ معاف ہوتا ہے جیسے پانی سے آگ بجھتی ہے، نماز مومن کا نور ہے، اور روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

جب تک باہم حسد نہیں ہوگا خیر باقی رہے گا

[۹۹] (۲) عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوْا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ. (ترغیب: ۳/۳۴۷)

ترجمہ: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: لوگ مسلسل خیر پر قائم رہیں گے جب تک باہم حسد سے بچتے رہیں گے۔ (طبرانی)

ایک دل میں ایمان وحسد دونوں جمع نہیں ہوتے

[۱۰۰] (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''لَا يَجْتَمِعُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَفَيْحُ جَهَنَّمَ، وَلَا يَجْتَمِعُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ الْاِيْمَانُ وَالْحَسَدُ''. رَوَاهُ ابن حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهٖ. (شعب الایمان: ۵/۲۶۷؛ رقم: ۶۶۰۹، ترغیب: ۳/۳۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کسی ایمان والے بندے کے پیٹ میں اللہ کے راستے کی گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوں گے، اِسی طرح کسی بندے کے دل میں ایمان وحسد جمع نہیں ہوتے۔ (ابن حبان، شعب الایمان)

دُنیوی مال و دولت کی کثرت باعثِ حسد ہے

[۱۰۱] (۴) وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ رِضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ’’لَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا ثَلَاثَ خِلَالٍ: اَنْ یُکْثَرَ لَهُمْ مِنَ الدُّنْیَا فَیَتَحَاسَدُوْا ، وَ اَنْ یُّفْتَحَ لَهُمُ الْکِتَابُ یَأْخُذُہُ الْمُؤْمِنُ یَبْتَغِیْ تَأْوِیْلَہٗ (وَمَا یَعْلَمُ تَأْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ لا کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابُ . (اٰل عمران : ۷) وَاَنْ یَّرَوْا ذَاعِلْمٍ فَیُضَیِّعُوْہُ وَلَا یُبَالُوْا عَلَیْہِ. رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ. (ترغیب: ۱/۶۵)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مجھے اپنی امت پر صرف تین باتوں کا ڈر ہے: (۱) ایک اس بات کا کہ اُن کے پاس دنیا (کی دولت) کی اتنی کثرت ہوجائے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگیں (۲) دوسرے اس بات کا کہ اُن کے سامنے قرآن کریم کھولا جائے تو ایمان والے اُس (کے متشابہات) کا مطلب تلاش کرنا شروع کردیں (حالانکہ اُن کا مطلب کوئی نہیں جانتا، سوائے اللہ کے، اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اِن پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے) (۳) تیسرے اِس بات کا ڈر ہے کہ لوگ اہل علم کو دیکھیں مگر اُنہیں ضائع کردیں اُن کی کوئی قدر نہ کریں، (یعنی اُن کے علم سے فائدہ نہ اٹھائیں)۔ (طبرانی)

تنبیہ: متشابہات: قرآن کریم کی وہ آیات کہلاتی ہیں جن کی مراد معلوم و متعین کرنے میں کچھ اشتباہ والتباس واقع ہوجائے، اُن کا صحیح مطلب صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، نبی ﷺ کو بھی صرف اتنا ہی معلوم ہے جتنا بتایا گیا ہے۔ (ماخوذ از فوائد عثمانی)

حسد دین کو مونڈنے والا ہے

[۱۰۲] (۵) عَنِ الزُّبَيْرِ (بْنِ الْعَوَّامِ) رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ: الْحَسَدُ وَالْبُغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ الحديث.

(مسند احمد: ۱/۱۶۷، ترمذی: ۲/۴۷؛ رقم: ۲۵۱۰، شعب الایمان: ۵/ ۲۶۷؛ رقم: ۶۶۱۳، مشکوۃ: ۴۲۸، ترغیب: ۳/۳۴۷)

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوامؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تمہارے اندر دھیرے دھیرے پچھلی اُمتوں کی بیماریاں: حسد اور بغض سرایت کرگئی ہیں، اور یہ مونڈنے والا ہے، (مگر سنو!) اِس سے میری مراد بالوں کو مونڈنا نہیں ہے بلکہ دین کو مونڈنا ہے، (یعنی بغض و دشمنی اتنی بُری خصلت ہے کہ یہ انسان کے دین و اخلاق کو برباد کردیتی ہے اور دین و دُنیا دونوں کے لئے باعثِ نقصان ہے)۔ (ترمذی، شعب الایمان، مسند احمد)

حسد کرنے والے کا حضور ﷺ سے واسطہ نہیں

[۱۰۳] (۶) وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ مِنِّيْ ذُوْ حَسَدٍ، وَلَا نَمِيْمَةٍ، وَلَا كَهَانَةٍ، وَلَا اَنَا مِنْهُ، ثُمَّ تَلَا

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِیْنًا". (الاحزاب:۵۸) رَوَاہُ الطَّبْرَانِیّ (ترغیب:۳/۳۴۷)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ڈاہ کرنے والے، چغلی کرنے والے، اور کہانت کا پیشہ اختیار کرنے والے کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی میرا اُن سے کوئی واسطہ ہے، پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: " وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِیْنًا" (الاحزاب:۵۸)
اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے تو اُٹھایا اُنہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا۔ ترجمہ شیخ الہندؒ۔ (طبرانی)

اچھا اور بُرا گمان

بدگمانی سے بچنے کی ترغیب

[۱۰۴] (۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَاناً وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا تَنَافَسُوْا.

(بخاری: ۲/۸۹۶؛ رقم: ۶۰۶۶، مسلم: ۲/۳۱۶؛ رقم: (۲۸-۲۵۶۳)، ابوداؤد: ۲/۶۷۳؛ رقم: ۴۹۰۹، موطا امام مالک: ۳۵۶، مسند احمد: ۳/۱۱۰، ترمذی: ۲/۲۰؛ رقم: ۱۹۸۸، شعب الایمان: ۵/۲۹۶؛ رقم: ۶۷۰۳، ترغیب: ۳/۳۴۶، مشکوۃ: ۴۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، کسی کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، نہ ہی کسی کے باطنی عیبوں کی تلاش میں رہو، نہ کسی پر اپنی برتری جتاؤ، نہ آپس میں کسی سے حسد کرو، نہ بغض رکھو، نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو، سب کے سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری، مسلم)

تنبیہ:- تناجش نجش سے مشتق ہے اِس کے چار معنی بیان کیے گئے ہیں:

(۱) برتری جتانا (۲) کسی کو برائی اور جھگڑے پر ورغلانا یہ تجسس کا نتیجہ ہوتا ہے (۳) خریدنے کا ارادہ نہ ہو پھر بھی محض مشتری کو دھوکا دینے کے لئے بھاؤ تاؤ میں سامان کی قیمت بڑھانا تاکہ بائع کا فائدہ ہو، یہ تیسرا معنی فقہاء کے یہاں مشہور ہے، مگر سیاق وسباق کی روشنی میں اس جگہ پہلا معنی ہی مناسب ہے (۴) نفرت دلانا تاکہ کوئی دوسرے کی بات نہ سُنے (خیال رہے کہ تناجش اپنے چاروں معنی کے اعتبار سے ممنوع ہے۔ (مرقاۃ فیصل: ۲۳۲/۹)

حسن ظن بھی عبادت ہے

[۱۰۵] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رِضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ .

(ابوداؤد: ۲/ ۶۸۲؛ رقم: ۴۹۸۵، ترمذی؛ ۲/ ۲۰۰؛ رقم: ۳۶۰۹، مسند احمد: ۴۰۷/۲، مستدرک: ۲۵۶/۴؛ رقم: ۴۹۸۵، مشکوۃ: ۴۲۹؛ رقم: ۵۰۴۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا حسن عبادت کی قبیل سے ہے۔

(ترمذی، مسند احمد)

بدگمانی سے پرہیز کرو

[۱۰۶] (۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِحْتَرِسُوْا مِنَ النَّاسِ بِسُوْءِ الظَّنِّ .رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ وَالطَّبْرَانِیّ فِی الْاَوْسَطِ.

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۹/۲۴۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: لوگوں کے بارے میں بدگمانی کرنے سے پرہیز کرو۔ (طبرانی)

چغلخوری کا بیان

چغلخور جنت میں نہیں جائے گا

[۱۰۷] (۱) عَنْ ھَمَّامٍ(ابن الحارث) قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالُوْا: ھٰذَا یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی السُّلْطَانِ، فَقَالَ حُذَیْفَۃُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ. وَفِی رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ" نَمَّامٌ " وَفِی رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ کُنَّاعِنْدَحُذَیْفَۃَ فَقِیْلَ لَہٗ: اِنَّ رَجُلاً یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلٰی عُثْمَانَ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ......الخ.

(شعب الایمان: ۷/۴۹۳؛ رقم: ۱۱۱۰۲ ،بخاری: ۲/۸۹۵؛ رقم: ۶۰۵۶، ترغیب: ۳/۳۲۳،مشکوۃ: ۴۱۱)

ترجمہ: حضرت ہمام بن الحارث رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ: وہاں سے ایک شخص کا گذر ہوا تو لوگوں نے بتایا کہ: یہ شخص بادشاہ کے یہاں (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان کے یہاں) لوگوں کی باتیں پہنچاتا ہے (یہ سن کر) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ: حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد ہے کہ: چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری،شعب الایمان)

چغلخوری سے قبر میں عذاب ہوتا ہے

[۱۰۸] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی قَبْرَیْنِ ، فَقَالَ: " اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ، وَمَایُعَذَّبَانِ مِنْ کَبِیْر" ثُمَّ قَالَ: "بَلٰی، اَمَّا اَحَدُ ھُمَا فَکَانَ یَسْعٰی بِالنَّمِیْمَةِ ، وَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَایَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ". الحدیث) (بخاری: ۱/۱۸۴؛رقم:۱۳۷۸،مسلم: ۱/۱۴۱؛ رقم:(۱۱۱-۲۹۲)،ترغیب:۳/۳۲۳،شعب الایمان:۷/۴۹۲؛رقم: ۱۱۰۹۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک مرتبہ) حضور اقدس ﷺ کا گذر ایسی دو قبروں کے پاس سے ہوا جن کے مُردوں کو عذاب ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اِن دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب ایسے گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے جس سے بچنا کچھ مشکل نہیں تھا، ہاں مگر (اللہ کے یہاں) وہ بڑے گناہ ہیں، ایک کو عذاب اِس لئے ہو رہا ہے کہ: وہ چغلخوری کرتا تھا، اور دوسرے کو عذاب اِس لئے ہو رہا ہے کہ: پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا۔ (بخاری،مسلم)

چغلخوری کرنے والے بدترین بندے ہیں

[۱۰۹] (۳) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ، وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ، وَالْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ، البَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ . (مسنداحمد: ۴/۲۲۷، ۶/۴۵۶، شعب الایمان: ۷/۴۹۴ ؛رقم: ۱۱۱۰۸ ،ترغیب: ۳/۳۲۵،مشکوۃ: ۴۱۵)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن غنمؒ (تابعی سے مرسلاً) اوراسماء بنت یزید (ابن السکن الانصاری صحابیہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً) روایت ہے کہ: حضوراقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کرخدایاد آئے ،اور بدترین بندے وہ ہیں جولوگوں میں چغلخوری کرتے پھرتے ہیں،جس کے ذریعہ دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں،اور گناہوں سے پاک لوگوں پر گناہ کی تہمت رکھتے ہیں۔ (شعب الایمان،مسنداحمد)

حضور ﷺ کوکسی صحابی کی چغلی پسند نہیں

[۱۱۰] (۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَايُبَلِّغُنِىْ اَحَدٌ مِنْكُمْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِىْ شَيْئاً فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ .

(شعب الایمان: ۷/۴۹۵؛رقم: ۱۱۱۱۰ ،ابوداؤد: ۲/۶۶۷؛رقم: ۴۸۵۲،جمع الفوئد: ۳/۳۴۷؛ رقم: ۸۰۰۳،مشکوۃ: ۲/۴۱۴؛رقم: ۴۸۵۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دن حضور اقدس ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص میرے کسی صحابی کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں آپ لوگوں کے پاس اِس طرح آنا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی کی طرف سے کوئی گرانی نہ ہو۔ (شعب الایمان، ابوداؤد)

چغلخور کتوں کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے

[۱۱۱] (۵) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "اَلْھَمَّازُوْنَ وَ اللَّمَّازُوْنَ، وَالْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ، الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ یَحْشُرُھُمُ اللّٰہُ فِیْ وُجُوْہِ الْکِلَابِ". رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ کِتَابِ التَّوْبِیْخِ مُعْضَلًا ھٰکَذَا. (ترغیب: ۳/۳۲۵)

ترجمہ: حضرت علاء بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: پیٹھ پیچھے غیبت کرنے والوں، عیب لگانے والوں، چغلخوری کرتے پھرنے والوں اور گناہوں سے پاک لوگوں پر گناہ کی تہمت رکھنے والوں کو خداوند ذو الجلال قیامت کے دِن کتوں کی شکل میں اُٹھائیں گے۔ اللھم احفظنا منہ۔ (ابن حبان)

چغلی اور گالی جہنم میں لے جانے والی ہے

[۱۱۲] (۶) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "اَلنَّمِیْمَۃُ وَالشَّتِیْمَۃُ وَالْحَمِیَّۃُ فِی النَّارِ، وَفِیْ

رِوَایَۃٍ ”اِنَّ النَّمِیْمَۃَ وَالْحِقْدَ فِی النَّارِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُسْلِمٍ“ .رواہ الطَّبْرَانِیُّ. (ترغیب: ۳/ ۳۲۴)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: چغلخوری، گالی، اور تکبر جہنم میں لے جانے والی ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ چغلخوری اور کینہ آگ میں لے جانے والا ہے: یہ دونوں کسی مسلمان کے دِل میں جمع نہیں ہوتے۔ (طبرانی، ترغیب)

غیبت کا بیان

غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے

[۱۱۳] (۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :” اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا “ قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا ؟ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ، (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَغْفِرَلَہٗ) وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَایُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ .

(شعب الایمان: ۵/ ۳۰۶ ؛رقم : ۶۷۴۱،ترغیب: ۳/ ۳۳۱،مشکوۃ: ۴۱۵ ؛ رقم : ۴۸۷۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے، صحابۂ کرامؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! غیبت زنا سے بڑا گناہ کس طرح ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد

فرمایا کہ: آدمی زنا کرکے توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کی توبہ قبول فرما کر اُس کی مغفرت فرمادیتے ہیں، مگر غیبت کرنے والے کی اُس وقت تک مغفرت نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ (شعب الایمان، ترغیب)

غیبت کرنے والے کو حضور ﷺ نے زجراً وضوء اور نماز لوٹانے کا حکم فرمایا

[۱۱۴] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا " اِنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا صَلٰوۃَ الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ، وَکَانَا صَائِمَیْنِ، فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ ﷺ الصَّلَاۃَ،قَالَ: "اَعِیْدَا وُضُوْءَ کَمَا وَصَلَاتَکُمَا ، وَامْضِیَا فِیْ صَوْمِکُمَا وَاقْضِیَاہُ یَوْمًا اٰخَرَ" قَالَا: لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ: اِغْتَبْتُمْ فُلَانًا ".

(شعب الایمان: ۵/۳۰۳؛ رقم: ۶۷۲۹،مشکوٰۃ:۴۱۵؛ رقم: ۴۸۷۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: دو شخص نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اُن دونوں سے فرمایا کہ: تم دونوں اپنا وضوء اور نماز دونوں لوٹالو، اور اس روزے کو پورا کرو، مگر اِس کے بدلے میں (احتیاطاً) دوسرے دودن روزے رکھ لینا ، اُن دونوں نے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ کس بنا پر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اسلئے کہ تم دونوں نے (وضوء کے بعد نماز سے پہلے روزے کی حالت میں) فلاں صاحبؒ کی غیبت کی۔ (شعب الایمان، ترغیب)

غیبت سے نیکی برباد ہوتی ہے

[۱۱۵] (۳) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤْتٰی کِتَابَهُ مَنْشُوْرًا فَیَقُوْلُ: یَارَبِّ ! فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَکَذَا عَمِلْتُهَا ، لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ؟ فَیَقُوْلُ: مُحِیَتْ بِاغْتِیَابِکَ النَّاسَ ''. رَوَاهُ الْاَصْبَهَانِیُّ . (ترغیب:۳/۳۳۲)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: قیامت کے دِن ایک شخص کا نامۂ عمل کھول کر اُس کے سامنے لایا جائے گا؛ تو وہ (نامۂ عمل دیکھ کر) کہے گا میرے پروردگار میری فلاں فلاں نیکیاں جو میں نے کیں تھیں وہ کہاں گئیں؟ اِس میں نہیں ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ: لوگوں کی غیبتیں کرنے کی بنا پر تمہاری وہ نیکیاں نامۂ عمل سے مٹادی گئیں۔ (ترغیب)

غیبت کیا ہے ؟

[۱۱۶] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّهُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! مَا الْغِیْبَةُ ؟ قَالَ: ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَهُ قِیْلَ: اَفَرَأَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: اِنْ کَانَ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِاغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْبَهَتَّهُ . (مسلم:۲/۳۲۲؛رقم:(۷۰-۲۵۸۹)،ابو داؤد: ۲/ ۶۶۸؛رقم: ۴۸۷۶، ترمذی: ۲/۱۵؛رقم: ۱۹۳۴ ،ترغیب: ۳/۳۳۳،مشکوٰۃ: ۴۱۲؛رقم: ۴۸۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: یارسول اللہ! غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے کسی

مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے اُس کے اُن عیوب کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند کرتا ہو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو تو کیا تب بھی غیبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اُس میں وہ عیب موجود ہے تبھی تو غیبت ہے، ورنہ اگر تمہارا بیان کردہ عیب اُس میں نہیں ہے تب تو تم نے اُس پر بُہتان لگایا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

کسی مسلمان کی غیبت پر دفاع کی فضیلت

[۱۱۷] (۵) رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَسْتَطِيْعُ نَصْرَهٗ اَدْرَكَهٗ اِثْمُهٗ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ". رَوَاهُ اَبُوْ الشَّيْخِ فِیْ كِتَابِ التَّوْبِيْخِ، وَالْاَصْبَهَانِیُّ اَطْوَلَ مِنْهُ وَ لَفْظُهٗ قَالَ: " مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ، فَاسْتَطَاعَ نُصْرَتَهٗ، فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰہُ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ، وَ اِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ اَدْرَكَهُ اللّٰہُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ". (ترغیب: ۳/۳۳۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس کے پاس کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور طاقت کے باوجود اُس نے اپنے اس مسلمان بھائی کی مدد نہیں کی (یعنی غیبت کرنے والے کو غیبت سے نہیں روکا) تو یہ شخص اپنے اِس گناہ کی سزا دُنیا اور آخرت دونوں جگہ پائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: جس کے پاس کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ (غیبت کرنے والے کو غیبت کرنے سے روک کر) اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرسکتا تھا، اور اُس نے اُس کی مدد بھی کی، تو حق تعالیٰ شانہٗ دُنیا و آخرت میں اُس کی مدد

فرمائیں گے، اور اگر (سکت کے باوجود) اُس کی مدد نہیں کی تو خداوند ذوالجلال دُنیا وآخرت دونوں جہان میں اُس کو سزا دیں گے۔ (ترغیب)

غیبت کا کفارہ

[۱۱۸] (٦) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ اللّٰہَ لِمَنِ اغْتَبْتَہٗ، تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ" رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی "الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ" وَقَالَ: فِیْ ھٰذَا الْاَسْنَادِ ضُعْفٌ.

(مشکوٰۃ: ۴۱۵؛ رقم: ۴۸۷۷)

وَ یَعْضُدُہٗ مَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ "الصَّمْتِ" عَنْ اَنَسٍ ؓ اَیْضًا وَ لَفْظُہٗ: "کَفَّارَۃُ مَنِ اغْتَبْتَ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَہٗ" کذا فی الجامع الصغیر. (مرقاۃ: ۹/۱۰۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: غیبت کا کفارہ (اگر معاف کرانا مشکل ہے) یہ ہے کہ: تم نے جس کی غیبت کی ہے اُس کے لئے مغفرت کی دُعاء کرتے رہو، اور یوں دُعاء مانگتے رہو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ" اے اللہ! ہماری اور اُس کی مغفرت فرما۔ (بیہقی)

مؤمن کی آبروریزی

مؤمن کی جان، مال اور عزت حرم کی طرح باعظمت ہے

[۱۱۹] (۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ (بِمِنٰی فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ) فَقَالَ: اِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ

وَاَعْرَاضَكُمْ وَاَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ الْحَدِيْثَ.

(بخاری: ۱۰۴۸/۲؛ رقم: ۷۰۷۸، مسلم: ۶۰/۲؛ رقم: (۲۹-۱۶۷۹)، ترغیب: ۳۲۵/۳، مشکوٰۃ: ۲۳۳؛ رقم: ۲۶۵۹)

ترجمہ : حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں) دسویں ذی الحجہ کو ہمارے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا کہ: تمہاری جان تمہارا مال، تمہاری آبرو، تمہارا بدن سب کے سب بے حد قابلِ احترام ہیں، جیسا کہ آج کا دِن اِس مبارک مہینے اور اِس مبارک شہر میں انتہائی قابلِ احترام ہے، (اِن چیزوں میں سے کسی کی بھی بے حرمتی ناجائز اور جرمِ عظیم ہے) لوگو بتاؤ! کیا میں نے دین کا پیغام پہنچا دیا؟ (بخاری، مسلم)

مسلمان کی بے عزتی حرام ہے

[۱۲۰] (۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُوْنُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ " عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا، (وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ : وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ) بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ".

(ترمذی: ۱۵/۲؛ رقم: ۱۹۲۷، مسلم: ۳۱۷/۲؛ رقم: (۳۲-۲۵۶۴)، مشکوٰۃ: ۴۲۲، ترغیب: ۳۲۶/۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس لئے کوئی مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرے، نہ اُس سے جھوٹ بولے، نہ اُس کی مدد چھوڑے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اُس کا مال، اُس کا خون حرام ہے، آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ (بخاری، مسلم)

لوگوں کی بے عزتی کرنیوالے قیامت میں اپنا چہرہ تانبے کے ناخن سے نوچیں گے

[۱۲۱] (۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَمَّا عَرَجَ بِيْ عَزَّ وَجَلَّ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُّحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ''.

(شعب الایمان: ۲۹۹/۵؛ رقم: ۶۷۱۶، ابو داؤد: ۲/۲۶۹؛ رقم: ۴۸۷۰، ترغیب: ۳/۳۳۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب اللہ جل شانہٗ مجھے معراج میں لے گئے، تو میرا گذر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اُن سے وہ اپنے چہرے اور سینے کے گوشت نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا کہ: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے بتایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے، اور اُن کی بے عزتی کرتے تھے۔ (شعب الایمان، ابوداؤد)

سب سے بڑا سود مومن کی آبرو ریزی ہے

[۱۲۲] (۴) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: أَلرِّبَا اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَابًا، اَدْنَاھَا مِثْلُ اِتْیَانِ الرَّجُلِ اُمَّہٗ، وَ اِنَّ اَرْبَی الرِّبَا اِسْتِطَالَۃُ الرَّجُلِ فِیْ عِرْضِ اَخِیْہِ. رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ. (ترغیب:۳/۳۲۶)

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: سود کے بہتّر دروازے ہیں، جس میں سب سے کمتر دروازہ ماں سے زنا کرنے جیسا ہے، اور سب سے بڑا سود اپنے مسلمان بھائی کی عزت کے بارے میں زبان درازی ہے۔ (طبرانی، ترغیب)

مومن کی بے عزتی سے کسی کو روکنے کی فضیلت

[۱۲۳] (۵) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ رَدَّ اللّٰہُ عَنْ وَجْھِہِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ، وَ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا، وَ اَبُو الشَّیْخِ فِیْ کِتَابِ التَّوْبِیْخِ، وَلَفْظُہٗ قَالَ: مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ رَدَّ اللّٰہُ عَنْہُ عَذَابَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ".

(الرُّوم: ۴۷) (ترمذی: ۲/۱۵؛ رقم: ۱۹۳۱، ترغیب: ۳/۳۳۴)

ترجمہ : حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کو روکا، حق تعالیٰ شانہٗ

قیامت کے دِن اُس سے جہنم کے عذاب کو روک دیں گے، پھر آپ ﷺ نے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی ’’ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ‘‘ ترجمہ: اور حق (یعنی لازم) ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ) (ترمذی)

جس کی آبروریزی کی جائے اُس کی مدد کرنے کی فضیلت

[۱۲۴] (٦) وَعَنْ جَابِرِبْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ’’مَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ اِمْرَءً ا مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ ، وَ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ فِیْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ ،وَمَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِیْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ ‘‘. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ اَبِی الدُّنْيَا وَغَيْرُهُمَا وَاخْتُلِفَ فِیْ اِسْنَادِهٖ . (ابوداؤد: ۲/ ۶۶۹؛رقم: ۴۸۷۶،ترغیب: ۳/ ۳۳۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو شخص ایسے موقع پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد نہ کرے جب اُس کی عزت پامال کی جارہی ہو اور اُس کی عزت پر دھبہ لگایا جارہا ہو، تو اُس کو اللہ جل شانہ ایسی جگہ بے یار و مددگار چھوڑ دے گا جہاں وہ مدد کا محتاج ہوگا (یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ اُس کی مدد نہیں فرمائیں گے، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ)، اور جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں اُس کی عزت پامال کی

جارہی ہو، تو حق تعالیٰ شانہ اُس کی ایسے وقت مدد فرمائیں گے جب وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا خواستگار ہوگا (یعنی قیامت کے روز مولائے ذوالجلال اُسکی مدد فرمائیں گے۔

اللّٰھم اجْعَلْنَا منھم۔ (ابوداؤد)

غصّہ کا بیان

غصّہ سے بچنے کی تاکید

[۱۲۵] (۱) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ "اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: اَوْصِنِیْ، قَالَ : لَا تَغْضَبْ، فَرَدَّ دَ مِرَارًا قَالَ: لَا تَغْضَبْ".

(بخاری: ۲/۹۰۳؛رقم: ۶۱۱۶، ترمذی: ۲/۲۳؛رقم: ۲۰۲۰، موطا مالک: ۳۶۴، مسند احمد: ۲/۷۵، شعب الایمان: ۶/۳۰۷؛رقم: ۸۲۷۷، ترغیب: ۳/۲۹۹، مشکوٰۃ: ۴۳۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صاحبؓ نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا کہ: غصّہ مت کرو، اُس شخص نے یہ بات کئی مرتبہ دُہرائی؛ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ: غصّہ مت کرو۔ (بخاری، ترمذی، مسند احمد، موطا مالک)

غصّہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنے والا بڑا پہلوان ہے

[۱۲۶] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ . (بخاری: ۲/۹۰۳؛رقم: ۶۱۱۴، مسلم: ۲/۳۲۶؛رقم: (۱۰۷ – ۲۶۰۹)،

ابو داؤد: ۲/۶۵۹؛رقم: ۴۷۷۱،موطا مالک: ۳۶۵،مسند احمد: ۲/۲۳۶ ،مشکوۃ: ۴۳۳،ترغیب: ۳/۳۰۰،شعب الایمان: ۶/۳۰۵؛رقم: ۸۲۷۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے، بڑا پہلوان وہ شخص ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ناحق غصّہ ہونا شیطانی اثر ہے

[۱۲۷] (۳) **عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ ، وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ ، فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ .**

(ابو داؤد: ۲/۲۶۰؛رقم:۴۷۷۶،مسند احمد: ۴/ ۲۲۶،شعب الایمان: ۶/۳۱۱؛ رقم: ۸۲۹۱، ترغیب: ۳/۳۰۴،مشکوۃ: ۴۳۴)

ترجمہ: حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: غصّہ شیطان کے اثر سے ہے (یعنی ناحق اور بے موقع آنے والا غصّہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے اور مشتعل کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، اس لئے جب تم میں سے کسی کو غصّہ آئے تو اُس کو چاہئے کہ وضوء کرلے۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

غصّہ دور کرنے کا نفسیاتی علاج

[۱۲۸] (۴) **عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ " اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَنَا: اِذَا**

غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَ هُوَ قَائِمٌ فَلْیَجْلِسْ،فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ".

(ابوداؤد: ۲/۶۵۹؛رقم: ۴۷۸۲،مسند احمد: ۴/۱۵۲، شعب الایمان: ۶/۳۰۹ ؛رقم: ۸۲۸۴،ترغیب: ۳/۳۰۲،مشکوٰۃ: ۴۳۴)

ترجمه: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو کھڑا ہونے کی حالت میں غصّہ آئے تو (فوراً) بیٹھ جائے، اگر غصّہ چلا جائے تو خیر؛ ورنہ پھر لیٹ جائے (غصّہ جاتا رہے گا ان شاءاللہ)۔

(ابوداؤد، مسند احمد، شعب الایمان)

غصّہ ایمان کو بدمزہ کر دیتا ہے

[۱۲۹] (۵) عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَیْدَةَ الْقُشَیْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:" اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ". (شعب الایمان: ۶/۳۱۱؛رقم: ۸۲۹۴،مشکوٰۃ: ۴۳۴)

ترجمه: حضرت معاویہ بن حیدہ القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: غصّہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے، جس طرح اِیلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (شعب الایمان)

قدرت کے باوجود غصّہ پی لینے کی فضیلت

[۱۳۰] (۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ (الْجُهَنِیِّ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:" مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَ هُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰہُ سُبْحَانَهٗ

عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مَاشَآءَ اللّٰہُ .

(ابوداؤد: ۲/ ۶۵۹ ؛رقم: ۴۷۶۹،ترمذی: ۲/ ۲۳ ؛رقم: ۲۰۲۱،ابن ماجہ: ۳۰۸؛ رقم: ۴۱۸۶،شعب الایمان: ۶/ ۳۱۳ ؛رقم: ۸۳۰۳،ترغیب: ۳/ ۳۰۲)

ترجمہ : حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے غصّہ نافذ کرنے کی قدرت کے باجود غصّہ پی لیا، حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دِن اُس کو ساری مخلوقات کے سامنے بلا کر اِس بات کا اختیار دیں گے کہ وہ (اِس کے بدلے) جنت کی حوروں میں سے جونسی حُور چاہے لے لے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، شعب الایمان)

شراب کی تباہ کاریاں

شراب بے حیائی کی جڑ ہے

[۱۳۱] (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: " اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ، وَاَکْبَرُ الْکَبَائِرِ، مَنْ شَرِبَھَا وَقَعَ عَلٰی اُمِّہٖ وَ خَالَتِہٖ وَ عَمَّتِہٖ ". (طبرانی فی معجم الکبیر: ۱۱/ ۱۳۲ ؛رقم: ۱۱۳۷۲)

وَ فِی رِوَایَۃٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا بِلَفْظِ: " اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ، وَاَکْبَرُ الْکَبَائِرِ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ تَرَکَ الصَّلَاۃَ، وَ وَقَعَ عَلٰی اُمِّہٖ وَعَمَّتِہٖ وَخَالَتِہٖ ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ.

(الجامع الصغیر للسیوطی: ۲۵۲ ؛رقم: ۴۱۴۲، مرقاۃ المفاتیح: ۹/ ۴۰۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: شراب بے حیائی کی جڑ، اور بہت بڑا گناہ ہے، شراب پیا ہوا شخص (کبھی شراب کے نشے میں) اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی سے بھی زنا کر بیٹھتا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

ایک حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: شراب بے حیائی کی جڑ، اور بہت بڑا گناہ ہے، شراب پیا ہوا شخص نماز چھوڑ دیتا ہے، اور (کبھی شراب کے نشے میں) اپنی ماں، اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ سے بھی زنا کر بیٹھتا ہے۔ (طبرانی)

ف:- آج کل معاشرے میں جو گناہ بہت زیادہ عام ہو رہے ہیں، اُن میں شراب نوشی اور نشہ خوری سرِ فہرست ہے، اِس کی بڑی وجہ تعلیماتِ اسلام اور دینِ فطرت سے دوری اور اُس کی بے وقعتی ہے، اسلام میں شراب کو ''ام الخبائث'' یعنی سب برائیوں کی جڑ، اور ''اکبر الکبائر'' یعنی گناہوں کا سرچشمہ: قرار دیا گیا ہے، یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ: اِس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی بھی ضرورت نہیں، معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی جانتا ہے کہ: انسان کی انسانیت کا مدار عقل پر ہے؛ عقل ہی انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے، اِسی عقل کے ذریعے آدمی نفع نقصان اور اچھے برے میں تمیز کرتا ہے، اگر عقل نہ ہو تو آدمی جانوروں سے بھی بدتر ہے، شراب کے نشے میں عقل اِس طرح ماؤف ہو جاتی ہے کہ: آدمی بھلے برے میں فرق کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ پانی اور پیشاب، بیوی اور بہن، گھر اور راستے میں بھی فرق نہیں کر پاتا، چنانچہ کتنے ہی شرابی سڑک کے کنارے اور فٹ پاتھ پر ذلیل جانوروں کی طرح پڑے نظر آتے ہیں، ظاہر ہے کہ اسلام جو احترامِ انسانیت کا سب

سے بڑا علمبردار مذہب ہے، ایسی تذلیل کو کبھی برداشت نہیں کرسکتا، اور اسلام کیا کوئی بھی مذہب اِس بیہودگی کی اجازت نہیں دے سکتا، لیکن افسوس ہے کہ: آج شراب تہذیب کا فیشن بن گیا ہے، جا بجا شراب کے اڈے قائم ہیں، ہوٹلوں میں شراب بآسانی دستیاب ہیں، حدتو یہ ہے کہ ٹرینوں کی کنٹین میں بھی شراب آسانی سے مل جاتی ہے، حتی کہ چائے کی دوکانوں اور اسٹوروں پر شراب بیچنے کی قانونی اجازت ہے، اور دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی میں مسلمانوں کے اندر بھی شراب و دیگر منشیات کا رجحان دن بدن بڑھتا جارہا ہے، مسلمانوں کا بڑا طبقہ ایسا ہے کہ: راتوں کو انہیں شراب پیئے بغیر نیند نہیں آتی ہے، " فَیَا لَلْاَسَفُ!" اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

شراب ہر برائی کی چابی ہے

[۱۳۲] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: "اِجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ". رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَ قَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ. (شعب الایمان: ۵/۱۰؛ رقم: ۵۵۸۸)

وَ فِی رِوَایَۃٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ یَقُوْلُ: " اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ، وَ النِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ وَ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ ". رَوَاہُ رَزِیْنُ. (مشکوۃ: ۴۴۴؛ رقم: ۵۲۱۲، ترغیب: ۳/۱۷۸)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: شراب پینے سے بچو؛ کیونکہ شراب پینا ہر برائی کی چابی ہے۔ (شعب الایمان)

اور ایک حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: شراب نوشی ہر گناہ کا مجموعہ (سرچشمہ) ہے، اور عورتیں (مردوں کو بدکاری وغیرہ میں پھنسانے کے لئے) شیطان کا جال ہیں، اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (رزین)

شرابی کے لئے سخت وعید

[۱۳۳] (۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَّهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ، قِيْلَ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: نَهْرٌ مِّنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ.

(ترمذی رشیدیہ: ۲/۸؛ رقم: ۱۸۶۲، نسائی: ۲/۳۳۰؛ رقم: ۵۶۷۳، ترغیب: ۳/۱۸۳، مشکوٰۃ: ۳۱۷؛ رقم: ۳۶۴۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے شراب پی تو اللہ جل شانہ چالیس دن تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتے، ہاں اگر وہ توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، پھر اگر اُس نے دوبارہ شراب پی تو اللہ جل شانہ چالیس دن تک اُس کی کوئی

نماز قبول نہیں فرماتے، ہاں اگر وہ توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، پھر اگر اُس نے تیسری بار شراب پی تو اللہ جل شانہ اُس کی چالیس دن تک کوئی نماز قبول نہیں فرماتے، ہاں اگر وہ توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، پھر اگر اُس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ جل شانہ چالیس دن تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتے، اور اِس بار وہ توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اُس کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتے، اور اُس کو ''نہر الخبال'' (زہرناک نہر) سے پلائیں گے، شاگرد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ: اے ابوعبدالرحمان! (یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) ''نہر الخبال'' کیا ہے؟ تو ابن عمرؓ نے فرمایا: جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔ (ترمذی، نسائی)

شرابی کا حشر بت پرستوں کی طرح ہوگا

[۱۳۴] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''مُدْمِنُ الْخَمْرِ اِنْ مَاتَ لَقِیَ اللّٰہَ کَعَابِدِ وَثَنٍ''.

(شعب الایمان: ۵/۱۲؛ رقم: ۵۵۹۷، مسند احمد و اللفظ لہ: ۱/۲۷۲، ترغیب: ۳/۲۷۷، مشکوٰۃ: ۳۱۸؛ رقم: ۳۶۵۷)

وَفِی رِوَایَۃٍ عَنْ اَبِی مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہُ کَانَ یَقُوْلُ: '' مَا اُبَالِیْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ اَوْ عَبَدْتُ ھٰذِہِ السَّارِیَۃَ دُوْنَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ''.

(نسائی: ۲/۳۲۹؛ رقم: ۵۶۶۶)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص ہمیشہ شراب پیتا ہو، اگر وہ (توبہ کے بغیر) مرجائے

تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں بت پرستوں کی طرح حاضر ہوگا۔ (مسند احمد، شعب الایمان)

ایک روایت میں ہے کہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے اِس بات کی کوئی پروانہیں ہے کہ: میں شراب پیوں، یا اللہ کو چھوڑ کر اِس ستون کی پوجا کروں۔ (نسائی)

ف:- دونوں روایتوں کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ: شراب نوشی اتنا سنگین جرم ہے کہ شرابی پر حق تعالیٰ شانہ اُسی طرح غضبناک ہوں گے جس طرح کسی بت پرست پر غضبناک ہوں گے، کیونکہ دونوں کام حکم الٰہی کی مخالفت اور خواہشاتِ نفس کی پیروی میں کئے جاتے ہیں، اور گناہ میں دونوں برابر ہیں، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم میں دونوں کو ایک ساتھ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ“ (المائدہ: ۹۰) اے ایمان والو! یقیناً شراب، جوا، بت، اور (سٹے کے) تیر یہ سب شیطان کے گندے کام ہیں، اِس لئے تم اِن سے بچتے رہو، تاکہ تم نجات پا سکو۔ (مرقاۃ: ۷/۲۲۰)

شرابی کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی

[۱۳۵] (۵) عَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِی رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ، وَ هُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، وَ اَمَرَنِی رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَ الْمَزَامِیْرِ وَ الْاَوْثَانِ وَ الصُّلُبِ وَ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ، وَ حَلَفَ رَبِّی عَزَّ وَ جَلَّ: بِعِزَّتِی! لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِی جُرْعَةً مِّنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهُ

مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا، وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَّخَافَتِي اِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ. (مسند احمد:۲۲۸/۵، ترغیب:۱۸۱/۳، مشکوٰۃ:۳۱۸؛رقم:۳۶۵۴)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ؛ اللہ جل شانہ نے مجھے پوری دنیا کے لئے رحمت، اور سارے عالم کے لئے ہادی بنا کر بھیجا ہے، اور میرے بزرگ و برتر خدا نے مجھے: باجوں، مزامیر، بتوں، سولیوں اور زمانۂ جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے زمانۂ کفر) کے تمام رسوم و عادات کے مٹانے کا حکم دیا ہے، اور میرے بزرگ و برتر خدا نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ: میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا، میں اُس کو (آخرت میں) اُسی کے بقدر جہنمیوں کی پیپ پلاؤں گا، اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا، میں اُس کو (آخرت میں) پاکیزہ حوضوں (یعنی جنت کی نہروں) سے (شرابِ طہور) پلاؤں گا۔ (مسند احمد)

ف:- حدیث پاک میں باجوں سے ہر وہ باجہ مراد ہے جو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے، اور مزامیر سے ہر وہ آلہ مراد ہے جو منہ سے پھونک کر بجایا جاتا ہے، یہ سب حرام ہیں؛ کیونکہ قدیم زمانے سے یہ ساری چیزیں بدکار و گمراہ لوگوں کی عادت رہی ہیں۔

''سولی'' سے عیسائیوں کا قومی و مذہبی مقدس صلیبی نشان (کراس) مراد ہے، عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ ؑ کو سولی پر چڑھایا گیا تھا، اِسی حسرتناک واقعہ کو یاد رکھنے کے لئے عیسائی مرد و عورت صلیب کو بابرکت سمجھ کر اپنے گلے کا ہار بنائے رکھتے، اور تمام چیزوں میں اس کا نشان بنانے کو بابرکت سمجھتے ہیں، اس لئے آپ ﷺ کو اِس کے مٹانے کا حکم دیا گیا، اور مذہبی شعار ہونے کی بناء پر

مسلمانوں کو اِس کے استعمال سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے، اور زمانۂ جاہلیت کی رسومات سے مراد میت پر نوحہ کرنا، اپنے نسب وحسب پر بیجا فخر کرنا، اور دوسرے کے نسب پر طعن و تشنیع وغیرہ غلط عادتیں ہیں۔

تین شخص جنت سے محروم ہوں گے

[۱۳۶] (۶) عَنْ اَبِی مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ثَلاثَۃٌ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ ، وَ قَاطِعُ الرَّحِمِ ، وَ مُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ. (مسند احمد: ۳۹۹/۴، مشکوٰۃ: ۳۱۸، رقم: ۳۶۵۶)

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تین طرح کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) رشتہ توڑنے والا (۳) جادو پر یقین کرنے والا۔ (مسند احمد)

ف:- ’’جادو پر یقین کرنے والا‘‘ سے وہ شخص مراد ہے، جو جادو کو مؤثر بالذات سمجھے، یہ یقین کرنا مراد نہیں ہے کہ: جادو اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے، اور حکمِ الٰہی سے اُس کا اثر ہوتا ہے؛ کیونکہ ’’ اَلسِّحْرُ حَقٌّ ‘‘ (کہ: جادو ایک حقیقت ہے) فرمایا گیا ہے۔

شرابی پر جنت حرام ہے

[۱۳۷] (۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی بَنٰی الْفِرْدَوْسَ بِیَدِہٖ، وَ حَظَرَہٗ عَلٰی کُلِّ مُشْرِکٍ، وَ کُلِّ مُدْمِنِ الْخَمْرِ سَکِیْرٍ. (شعب الایمان: ۱۱/۵، رقم: ۵۵۹۰)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہ نے اپنے دستِ قدرت سے جنت بنائی، اور اُس کو ہر مشرک اور نشہ میں دُھت ہر شرابی پر حرام کردیا۔ (شعب الایمان)

ف:- مطلب یہ ہے کہ: شرک و بت پرستی کرنے والا، اِسی طرح شرابی، اگر توبہ کے بغیر مرگیا تو اُس کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا، پھر اگر شرابی عادت سے مجبور ہوکر شراب پی تو لیتا تھا، مگر اُس کو حرام مانتا تھا، تو سزا کاٹنے کے بعد ایمان کی وجہ سے اُسے جنت دی جائے گی، لیکن شرک کرنے والا ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا، مشرک کو جہنم سے کسی حال میں چھٹکارا نہیں ملے گا۔

شراب کے سلسلے میں دس آدمی پر لعنت

[۱۳۸] (۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً: عَاصِرَھَا، وَ مُعْتَصِرَھَا، وَشَارِبَھَا، وَحَامِلَھَا، وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ، وَسَاقِیَھَا، وَ بَائِعَھَا، وَ آکِلَ ثَمَنِھَا، وَالْمُشْتَرِیَ لَھَا، وَالْمُشْتَرَاۃَ لَہُ. (ترمذی رشیدیہ: ۱/۱۵۵؛ رقم: ۱۲۹۵، ابن ماجہ: ۲۴۲ رقم: ۳۳۸۰)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے؛ شراب کے سلسلے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے: (۱) شراب نچوڑنے والے پر (یعنی شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑنے والے پر) (۲) شراب (یعنی انگور) نچڑوانے والے پر (یعنی اُس شخص پر جو شراب بنانے کے لئے اپنے نوکروں سے انگور

نچڑواتے ہیں)(۳) شراب پینے والے پر (۴) شراب اٹھانے والے پر، علماء فرماتے ہیں اِس سے مراد وہ شخص ہے؛ جو دوکان سے شراب خرید کر گھر لے جاتے ہیں (۵) جس کے لئے شراب اٹھا کر لائی جائے (۶) شراب پلانے والے ساقی پر (۷) شراب بیچنے والے پر (۸) شراب کا ثمن (یعنی اُس کی آمدنی) کھانے والے پر (جس کی کل یا اکثر آمدنی شراب سے ہو اُس کی دعوت کھانا بھی اِسی حکم میں ہے)(۹) شراب خریدنے والے پر (۱۰) جس کے لئے شراب خریدی جارہی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ف:- اسلام انتہائی صالح اور صاف ستھرا مذہب، جو سماج کو ہر قسم کی برائی سے پاک رکھنے کے بارے میں بہت ہی سنجیدہ ہے، ہمارا دین برائی کو مٹانے میں صرف نعرے بازی اور شور شرابے کو کافی نہیں مانتا، بلکہ برائی کو جڑ سے مٹانے پر یقین رکھتا ہے، شراب ومُنَشِّیات (یعنی دیگر نشہ والی چیزوں) کے بارے میں بھی اِس کا یہ کردار روشن ہے، چنانچہ اِس حدیث کے ذریعہ شراب کشید کرنے، شراب کی فیکٹریاں ڈالنے؛ اِس کی خرید وفروخت کرنے، اِدھر سے اُدھر لانے لے جانے، یا اِس کو پھیلانے میں کسی بھی طرح حصہ لینے کو ممنوع، اور باعثِ لعنت جرم قرار دیا گیا ہے، یہ کیا کُھلا مذاق ہے؟ کہ: ایک طرف تو شراب بنانے اور بیچنے کے لائسنس دیئے جارہے ہیں، اور دوسری طرف شراب کی بوتلوں پر صحت کے لئے نقصان دہ ہونے کے نوٹس لکھوائے، اور اُس کے خلاف اخبارات میں اشتہارات چھپوائے، اور چوک چوراہوں پر بورڈ لگوائے جارہے ہیں، اسلام ایسی منافقت کو کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔

ہر قسم کی شراب حرام ہے

[۱۳۹] (۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ ،وَ هُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ .

(مسلم واللفظ له: ۲/۱٦۷ ؛رقم:(۷۳-۲۰۰۳)،ترمذی رشیدیه: ۲/۸؛رقم: ۱۸٦۱، نسائی: ۲/۳۳۱؛رقم: ۵٦۷٦ ،ترغیب: ۳/۱۷٦، مشکوٰة: ۳۱۷؛رقم: ۳٦۳۸)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر نشہ آور چیز خمر (یعنی شراب) ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے دنیا میں شراب پی، اور وہ اِس حال میں مرا کہ: شراب کا عادی تھا (وہ اُس کو پابندی سے پیتا تھا) اور توبہ نہیں کی، تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا (یعنی جنت میں نہیں جائے گا، جہاں ہر جنتی کو شرابِ طہور پلائی جائے گی، ہاں اگر اللہ جل شانہ اُس کا گناہ بخش دے، تو پھر جنت کی سب نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا)۔

(مسلم، ترمذی، نسائی)

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: ہر قسم کی شراب؛ جو اپنی اصل کے اعتبار سے نشہ آور ہے؛ چاہے اُس کا جو بھی نام رکھ لیا جائے؛ وہ سب حرام ہے؛ اور کسی مسلمان کے لئے اُس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

نام بدل کر شراب پینے والوں کے لئے خسف و مسخ کی وعید

[۱۴۰] (۱۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ

اللّٰہِ ﷺ اَنَّـہُ قَالَ: لَیَشْرَبَنَّ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِی الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَہَا بِغَیْرِ اسْمِہَا، وَ یُضْـرَبُ عَـلٰـی رُؤُسِہِـمُ الْـمَعَازِفُ، یَخْسِفُ اللّٰہُ بِہِمُ الْاَرْضَ، وَ یَجْعَلُ مِنْھُمْ قِرَدَۃً وَّ خَنَازِیْرَ. (شعب الایمان: ۲۸۲/۴؛رقم: ۵۱۱۴)

ترجمہ : حضرت عبدالرحمان بن غَنْم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میری امت کے کچھ لوگ شراب ضرور پئیں گے، مگر اُس کا کچھ اور نام رکھ لیں گے، اور اُن کے سروں پر گانے بجانے کے آلات بجائے جائیں گے، تو اللہ جل شانہ اُنہیں زمین میں دھنسا دیں گے، اور اُنہی میں سے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔نعوذ باللہ منہ۔ (شعب الایمان)

ف:- حدیث پاک کی پیشن گوئی کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے، آج بازاروں میں: بیر، برانڈی، اور نہ جانے کن کن ناموں سے شراب بِک رہی ہے، جس کے اندر اصل میں تو نشہ ہوتا ہے، مگر کسی ترکیب اور کیمیکل کے ذریعے اُس کا نشہ کم کر دیا جاتا ہے، وہ سب حرام ہیں، اور اُن کے پینے پر نبی رحمت ﷺ نے اِس قدر سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ: سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے اور دل سہم جاتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ امت مسلمہ کو صحیح سمجھ عطا فرما کر فواحش ومنکرات سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

تکبر کی مذمت

کبر سے پاک ہو کر مرنا دخولِ جنت کا ذریعہ ہے

[۱۴۱] (۱) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ

مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ: " اَلْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ".

(ترمذی واللفظ له: ۱/ ۱۹۰؛رقم: ۱۵۷۲،ابن ماجه: ۱۷۴؛رقم: ۲۴۱۲،شعب الایمان: ۴/ ۴۰۰؛رقم: ۵۵۴۰،مشکوٰۃ: ۲۵۳؛رقم: ۲۹۲۱،ترغیب: ۳/ ۳۵۰)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس کی وفات اس حال میں ہوئی کہ: وہ کبر وغلول (خیانت) اور قرض سے پاک تھا وہ جنتی ہوگیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، شعب الایمان)

معمولی تکبر بھی دخول جہنم کا سبب ہے

[۱۴۲] (۲) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: اِلْتَقٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ عَلَى الْمَرْوَةِ فَتَحَدَّثَا، ثُمَّ مَضٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، وَ بَقِیَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَبْكِیْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَانِ؟ قَالَ: هٰذَا، يَعْنِیْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو زَعَمَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: " مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ كَبَّهُ اللهُ لِوَجْهِهٖ فِی النَّارِ" رواه احمد ورُوَاتُهُ رُوَاةُ الصَّحِيْحِ.

(مسند احمد: ۲/ ۱۶۴، ۲۱۵، ۴/ ۱۵۱، شعب الایمان: ۶/ ۲۸۰؛ رقم: ۸۱۵۴، ترغیب: ۳/ ۳۵۵)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی مروہ پہاڑ پر ملاقات ہوئی دونوں نے (کچھ دیر) بات چیت کی، پھر عبداللہ بن عمرو چلے گئے اور عبداللہ بن عمر؛ وہیں ٹھہر کر رونے لگے، ایک صاحب نے (اُنہیں روتا ہوا دیکھ کر)

دریافت کیا: ابوعبدالرحمٰن آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ اُنہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو نے رُلایا: وہ فرما گئے کہ: اُنہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ (مسند احمد، شعب الایمان)

تکبر کی حقیقت

[۱۴۳] (۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ قَالَ: رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ.

(مسلم واللفظ لہ: ۱/۶۵؛ رقم: (۱۴۷–۹۱) ، ترمذی: ۲/۲۱؛ رقم: ۱۹۹۹، ترغیب: ۳/۳۵۶، مشکوٰۃ: ۴۳۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر (بڑائی) ہو، اس پر ایک صحابی نے عرض کیا کہ: ایک آدمی اِس بات سے خوش ہوتا ہے کہ: اُس کا کپڑا اچھا ہو، جوتا عمدہ ہو (کیا یہ بھی تکبر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ جمیل ہیں اور جمال کو پسند فرماتے ہیں (اس لئے یہ تکبر نہیں ہے) تکبر تو (حقیقت میں) حق بات کو اتراہٹ کی بنا پر قبول نہ کرنا، اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

ایک تکبر والے کا انجام

[۱۴۴] (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ مِّمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَجُرُّ اِزَارَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ .

(بخاری: ۱/۴۹۵؛رقم: ۳۴۸۵،نسائی: ۲/۲۹۸؛رقم: ۵۳۴۱، مسند احمد: ۲/۶۶،مشکوۃ: ۳۷۳؛رقم: ۴۳۱۳،ترغیب: ۳/۵۶۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا کہ: پچھلی اُمت کا ایک شخص اپنی ازار تکبر اور اِتراہٹ کی بنا پر گھسیٹ کر چل رہا تھا، اُس کو زمین میں دھنسا دیا گیا، جو قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ (بخاری، نسائی، مسند احمد)

تنبیہ:- حضور اقدس ﷺ کی عادتِ شریفہ نصف پنڈلی تک ازار و قمیص پہننے کی تھی، صحابۂ کرام کو بھی اسی کی تاکید فرماتے تھے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تکبر کی علامت قرار دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اِرْفَعْ اِزَارَکَ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَیْتَ فَاِلَی الْکَعْبَیْنِ وَاِیَّاکَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ . (ابو داؤد: ۲/۵۶۴؛رقم: ۴۰۸۰)

ترجمہ:- اپنا اِزار آدھی پنڈلی تک اونچا رکھو، اگر یہ منظور نہیں تو ٹخنوں (کے اوپر) تک، اور اِسبالِ اِزار سے بچو، کیونکہ وہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔

ایک روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اِسبالِ اِزار سے متعلق حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: مَوْضَعُ الْاِزَارِ اِلٰی اَنْصَافِ السَّاقَیْنِ وَالْعَضُلَۃِ ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَاَسْفِلْ ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَمِنْ وَّرَاءِ السَّاقِ وَلَا حَقَّ لِلْکَعْبَیْنِ فِیْ الْاِزَارِ (وفی روایۃ حُذَیْفَۃَ فَلا حَقَّ للازار فی الکعبین.

(نسائی: ۲۹۸/۲؛رقم: ۵۳۳۱،ترمذی ۲۱۰/۱؛رقم: ۱۷۸۳،شمائل ترمذی: ۹؛ رقم: ۱۱۵،ابن ماجہ: ۲۵۵؛رقم: ۳۵۷۲)

ترجمہ:- اِزار کی جگہ آدھی پنڈلیوں تک ہے، اگر تم کو یہ منظور نہ ہو تو تھوڑا اور نیچے کرلو، اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ٹخنے سے اوپر تک کرلو، اور ٹخنوں کا اِزار میں کوئی حق (حصّہ) نہیں ہے۔

عصرِ حاضر کے مشہور مفتی اور محقق عالمِ دین حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے احادیثِ بالا کی شروحات اور اقوالِ فقہاء ومحدّثین کی روشنی میں نہایت ہی معتدل اور فکرانگیز بات تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اِسبالِ اِزار سے متعلق منقول روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے اور لٹکانے کے حرام ہونے کی اصل وجہ اور علّت غرور وتکبر ہے، لیکن غرور وتکبر ایسا پوشیدہ مرض ہے کہ: بعض مرتبہ اِس فعل میں مبتلیٰ شخص کو غرور وتکبر کے اپنے اندر موجود ہونے کا احساس ہی نہیں ہوتا، لہٰذا سببِ حرمت اِسبالِ اِزار کو علّتِ حرمت غرور وتکبر کے قائم مقام رکھ کر غرور وتکبر نہ ہونے کے باوجود ٹخنوں سے نیچے تک اِزار پہننے اور کپڑا لٹکانے کو حرام کہا جائے گا، جیسا کہ سفر کو مشقت کے قائم مقام رکھ کر قصرِ صلوٰۃ کا حکم دیا جاتا ہے چاہے حقیقت میں سفر کے اندر کوئی مشقت نہ

ہو،اس ضابطہ کے مطابق اِسبالِ اِزار بہرصورت ممنوع وحرام ہوگا،البتہ غیر اختیاری صورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے :تکملہ فتح الملہم : ۱۲۲/۴)

بڑائی میری چادر ہے

[۱۴۵] (۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:" اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ،فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهٗ فِی النَّارِ".

(ابو داؤد: ۵۶۶/۲ ؛رقم: ۴۰۸۶ ،شعب الایمان: ۲۸۱/۶ ؛رقم:۸۱۵۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: بڑائی میری چادر اور عظمت میری اِزار ہے جو کوئی اِن میں سے کوئی چیز مجھ سے چھینے گا میں اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ (ابوداؤد،شعب الایمان)

متکبرین کا بُرا حشر

[۱۴۶] (۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰی بُوْلَسْ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ.

(ترمذی: ۷۲/۲ ؛رقم:۲۴۹۲ ،شعب الایمان: ۲۸۸/۶ ؛رقم: ۸۱۸۴،ترغیب: ۳۵۵/۳،مشکوٰۃ: ۴۳۳)

ترجمہ : عمرو اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ:

قیامت کے دِن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کے برابر مردوں کی صورت میں ایک جگہ جمع کیا جائے گا (یعنی اُن کی شکل وصورت تو مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم وجثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا) ہر طرف سے ذلّت وخواری اُن کو پوری طرح گھیر لے گی، پھر اُن کو جہنم کے ایک جیل خانہ کی طرف لے جایا جائے گا جس کا نام بُولَس ہے وہاں دردناک آگ اُن پر سر سے پیر تک چھا جائے گی، اور دوزخیوں کے بدن کا نچوڑ (یعنی جہنمیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ، کچ لہو وغیرہ) اس کو پلایا جائے گا جس کا نام ''طِیْنَۃُ الْخَبَال'' ہے۔ (ترمذی، شعب الایمان)

ریاکاری کا نقصان

دکھانے کے لئے عمل کرنے کا انجام

[۱۴۷] (۱) عَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ '' مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ ، وَمَنْ یُرَائِیْ یُرَائِیِ اللّٰہُ بِہٖ '' متفق علیہ .

(بخاری: ۲/۹۶۲؛رقم: ۶۴۹۹،مسلم: ۲/۴۱۲؛رقم:(۴۷-۲۹۸۷)،ترمذی: ۲/۶۱؛رقم: ۲۳۸۱،ابن ماجہ: ۲/۳۱۰؛رقم:۴۲۰۷،مسند احمد:۳/۴۰،شعب الایمان:۵/۳۳۰؛رقم:۶۸۱۸،ترغیب: ۱/۳۱،مشکوۃ: ۴۵۴)

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ جل شانہٗ اُس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دِن لوگوں کے سامنے اُس کے عیوب لاکر اُسے ذلیل ورُسوا کرے گا) اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ جل شانہٗ اُس کو ریاکاری کی سزا دیں گے۔

(یعنی اُس کی فاسد نیت کو دُنیا ہی میں لوگوں کے سامنے ظاہر کردیں گے جس سے وہ مخلوق کی نگاہ میں ذلیل ورُسوا ہوجائے گا، بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے: کہ ریا کار کو قیامت کے دِن اللہ جل شانہٗ عمل کا ثواب صرف دکھلا دیں گے، دیں گے نہیں، یہ دیکھ کر ریا کار کو بڑی حسرت ہوگی)۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

تنبیہ: ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنا واقعی کمال لوگوں کے سامنے اِس نیت سے ظاہر کرے کہ اُس کی شہرت ہو اور سماج میں عزت وقدر حاصل ہوجائے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ایسے کمال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے جو واقعۃً اس میں نہیں ہے تو پھر یہ خالص جھوٹ اور منافقت ہے اِس سے بے حد بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

عملِ آخرت سے دنیا طلبی کا نقصان

[۱۴۸] (۲) رُوِیَ عَنِ الْجَارُوْدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَۃِ طُمِسَ وَجْھُہٗ وَمُحِقَ ذِکْرُہٗ وَاُثْبِتَ اِسْمُہٗ فِی النَّارِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِی فِی الْکَبِیْرِ۔ (ترغیب: ۱/۳۲)

ترجمہ: حضرت جارود (بن بشر العبدی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے عملِ آخرت کے ذریعہ دُنیا طلب کیا اُس کا چہرہ بے رونق ہوجائے گا، (مرنے کے بعد) اُس کا ذکر مٹ جائے گا اور اُس کا نام جہنم (والوں) میں لکھ دیا جائے گا۔ (طبرانی فی الکبیر)

ریا کاری چھوٹا شرک ہے

[۱۴۹] (۳) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: " يَآأَيُّهَا النَّاسُ! اِيَّاكُمْ وَ شِرْكَ السَّرَائِرِ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا شِرْكُ السَّرَائِرِ؟" قَالَ: يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيُزَيِّنَ صَلَاتَهٗ جَاهِدًا لِمَا يَرٰى مِنْ نَظْرِ النَّاسِ اِلَيْهِ فَذَالِكَ شِرْكُ السَّرَائِرِ".
رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ .

(ابن ماجه: ۲/ ۳۱۰؛رقم: ۴۲۰۴،ترغیب: ۱ /۳۴،مشکوٰۃ: ۴۵۶)

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ (ایک دن) باہر تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا کہ: لوگو! پوشیدہ شرک سے بچو! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! پوشیدہ شرک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پوشیدہ شرک یہ ہے کہ: ایک شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتو اپنی پوری نماز (یا اس کے بعض ارکان) کوخوب اہتمام سے بنا سنوار کر پڑھے، محض اِس بنا پر کہ کوئی شخص اُس کونماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہے، بس یہی پوشیدہ شرک کا حاصل ہے۔ (ابن ماجہ)

ف :- اِس طرح نماز پڑھنے کوشرک اس لئے کہا گیا: کہ نماز تو محض اللہ جل شانہٗ کودکھانے اوراُس کوخوش کرنے کے لئے ہونی، چاہئے اور وہ ہر حال میں آدمی کو دیکھ رہا ہے، تو نمازی کے لئے لازم تھا کہ: صرف اُس مولیٰ کودکھانے کے لئے نماز کو سنوارتا، مگراس نے اِس کے بجائے لوگوں کے لئے اپنی نماز کوسنوارا، جس کا سنگین جرم ہونا واضح ہے، اسلئے اِس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، اللہ ہم سب کی ریا کاری سے پوری پوری حفاظت فرمائے. آمین۔

ریاکاروں کے لئے وعید

[۱۵۰] (۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ فَضَالَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا وَکَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْهِ نَادٰی مُنَادٍ مَنْ کَانَ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلِهٖ لِلّٰہِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ فَاِنَّ اللّٰہَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ. (ترمذی: ۲/۱۴۴؛ رقم: ۳۱۵۴، ابن ماجه: ۲/۳۱۰؛ رقم: ۴۲۰۳، شعب الایمان: ۵/۳۳۰؛ رقم: ۶۸۱۷، ترغیب: ۱/۳۴، مشکوۃ: ۴۵۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور ابوفضالہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جب اللہ جل شانہٗ اوّلین وآخرین (یعنی تمام انسانوں) کو قیامت کے دن (جس دِن کے آنے میں کوئی شک نہیں) جمع فرمائیں گے، تو (اللہ کا) ایک منادی پکارے گا کہ: جس نے اللہ کے لئے کئے ہوئے کام میں کسی کو شریک کیا تھا اُس کو چاہئے کہ اپنے عمل کا ثواب اُسی سے طلب کرے، کیونکہ حق تعالیٰ شانہٗ شرک کے بارے میں تمام شرکاء سے زیادہ بے نیاز ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

دکھاوے کی دوستی کا اعتبار نہیں

[۱۵۱] (۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: یَکُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اَخْوَانُ الْعَلَانِیَّةِ اَعْدَاءُ السَّرِیْرَةِ فَقِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ؟ قَالَ: ذَالِکَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰی بَعْضٍ وَرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ. (مسند احمد: ۵/۲۳۵، مشکوۃ: ۴۵۵)

ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ظاہر میں دوست ہوں گے مگر اندرونی طور پر دُشمنی کریں گے، دریافت کیا گیا کہ: یا رسول اللہ یہ کس بنا پر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا اِس وجہ سے ہوگا کہ کسی کو کسی سے کوئی لالچ ہوگی یا کسی سے کوئی خوف ہوگا۔ (مسند احمد)

ف :- اسلامی تعلیم یہ ہے کہ: کسی سے دوستی یا دُشمنی صرف حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو، کسی دُنیاوی غرض یا ذاتی مفاد کے لئے نہ ہو، لہٰذا جو لوگ صدق واخلاص کے بجائے اغراضِ فاسدہ اور خواہشات نفسانی کی بنا پر کسی سے اُلفت یا دُشمنی کا اظہار کرتے ہیں، اُن کی دوستی یا دُشمنی کا کوئی اعتبار نہیں، ایسے لوگوں سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، ورنہ شدید نقصان کا اندیشہ ہے۔ (مرقاۃ: ۹/۵۱۵)

اپنی نیک عملی پر خوش ہونا ریا نہیں

[۱۵۲] (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَيْنَا اَنَا فِیْ بَيْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَيْهَا فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَکَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! لَکَ اَجْرَانِ: اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ .

(ترمذی: ۲/۶۱؛ رقم: ۲۳۸۴، ابن ماجہ: ۳۱۱؛ رقم: ۴۲۲۶، مشکوٰۃ: ۴۵۴)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے (ایک دِن) عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! میں اپنے گھر کے اندر مصلیٰ پر نماز پڑھ رہا تھا کہ: اُسی درمیان اچانک ایک شخص میرے پاس آ گیا، مجھے اِس

بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ: اُس نے مجھے نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھا (تو کیا میرا یہ خوش ہونا ریا ہوا؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (ابو ہریرہ! اللہ تم پر رحم فرمائے؛) تمہارے لئے دوہرا اجر ہے: ایک تو پوشیدہ طور پر عمل کرنے کا، اور دوسرا ظاہر ہونے کا (کیونکہ ہوسکتا ہے شوق میں وہ بھی تم جیسا عمل کرنے لگے)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ف:- انسان کی طبیعت اللہ نے ایسی بنائی ہے کہ: جب دوسرے لوگ اُس کو اچھے عمل اور اچھی حالت میں دیکھتے ہیں تو فطرۃً اُسے خوشی ہوتی ہے، اور اُس کو یہ بات طبعًا ناپسند ہوتی ہے کہ: لوگ اُسے بُرا عمل کرتے ہوئے یا بُری حالت میں دیکھیں، اِس طبعی تقاضے میں ریا وسمعہ کا قطعا خیال نہیں ہوتا، بلکہ حدیثِ پاک میں اِس کو ایمان قرار دیا گیا ہے، طَبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ: ''مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَ سَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ''. (ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر: ۲/ ۵۲۹؛ رقم: ۸۷۵۱، مرقاۃ: ۹/ ۵۰۷)

ترجمہ:- جس کو اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی بُرائی سے ناگواری ہو وہ مومن ہے، اِسی بات کو قرآنِ کریم نے اِس طرح بیان کیا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ. (یونس: ۵۸)

ترجمہ:- کہہ اللہ کے فضل سے اور اُس کی مہربانی سے، سو اِس پر اُن کو خوش ہونا چاہئے، یہ بہتر ہے اُن چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں۔

آیت کا حاصل یہ ہے کہ مؤمنین کو نیک اعمال کی توفیق سے خوشی ہوتی ہے، جیسے دوسروں کو کثرتِ اموال سے مسرت ہوتی ہے، اور باطنی احوال سے اللہ خوب باخبر ہیں۔

حدیثِ مذکور میں حضرت ابوہریرہؓ کی خوشی اِسی قبیل سے ہے اس لئے ریا نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اور دوہرا اجر اِس لئے ہے کہ: دیکھنے والے کو بھی ایسا عمل کرنے کی رغبت ہوگی، اور وہ بھی شوق میں یہ نیک عمل کرنے لگے گا، تو گویا دوسرا ثواب اُس کو دوسرے کی نیک عملی کا سبب بننے کی بنا پر ملے گا، اِسی کو ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ، الْحَدِیْث . (مسلم عن جریر: ۱/۳۲۷؛ رقم: (۶۹-۱۰۱۷)، مرقاۃ فیصل: ۹/۵۰۷)

ترجمہ:- جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا، اُس کو اُس کا ثواب ملے گا، اور اُس شخص کے عمل کا بھی ثواب ملے گا جو بعد میں اُس طریقے پر عمل کرے گا۔

ایک صحیح حدیث میں اس سے بھی زیادہ واضح انداز میں بتایا گیا ہے کہ: اگر کسی کا عمل خیر عامل کے قصد وارادہ کے بغیر خود بخود لوگوں کو معلوم ہوجائے، اور لوگ اُن سے محبت سے پیش آئیں، اور اُن کا ذکر خیر کرنے لگیں تو یہ ریا نہیں، بلکہ اِس بات کی بشارت ہے کہ اُس کا عمل عند اللہ محبوب ومقبول اور باعثِ اجر وثواب ہے، اور اُس کی عاقبت محمود ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَرَأَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَ یَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَیْهِ، قَالَ: "تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرٰی الْمُؤْمِنِ". وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَهْ عَنْهُ "اَلرَّجُلُ یَعْمَلُ الْعَمَلَ لِلّٰهِ، فَیُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَیْهِ؟" قَالَ: "ذَالِکَ عَاجِلُ بُشْرٰی الْمُؤْمِنُ".

(مسلم: ۲/۳۳۲؛ رقم: (۱۶۶-۲۶۴۲)، ابن ماجه: ۲/۳۱۱؛ رقم: ۴۲۲۵، مسند احمد: ۵/۱۵۶، مشکوٰۃ: ۴۵۴؛ رقم: ۵۳۱۷)

ترجمہ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کوئی ایسا نیک کام کرے کہ: لوگ اُس کی وجہ سے اُس کی تعریف کرنے لگیں، اور ایک روایت میں ہے کہ: لوگ اُس سے محبت بھی کرنے لگیں (کیا یہ بھی ریا ہے کہ: جس کی بنا پر اُس کو اجر وثواب سے محروم کر دیا جائے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نیک عملی کی بنا پر لوگوں کا اُس کی تعریف کرنا اور احترام ومحبت کی نظر سے اُس کو دیکھنا اُس کے حق میں ایمان والوں کی طرف سے جلد (یعنی دُنیا ہی میں) ملنے والی بشارت ہے (اور آخرت کا ثواب تو اپنی جگہ ہے ہی)۔ (مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد، مرقاۃ: ۹/۵۰۴)

ظلم سے بچنے کی تاکید

باہم ظلم کی ممانعت

[۱۵۳] (۱) **عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ اَنَّہٗ قَالَ: یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا، الحدیث .**

(مسلم: ۲/۳۱۹؛ رقم: (۵۵-۲۵۷۷)، ترغیب: ۳/۱۲۷)

ترجمہ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے حدیث قدسی میں بیان فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے اوپر بھی باہمی ظلم کو حرام قرار دیا ہے: اِس لئے تم لوگ بھی کسی پر ظلم نہ کیا کرو۔ (مسلم)

ظلم قیامت میں تاریکی کا سبب ہوگا

[۱۵۴] (۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَاءَ ھُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَھُمْ".

(مسلم: ۲/۳۲۰؛ رقم: (۵۶-۲۵۷۸)، شعب الایمان: ۶/ ۴۶؛ رقم: ۷۴۵۸ – ۷/۴۲۴؛ رقم: ۱۰۸۳۲، مشکوٰۃ: ۱۶۴)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: ظلم کرنے سے بچو! کیونکہ ظلم کرنا قیامت کے دِن تاریکیوں کا سبب ہوگا، اور شُح (یعنی حرص و بخل کے مجموعہ) سے بچو! اس لئے کہ شُح (اعلیٰ درجہ کے بخل) نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک و برباد کیا، کیونکہ (شح یعنی حرص و بخل نے) انہیں اتنا ورغلایا (بھڑکایا) کہ: اُنھوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا، اور حرام چیزوں کو حلال جانا۔

(مسلم، شعب الایمان)

ف:- شُح: بخل کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس کے ساتھ حرص کی آمیزش بھی ہو، دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا گیا ہے: شح یہ ہے کہ: جو چیز اپنے پاس نہیں ہے، اُس کی حرص کرے کہ اپنے پاس سب کچھ آجائے، اور جو چیز اپنے پاس ہے اُس میں بخل کرے کہ اپنے پاس سے ایک دانہ بھی نہ جائے، اُس کو ضرورت پر بھی خرچ نہ کرے۔ (ترغیب: ۳/۲۵۶)

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ: بخل اپنے مال کو خرچ نہ کرنا ہے، اور شح دوسرے کے مال میں کنجوسی کرنا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ: بخل مال میں کنجوسی کرنا ہے اور شح مالی، فعلی، قولی ہر قسم کے تعاونِ خیر میں کوتاہی کرنے کا نام ہے، اِسی لئے شُح بخل سے بڑی کنجوسی ہے۔ (مرقاۃ فیصل شرح مشکوٰۃ:۴/۳۲۰-۳۲۶)

مسلمان بھائی بھائی ہیں کوئی کسی پر ظلم نہ کرے

[۱۵۵] (۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا " اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ ، وَیَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا تَوَادَّ اِثْنَانِ فَیُفَرَّقُ بَیْنَہُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ یُحْدِثُہٗ اَحَدُہُمَا" .

(مسند احمد: ۲/ ۶۸، ۲۷۷، ۳۱۱، ۳۶۰، ترغیب: ۳/ ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ فرماتے تھے کہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ کوئی کسی مسلمان پر ظلم کرتا ہے، نہ کوئی کسی مسلمان کی مدد سے ہاتھ کھینچتا ہے، اور حضور ﷺ یہ بھی فرماتے تھے کہ: دو دوستوں میں جب بھی جدائی ہوتی ہے، دونوں میں سے کسی کے گناہ کے سبب سے ہی ہوتی ہے۔ (مسند احمد)

دُنیا میں معاف نہیں کرایا تو قیامت کے دِن ظالم سے بدلہ دلایا جائے گا

[۱۵۶] (۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: مَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضٍ اَوْ مِنْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ مِنْ قَبْلِ اَنْ لَا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ

اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَمِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ . (بخاری: ۱/۳۳۱؛رقم: ۲۴۴۹،ترمذی: ۲/۶۴؛رقم: ۲۴۱۹، شعب الایمان: ۶/۵۱؛رقم: ۷۴۷۰،ترغیب: ۳/۱۲۸،مشکوٰۃ: ۴۳۵)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس پر کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو، چاہے (وہ حق: غیبت، چغلی یا جسمانی رُوحانی ایذارسانی وغیرہ کی صورت میں) آبروریزی کا ہو، یا (جانی مالی کسی اور طرح کا) کوئی حق ہو، تو اُس کو چاہئے کہ: آج (دُنیا میں) ہی معاف کرالے، اُس دِن (یعنی قیامت) کے آنے سے پہلے جس دِن نہ دینار ہوگا نہ درہم (یعنی نہ روپیہ ہوگا نہ پیسہ کہ: اُس کے ذریعہ مظلوم کا حق ادا کرسکے) اگر (دُنیا میں معاف کرالیا گیا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر) ظالم کے نیک اعمال ظلم کے برابر لے کر (مظلوم کو دے دیئے جائیں گے) اور اگر اُس (ظالم) کے پاس کچھ نیکیاں نہیں ہوں گی، تو مظلوم کے (ظلم وحق کے بقدر) گناہ لے کر ظالم پر لاد دیئے جائیں گے۔ (بخاری، ترمذی)

مظلوم کی دُعاء ردنہیں ہوتی

[۱۵۷] (۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " ثَلاَ ثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: اَلصَّائِمُ حَتّٰی يُفْطِرَ، وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيُفْتَحُ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ " .

(مسند احمد: ۲/۲۵۸، ۳۴۷، ۴۳۴،ترغیب: ۳/۱۲۹)

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ” دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَاِنْ کَانَ فَاجِرًا فَفُجُوْرُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ “. (مسند احمد: ۳۵۳/۶،ترغیب: ۱۳۰/۳)

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ”دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ کَانَ کَافِرًا لَیْسَ دُوْنَھَا حِجَابٌ“ الحدیث. (مسند احمد: ۳۵۳/۶،ترغیب: ۱۳۰/۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تین (شخص کی) دُعائیں رَد نہیں کی جاتی ہیں (۱) روزہ دار کی افطار کرتے وقت (۲) عادل بادشاہ کی (۳) مظلوم کی: اور اِس کی دعاء کو اللہ جل شانہٗ بادل سے اوپر اُٹھا لیتے ہیں، اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتے ہیں (یعنی فوراً قبول فرماتے ہیں) اور پروردگارِ عالم فرماتے ہیں کہ: میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا چاہے (بہ تقاضائے مصلحت) کچھ دیر ہی سے سہی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد مروی ہے کہ: مظلوم کی دُعا (بہر حال) قبول ہے چاہے وہ کھلم کھلا گناہ کرتا ہو، یہ الگ بات ہے کہ: اُس کے فجور (گناہ) کا وبال اُس پر ہوگا۔ ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: مظلوم کی دُعاء (بہرحال) قبول ہے چاہے وہ کافر ہی ہو، اُس کے اور اللہ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا (یعنی فوراً اللہ کے یہاں پہنچ جاتی ہے)۔ (مسند احمد)

اللہ کے یہاں ظالم کی سخت پکڑ ہے

[۱۵۸] (۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ”اِنَّ اللّٰہَ یُمْلِیْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ، ثُمَّ قَرَأَ : (وَکَذٰلِکَ اَخْذُ

رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ". (ھود: ۱۰۲)

(ابن ماجه رشيديه: ۲/ ۳۰۰؛ رقم: ۴۰۱۸، شعب الايمان: ۶/ ۴۹؛ رقم: ۷۴۶۷، ترغيب: ۳/ ۱۲۸، مشكوة: ۴۳۴)

وَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "یَقُولُ اللّٰہُ اِشْتَدَّ غَضَبِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ مَنْ لَا یَجِدُ نَاصِرًا غَیْرِیْ" رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالصَّغِیْرِ. (ترغيب: ۳/ ۱۳۰)

ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ ظالم کو مہلت دیتے ہیں (یعنی اُس کی عمر دراز کردیتے ہیں تاکہ وہ اور زیادہ ظلم کرے) یہاں تک کہ: جب (قیامت کے دن) اُس کو پکڑے گا تو وہ چھوٹ نہیں پائے گا (یعنی وہ ظالم آخرت میں اللہ کی پکڑ اور سخت عذاب سے کسی حال میں بچ نہیں پائے گا) اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی بات کو مؤکد کرنے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: "وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ". (ھود: ۱۰۲)

ترجمہ: اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں، بیشک اُس کی پکڑ دردناک ہے زور کی۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ: میں اُس شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہوں جو ایسے لاچار شخص پر ظلم کرتا ہے جو میرے سوا کسی کو اپنا مددگار نہیں پاتا۔ (ابن ماجہ، شعب الایمان)

ظالم حکمرانوں کے لئے بددعاء کے بجائے اپنے اعمال سدھاریئے

[۱۵۹] (۷) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا؛ مَالِکُ الْمُلُوْکِ وَ مَلِکُ الْمُلُوْکِ، قُلُوْبُ الْمُلُوْکِ فِی یَدِیْ؛ وَ اَنَّ الْعِبَادَ اِذَا اَطَاعُوْنِی حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْکِھِمْ عَلَیْھِمْ بِالرَّحْمَۃِ وَ الرَّأْفَۃِ، وَاَنَّ الْعِبَادَ اِذَا عَصَوْنِی حَوَّلْتُ قُلُوْبَھُمْ بِالسَّخْطَۃِ وَ النِّقْمَۃِ، فَسَامُوْھُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ، فَلَا تُشْغِلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَی الْمُلُوْکِ، وَ لٰکِنْ اَشْغِلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالذِّکْرِ وَ التَّضَرُّعِ کَیْ اَکْفِیَکُمْ. رَوَاہُ اَبُو نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ .

(مشکوٰۃ: ۳۲۳؛ رقم: ۳۷۲۱)

ترجمہ : حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہ (حدیث قدسی میں) ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں اللہ ہوں؛ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں؛ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ (یعنی میرے قبضۂ قدرت) میں ہے، جب میرے (زیادہ تر) بندے میری فرماں برداری کرتے ہیں، تو میں اُن کے حق میں (ظالم) بادشاہوں کے دلوں کو رحمت و شفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں، اور جب میرے (زیادہ تر) بندے میری نافرمانی کرنے لگتے ہیں، تو میں (عادل و نرم مزاج) بادشاہوں کے دلوں کو بھی ناراضگی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں، جس کے نتیجے میں

وہ اپنی رعایا کو سخت سزا دیتے ہیں، اِس لئے (ایسی صورت میں) تم لوگ اپنے آپ کو اِن بادشاہوں کے لئے بددعاء کرنے میں مشغول نہ کرو، بلکہ اپنے آپ کو میرے ذکر اور (میری بارگاہ میں) گڑگڑانے میں لگاؤ؛ تاکہ میں تمہیں اِن (ظالم) بادشاہوں کے شر سے بچاؤں۔ (ابونعیم)

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: رعایا کے ساتھ حکمرانوں کے برتاؤ کا تعلق لوگوں کے اعمال و کردار سے ہوتا ہے، اگر زیادہ تر لوگ اللہ جل شانہ کے فرماں بردار ہوتے ہیں، اُن کے اعمال و معاملات شریعت کے مطابق اور صحیح ہوتے ہیں؛ تو ظالم حکمراں بھی اُن کے حق میں عادل، مہربان، اور نرم مزاج اور شفیق ہوجاتے ہیں، اور اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوجاتے ہیں، اُن کے اعمال و معاملات عام طور پر شریعت کے خلاف اور خراب ہوجاتے ہیں؛ تو پھر عادل اور نرم مزاج حکمراں بھی اُن پر ناراض اور سخت گیر ہوجاتا ہے، اور رعایا کو طرح طرح کی سزائیں دیتا ہے، لیکن چونکہ حکمرانوں کے قلوب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے، وہ جدھر چاہے، اُس کو پھیرتا ہے، اِس لئے اُس کے ظلم وستم اور ناانصافی پر اُن کے لئے بددعاء کرنے کے بجائے اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے، اپنے اعمال و معاملات کو سدھارنے کا اہتمام کرتے ہوئے، اپنی پچھلی کوتاہیوں پر ندامت اور توبہ واستغفار کیا جائے، ذکر وعبادت کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ سے گڑگڑا کر دعاء وفریاد کی جائے، تاکہ مولائے کریم رحم فرما کر ظالم حکمرانوں کے دل کو عدل وانصاف اور شفقت ونرمی کی طرف پھیر دے۔

قتلِ ناحق سنگین جرم ہے

خونِ ناحق رحمتِ خداوندی سے محرومی کا سبب ہے

[۱۶۰] (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

(بخاری: ۲/۱۰۱۴؛ رقم: ۶۸۶۲، شعب الایمان: ۴/۳۴۴؛ رقم: ۵۳۳۸، مشکوٰۃ: ۲۹۹؛ رقم: ۳۴۴۷)

وَ فِي رِوَايَةٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا؛ فَإِذَا اَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ. (ابوداؤد: ۲/۵۸۷؛ رقم: ۴۲۷۰، مشکوٰۃ: ۳۰۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: مومن ہمیشہ دینی کشادگی میں رہتا ہے، (یعنی انشراحِ صدر کے ساتھ دین کے کام کرتا رہتا ہے) جب تک کہ: ناحق کسی کا خون نہیں بہاتا ہے۔

(بخاری، شعب الایمان)

ایک حدیث میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمان اُس وقت تک نیکی کی طرف بڑھتا رہتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق اداء کرتا رہتا ہے) جب تک کہ: وہ کسی کا ناحق خون نہیں بہاتا (کسی کو بے قصور قتل نہیں کرتا) اور جب ناحق کسی کا خون بہاتا (اور اُس کو مار ڈالتا ہے) تو وہ تھک جاتا ہے (اور نیک کام کی توفیق اُس سے چھین لی جاتی ہے)۔ (ابوداؤد)

ف:- یوں تو ہر گناہ انسان کی دینی اور اخلاقی زندگی کے زوال کا ذریعہ، اور غضب خداوندی کا باعث ہوتا ہے، مگر بے قصوروں کا قتل اتنا سنگین جرم ہے کہ: جب تک آدمی خون ناحق سے بچا رہتا ہے، رحمت خداوندی اُس کے ساتھ رہتی ہے، وہ مغفرت الٰہی کی وسعت کا امیدوار ہوتا ہے، اور اللہ کی طرف سے اُس کو برابر نیکی اور بھلائی کی توفیق ملتی رہتی ہے، لیکن جب وہ کسی کو ناحق قتل کر دیتا ہے تو اُس کا دل اُس کی نحوست سے سیاہ ہو جاتا ہے، اور اُس سے خیر و بھلائی کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ (اللھم احفظنا منہ)

مومن کی جان دنیا سے زیادہ قیمتی ہے

[۱۶۱] (۲) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ سَفْكِ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ". (شعب الایمان: ۳۴۵/۴؛ رقم: ۵۳۴۵، ابن ماجہ: ۱۸۸؛ رقم: ۲۶۱۹)

وَ فِي رِوَايَةٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: " لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ"

(ترمذی رشیدیہ: ۱۶۷/۱؛ رقم: ۱۳۹۵، نسائی: ۱۶۲/۲؛ رقم: ۳۹۹۲، مشکوٰۃ: ۳۰۰؛ رقم: ۳۴۶۲)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: پوری دنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک کسی مسلمان کے ناحق قتل سے ہلکی ہے (یعنی مسلمان کا قتل اتنا بھاری گناہ ہے کہ: اُس سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے)۔ (شعب الایمان، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی)

ف:- حق تعالیٰ شانہ نے پوری کائنات: زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، جمادات ونباتات وغیرہ سب کچھ مسلمانوں کے لئے پیدا کی ہیں، تاکہ اہل ایمان رب کائنات کی بندگی کریں، اور دنیا کی چیزوں کو دیکھ کر حق تعالیٰ شانہ کی معرفت حاصل کریں، اور اُس کی قدرت کا یقین رکھیں، لہٰذا جس نے کسی مسلمان کو- جس کے لئے پوری دنیا پیدا کی گئی ہے- ناحق مار ڈالا تو گویا اُس نے پوری دنیا کو ختم کر دیا، قرآن کریم میں اِسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے: ''وَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا''. (المائدہ: ۳۲) (جو کوئی کسی کو قتل کرے، جب کہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لئے ہو؛ نہ زمین پر کسی کے فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا) آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ: ایک شخص کے خلاف قتل کا جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے، کیونکہ کوئی شخص کسی کو ناحق قتل اُسی وقت کرتا ہے، جب اُس کے دل سے انسان کے احترام کا احساس مٹ جاتا ہے، ایسی صورت میں اگر اُس کے فائدہ یا طبیعت یا انا اور دشمنی کا تقاضا ہوگا؛ تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے نہیں چوکے گا، اِس طرح پوری انسانیت اُس کی مجرمانہ ذہنیت کی زد میں رہے گی، اور جب اِس ذہنیت کا چلن عام ہو جائے گا، تو تمام انسان غیر محفوظ ہو جائیں گے، اِس لئے چاہیے جس کو بھی ناحق قتل کیا گیا ہو، تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ: یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے، اور اِس کی روک تھام میں سب کو کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں مقتول کی فریاد

[۱۶۲] (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: یَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ نَاصِیَتُہُ وَ رَأْسُہُ بِیَدِہٖ، وَ اَوْدَاجُہُ تَشْخَبُ دَمًا، یَقُوْلُ: یَا رَبِّ! قَتَلَنِیْ حَتّٰی یُدْنِیَہُ مِنَ الْعَرْشِ.

(ترمذی فی التفسیر: ۲/۱۲۷؛رقم:۳۰۲۹ ، نسائی: ۲/۱۶۳؛رقم:۳۹۹۹،ابن ماجہ: ۱۸۸؛رقم:۲۶۲۱،مشکوٰۃ:۳۰۰؛ رقم: ۳۴۶۵)

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَقُوْلُ: سَلْ ھٰذَا فِیْمَ قَتَلَنِیْ؟ فَیَقُوْلُ: قَتَلْتُہُ عَلٰی "مُلْکِ فُلَانٍ" قَالَ جُنْدُبٌ رضی اللہ عنہ: فَاتَّقِھَا.

(نسائی: ۲/۱۶۳؛ رقم: ۴۰۰۹، مشکوٰۃ: ۳۰۲؛ رقم:۳۴۸۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو اِس طرح پکڑ کر لائے گا کہ: قاتل کی پیشانی اور اُس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا، حال یہ ہوگا کہ: مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، اور وہ زبان سے کہہ رہا ہوگا کہ: پروردگار! اِس نے مجھے قتل کیا تھا (میری مدد فرما) یہاں تک کہ: مقتول اُس قاتل کو کھینچتا ہوا عرشِ الٰہی کے قریب تک لے آئے گا۔

(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: مجھ سے فلاں صحابی نے بیان کیا کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مقتول قیامت کے دن اپنے

قاتل کو اللہ جل شانہ کے حضور لے کر آئے گا، اور عرض کرے گا کہ: پروردگار! ذرا اِس سے پوچھئے کہ: مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ: فلاں کی حکومت کی خاطر قتل کیا تھا، (یہ ترجمہ مُلک بضم المیم کی صورت میں ہے، اگر مِلک بکسر المیم پڑھیں تو ترجمہ یہ ہوگا کہ: فلاں کی مملوکہ چیز کے سلسلے میں میرے اور اُن کے درمیان جھگڑا ہوا اِس لئے میں نے اُس کو قتل کر ڈالا تھا) پھر حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: (کسی کو قتل کرنے سے، یا کسی کی بے جا مدد کرنے سے، یا کسی اور کی چیز کے سلسلے میں ایسی لڑائی سے کہ: قتل کی نوبت آجائے) بچنے کا اہتمام کرو۔ (نسائی)

دوسری حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: اپنی یا کسی اور کی دنیا کے خاطر کسی کو قتل کرنے سے بچنے کا بے حد اہتمام کرنا چاہئے، ورنہ قیامت کے دن کوئی جواب نہیں بن پائے گا، اور قتل کی سزا قاتل ہی کو بھگتنی پڑے گی، وہاں کوئی فلاں کام نہیں آئے گا۔

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: مقتول قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ سے اپنا پورا حق مانگے گا، اور اللہ جل شانہ اپنے عدل و انصاف کے ذریعے اُس کو مطمئن اور خوش کر دے گا۔

شارح مشکوٰۃ المصابیح علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے قتل یا بے جا مدد یا قتل تک پہنچانے والی لڑائی سے بچنے کی تاکید ایک ایسے شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمائی؛ جو اِن چیزوں کا ارادہ رکھتے تھے، اور اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے دلیل کے طور پر یہ حدیث سنا کر فرمایا کہ: جب یہ حدیث سن لی تو اب قتل سے بچنے کا بے حد اہتمام کرو۔ واللہ اعلم۔ (مرقاۃ فیصل: ۳۶/۷)

تمام شرکائے قتل کو عذاب ہوگا

[۱۶۳] (۴) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ”لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَ اَهْلَ الْاَرْضِ اِشْتَرَكُوْا فِی دَمِ مُؤْمِنٍ، لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ“.

(ترمذی: ۱/۱۶۹؛رقم:۱۳۹۸، مشکوٰۃ: ۳۰۰؛رقم: ۳۴۶۴)

وَ فِی رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُتِلَ بِالْمَدِیْنَةِ قَتِیْلٌ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ لَمْ یُعْلَمْ مَنْ قَتَلَهُ، فَصَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ الْمِنبَرَ، فَقَالَ: ” اَیُّهَا النَّاسُ! قُتِلَ قَتِیْلٌ وَ اَنَا فِیْكُمْ وَ لَا یُعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ؟ لَوِ اجْتَمَعَ اَهْلُ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ عَلٰی قَتْلِ امْرِئٍ؛ لَعَذَّبَهُمُ اللّٰهُ، اِلَّا اَنْ یَّفْعَلَ مَا یَشَاءُ“. (شعب الایمان: ۴/۳۴۷؛رقم: ۵۳۵۱)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر بالفرض (خدانخواستہ) آسمان وزمین والے سب کے سب کسی مومن کے قتل میں شریک ہوں، تو اللہ جل شانہ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ایک شخص مارا گیا، جس کے قاتل کا کچھ پتہ نہیں چل سکا، تو آپ ﷺ نے منبر پر سے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: لوگو! میرے ہوتے ہوئے ایک شخص مارا جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے؟ (کس قدر افسوس اور تعجب

کی بات ہے، سنو!) اگر بالفرض (خدانخواستہ) آسمان وزمین والے سب کے سب مل کر کسی مومن کو قتل کرڈالیں، تو اللہ سب کو سزا دیگا؛ ہاں اگر اللہ کچھ اور کرنا چاہیں (کہ اپنی طرف سے بدلا دے کر مقتول کو راضی کرلیں اور قاتلوں کو بخش دیں) تو پھر الگ بات ہے۔ (شعب الایمان)

قتلِ ناحق، قاتل کو جنت میں جانے سے روک دے گا

[۱۶۴] (۵) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ؛ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اَنْ يُّهْرِيْقَهُ كَاَنَّمَا يَذْبَحُ بِهِ دَجَاجَةً، كُلَّمَا تَعْرِضُ لِبَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ حَالَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ اِلَّا طَيِّبًا؛ فَاِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهُ".

(شعب الایمان: ۳۴۷/۴؛ رقم: ۵۳۵۰)

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو شخص ایسا کرسکتا ہو کہ: اُس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر خون آڑے نہ آئے، جو کسی مسلمان کا اِس طرح (ناحق) خون بہانے سے ہاتھ میں لگا ہو کہ: گویا اُس نے اُس کو مرغی کی طرح ذبح کیا ہو؛ تو ایسا کرگزرنے کی وجہ سے جب بھی وہ جنت کے کسی دروازے پر (داخل ہونے کے ارادے سے) پہنچے گا، تو خود اللہ جل شانہ اُس کے اور جنت کے درمیان آڑ بن جائیں گے (یعنی اللہ جل شانہ اُس کو جنت میں جانے سے روک دیں گے) اور جو شخص ایسا کرسکتا ہو کہ: اُس کے پیٹ

میں پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ جائے تو ایسا کر گزرے، کیونکہ قبر میں سب سے پہلے انسان کا پیٹ ہی سڑے گا۔ (شعب الایمان)

ف:- محمد بن عَجْلان مدنیؒ کہتے ہیں کہ: میں اسکندریہ میں تھا، وہاں اللہ سے ڈرنے والا ایک ولی صفت شخص تھا، اُس کی موت کا وقت قریب ہوا، اور سکرات شروع ہوئی، تو ہم نے اُس کو تسبیح، تحمید، اور کلمہ کی تلقین شروع کی، وہ ہماری تلقین پر ''سبحان اللہ، الحمدللہ'' تو اپنی زبان سے دہراتا تھا، لیکن جب ہم ''لا الہ الا اللہ'' کہتے، تو وہ نہیں کہہ پاتا تھا، ہم نے عرض کیا کہ: اے شیخ! ہم لوگ تو آپ کو اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والا سمجھتے ہیں، پھر کیا بات ہے کہ: آپ ہماری تلقین پر ''سبحان اللہ؛ الحمدللہ'' تو کہتے ہیں، مگر ''لا الہ الا اللہ'' نہیں کہہ پاتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: بات یہ ہے کہ: میں نے جوانی میں ایک شخص کو (ناحق) قتل کر دیا تھا، تو میری تمام تر نیکی اور عبادت کے باوجود، اُس قتل کی نحوست مجھے اِس وقت ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے سے روک دیتی ہے۔ (شعب لایمان:۴/۳۵۰؛رقم:۵۳۶۱)

قاتل کے لئے سزا اور مددگار کے لئے قید ہے

[۱۶۵] (٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:'' اِذَا اَمْسَکَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَ قَتَلَہُ الْآخَرُ، یُقْتَلُ الَّذِی قَتَلَ، وَ یُحْبَسُ الَّذِی اَمْسَکَ''. (دار قطنی:۳/۱۴۰؛رقم:۱۶۷،مشکوٰۃ:۳۰۲؛رقم: ۳۴۸۵)

ترجمہ : حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اگر ایک شخص نے کسی کو پکڑا اور دوسرے نے اُس کو قتل

کیا، تو (اسلامی حکومت میں امن قائم رکھنے کی خاطر) قاتل کو قتل کیا جائے گا، اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔

ف:- حدیث پاک کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ: جس طرح ایک شخص کسی عورت کو پکڑے، اور دوسرا شخص اُس سے زنا کرے، تو اسلامی حکومت میں حد صرف زانی پر جاری کی جاتی ہے، پکڑنے والے پر حد جاری نہیں کی جاتی ہے، اِسی طرح مقتول کو پکڑنے والے کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، اُس کو تعزیر کے طور پر صرف قید کیا جائے گا، اور قید کی مدت حاکم وقاضی جو مناسب سمجھیں گے اپنی رائے سے طے کریں گے۔

قاتل کی ذراسی مدد بھی رحمت سے محرومی کا ذریعہ ہے

[۱۶۶] (۷) **عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ کَلِمَةٍ؛ لَقِیَ اللّٰهَ، مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ آئِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ".** (ابن ماجه: ۱۸۸؛ رقم: ۲۶۲۰، مشکوٰة: ۳۰۲؛ رقم: ۳۴۸۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص نے آدھا جملہ کہہ کر بھی کسی مومن کے قتل میں مدد کی (مثلاً: "مارو" کے بجائے صرف "ما" کہا) تو وہ اللہ جل شانہ سے اِس حال میں ملے گا کہ: اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ماتھے پر) لکھا ہوگا کہ: یہ شخص اللہ کی رحمت سے ناامید (محروم) ہے۔ (ابن ماجہ)

ف:- کسی مسلمان کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ: گویا اِس حدیث میں اُس کو اشارۃً کفر کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ رحمت خداوندی سے محرومی صرف کافر کے لئے

ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ” اِنَّـهٗ لَا يَـايْـئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ “ (یوسف:۸۷) (یقین جانو؛ کہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں) اور ماتھے پر ” اللہ کی رحمت سے ناامید “ لکھا ہوا ہونا اِس بات کی نشانی ہے کہ: یہ شخص خلائق کے درمیان رسوا ہوگا، یہ اُس شخص کے لئے سخت وعید ہے جس نے قتل مؤمن میں ذرا سی بھی مدد کی ہو، یا پھر یہ اُس شخص کے لئے سخت وعید ہے جو قتل مؤمن کے سلسلے میں مدد کرنے کو حلال سمجھتا ہو۔

تر کِ تعلق کا بیان

تین دِن سے زیادہ بات چیت بند کرنا جائز نہیں

[۱۶۷] (۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

(ترمذی واللفظ له: ۲/ ۱۵؛ رقم:۱۹۳۵، بخاری: ۲/۸۹۶؛ رقم: ۶۰۶۵، مسلم: ۲/۳۱۶؛ رقم: (۲۳–۲۵۵۹)، ابن ماجه: ۲/۲۷۳؛ رقم: ۳۸۴۹، موطا مالک: ۳۶۵؛ رقم: ۱۷۲۹، شعب الایمان: ۵/۲۶۸؛ رقم: ۶۶۱۶، ترغیب: ۳/۳۰۴)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم لوگ آپس میں کسی سے رشتہ اور دوستی نہ توڑو! نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو! نہ آپس میں کسی سے بغض رکھو! (اِس طرح کہ: دشمنی پیدا کرنے والے اسباب سے بچو!) نہ آپس میں کسی سے جلن رکھو! (بلکہ) سب کے سب اللہ کے بندے اور

بھائی بھائی بن کر رہو! کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ: وہ اپنے بھائی (نسبی رشتہ دار یا دوست) سے تین دِن سے زیادہ بات چیت چھوڑ دے۔ (بخاری، مسلم)

ٹوٹے ہوئے تعلق بحال کرنے میں پہل کرنے کی فضیلت

[۱۶۸] (۲) عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَاِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلٰى صِرَامِهِمَا، وَ اَوَّلُهُمَا فَيْئًا يَكُوْنُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةً لَهُ، وَ اِنْ سَلَّمَ فَلَمْ يَقْبَلْ وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ وَرَدَّ عَلَى الْاٰخَرِ الشَّيْطَانُ، فَاِنْ مَاتَا عَلٰى صِرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيْعًا اَبَدًا. (مسند احمد: ۴/ ۲۰، شعب الایمان: ۵/ ۲۶۹؛ رقم: ۶۶۲۰، ترغیب: ۳/ ۳۰۵، مشکوٰۃ: ۴۲۸؛ رقم: ۵۰۳۷)

ترجمہ : حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ: دوسرے مسلمان سے تین دِن سے زیادہ بات چیت بند کر لے، کیونکہ جب تک دونوں تعلق توڑے رکھیں گے حق (یعنی صحیح راستے) سے ہٹے رہیں گے، اور دونوں میں سے جو بھی تعلق جوڑنے میں پہل کرے گا یہ پہل کرنا اُس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوگا (ایک روایت میں ہے کہ: دونوں میں بہتر وہ شخص ہوگا جو سلام میں پہل کرے) اور اگر ایک نے پہل کر کے دوسرے کو سلام کیا مگر دوسرے نے اُس کا سلام قبول نہیں کیا اور جواب نہیں دیا، تو فرشتے اُس کے سلام کا جواب دیں گے، اور دوسرے کو شیطان جواب

دے گا (یعنی اُس پر شیطان مسلط ہوجائے گا،) اور اگر دونوں اِسی طرح ترکِ تعلق کے ساتھ دُنیا سے چلے گئے، تو دونوں میں سے کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ (ایک روایت میں ہے کہ: اگر ایک نے پہل کرتے ہوئے دوسرے کو سلام کیا، اور اُس دوسرے نے سلام کا جواب دیا تو دونوں (تعلق جوڑنے کے) ثواب میں برابر کے شریک ہوں گے، اور اگر دوسرے نے سلام کا جواب نہیں دیا تو سلام کرنے والا تعلق توڑنے کے گناہ سے پاک ہوگیا، اب (تعلق توڑنے کا) سارا گناہ اُس دوسرے شخص کو ہوگا جس نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (مسند احمد، شعب الایمان)

سال بھر تک ترکِ سلام وکلام کی وعید

[١٦٩] (٣) عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ حَدْرَدِبْنِ اَبِیْ حَدْرَدِ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْـہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ سَنَۃً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ". (ابوداؤد: ٢/٦٧٣؛ رقم: ٤٩٠٧، شعب الایمان: ٥/٢٧٣؛ رقم: ٦٦٣١، ترغیب: ٣/٣٠٦، مشکوۃ: ٤٢٨)

وَعَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَھُوَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنْ یَّتَدَارَکَہُ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ. رَوَاہ الطَّبْرَانِیُّ وَرُوَاتُہٗ رُوَاۃُ الصَّحِیْحِ. (ترغیب: ٣/٣٠٦)

ترجمہ: حضرت ابوخِراش حَدْرَدْ بن ابی حَدْرَدْ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اُنھوں نے حضورِ اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جس نے اپنے بھائی (یعنی کسی مسلمان) سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا بات چیت نہیں کی، تو یہ

اُس کا خون بہانے جیسا ہے (یعنی طویل مدت تک ملاقات اور سلام کلام بند رکھنے کا گناہ، اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ایک جیسا ہی ہے)، دوسری حدیث میں حضرت فضالہ بن عُبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے اپنے بھائی (یعنی کسی مسلمان رشتے دار یا دوست) سے تین دِن سے زیادہ ملنا جلنا اور سلام کلام بند رکھا، پھر وہ (اُسی حالت میں بغیر توبہ کئے مر گیا تو) جہنم کی آگ میں جائے گا، البتہ اگر اللہ جل شانہٗ کی رحمت شاملِ حال ہو جائے تو اور بات ہے۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

آپسی دُشمنی والوں کی مغفرت صلح پر موقوف

[۱۷۰] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَاثْنَيْنِ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا امْرَءً كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اُرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اُرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا".

(مسلم و اللفظ لہ: ۳/۱۷ ۳؛ رقم: ۲۵۶۵، ابوداؤد: ۲/ ۶۷۳؛ رقم: ۴۹۰۸، ترمذی: ۲/ ۲۳؛ رقم: ۲۰۲۳، موطا مالک: ۳۶۵؛ رقم: ۱۷۳۲، مسند احمد: ۲/ ۶۷۳، شعب الایمان: ۵/ ۲۷۱؛ رقم: ۶۶۲۶، ترغیب: ۳/ ۳۰۶، مشکوٰۃ: ۴۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: ہر پیر اور جمعرات کو (دربارِ اِلٰہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، تو اللہ جل شانہٗ ہر اُس شخص کی مغفرت فرماتے ہیں، جو اللہ کے ساتھ کسی طرح کا

شرک نہیں کرتا، سوائے اُن دو آدمی کے جن کے مابین دُشمنی (یعنی ترکِ تعلق) ہوتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ: ابھی اِن کی بخشش نہ کرو جب تک دونوں صلح نہ کرلیں، ابھی اِن کی بخشش نہ کرو جب تک دونوں صلح نہ کرلیں۔ (مسلم، ابوداوٗد، ترمذی)

سلام کلام ترک کرنے والا کامل مؤمن نہیں رہتا

[۱۷۱] (۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَايَتَهَاجَرُ الرَّجُلَانِ قَدْ دَخَلَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا خَرَجَ اَحَدُهُمَا مِنْهُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَاخَرَجَ مِنْهُ، (يَعْنِي الظَّالِمَ مِنْهُمَا كَمَا فِيْ رِوَايَةٍ) وَرُجُوْعُهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَيُسَلِّمَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مَوْقُوْفًا بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَى الْبَزَّارُ (مرفوعاً) وَرُوَاتُهٗ رُوَاةُ الصَّحِيْحِ. (ترغیب: ۳/۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب وہ دو شخص جو مسلمان ہیں آپس میں سلام کلام (بلا ضرورتِ شرعی) بند کرلیتے ہیں، تو اُن میں سے ایک (جو ظالم ہے کہ اُس کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے) وہ اسلام سے نکل جاتا ہے (یعنی وہ اِس ترکِ تعلق کی بنا پر کامل مؤمن نہیں رہتا) یہاں تک کہ وہ قطعِ تعلق سے باز آجائے، باز آنے کی شکل یہ ہے کہ اپنے جس تعلق والے سے سلام کلام بند کیا ہے اُس کو جاکر سلام کرلے۔ (طبرانی، مسند بزار)

تین آدمی کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی

[۱۷۲] (۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوْسِهِمْ شِبْرًا: رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ

كَـارِهُوْنَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْـهَا سَاخِطٌ وَاَخَـوَانِ مُتَصَارِمَانِ" رَوَاهُ ابْـنُ مَاجَه وَاللَّفْظُ لَهٗ، وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ:" ثَلَاثَةٌ لَايَقْبَلُ اللّٰهُ لَهُمْ صَلَاةً فَذَكَرَ نَحْوَهٗ .

(ابن ماجه: ۱/ ۶۹؛رقم: ۹۷۱، ترغيب: ۳/ ۳۰۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تین آدمی کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (یعنی حق تعالیٰ شانہٗ اُن کی نمازیں قبول نہیں فرماتے): (۱) ایک وہ شخص جو کسی جگہ امامت کرائے حالانکہ مقتدی (اس کی بدعت، فسق، جہالت یا اور کسی شرعی خرابی کی بنا پر) اُس کی امامت کو پسند نہ کرتے ہوں (بشرطیکہ زیادہ تر مقتدی نالاں ہوں اور اُن میں علماء بھی ہوں، لہٰذا اگر صرف عوام نالاں ہوں اور علماء خوش ہوں تو چاہے اُن کی تعداد کتنی ہی کم ہو حتیٰ کہ اگر وہاں ایک ہی عالم ہو اور وہ خوش ہو، تو پھر عوام کی ناراضگی کا اعتبار نہیں ہوگا اور اُس کی امامت بلا کراہت درست ہوگی۔ مرقاۃ:۳/۱۷۹) (۲) وہ عورت جو رات اس حال میں گذارے کہ اُس کا شوہر (اسکی بد خلقی، بے ادبی اور بات نہ ماننے کی بنا پر) اس سے ناراض ہو (لیکن اگر عورت کے جرم وقصور کے بغیر شوہر ناراض ہو تو پھر عورت قصور وار نہیں ہوگی بلکہ اب معاملہ برعکس ہوگا۔ مرقاۃ:۳/۱۷۹) (۳) دو مسلمان بھائی جنہوں نے (کسی ذاتی رنجش کی بنا پر) آپس میں ملنا جلنا اور سلام کلام بند کر رکھا ہو (یہاں تک کہ دونوں اپنا سابقہ تعلق بحال کرلیں)۔

(ابن ماجہ، ابن حبان)

بخل کی مذمت

بخیل جنت میں نہیں جائے گا

[۱۷۳] (۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ ، وَلَا مَنَّانٌ، وَلَا بَخِیْلٌ .

(ترمذی والـلفظ لہ: ۲ /۱۸؛ رقم:۱۹۶۳ ،مسند احمد: ۱ /۷،شعب الایمان: ۷/۴۳۱ ؛ رقم:۱۰۸۶۲ ،ترغیب:۳/۲۵۸ ،مشکوۃ: ۱۶۵)

ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مکار اور بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی، بیہقی)

ف :- خَبٌّ : کے معنی ہے مکّار اور مکّار سے مراد ایسا دغا باز ہے جو دھوکا اور دغا بازی کے ذریعہ لوگوں کے تعلقات خراب کرے اُن کے درمیان تلخی اور بگاڑ پیدا کرے۔ مَنَّانٌ : کے ایک معنی ہے: اللہ کو خوش کرنے کے ارادے سے کسی کو کچھ دینا پھر بعد میں احسان جتانا، اِس سے پورا ثواب چلا جاتا ہے، دوسرا معنی ہے کاٹنے والا یعنی ایسا شخص جو اپنے رشتے داروں سے تعلقات توڑ لے، اور عام مسلمانوں سے محبت و مروت کا برتاؤ نہ کرے۔ بخیل: سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے مال پر عائد ہونے والا حقِ واجب بھی ادا نہ کرے۔ جب تک آدمی اِن تینوں برائیوں سے پاک نہ ہو جائے جنت میں نہیں جائے گا، پاک ہونے کی شکل یہ ہے کہ دُنیا میں ہی اِن برائیوں سے توبہ کرلے یا آخرت میں حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے، ورنہ پھر اِن گناہوں کے بقدر جہنم میں سزا بھگت لے۔ نعوذ باللہ منہا۔

بخیل جنت سے دور جہنم سے قریب

[۱۷۴] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ''اَلسَّخِیُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ، قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ، قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ، بَعِيْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ، بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ، وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ''.

(ترمذی: ۱۸/۲؛ رقم: ۱۹۶۱، شعب الایمان: ۴۲۸/۷؛ رقم: ۱۰۸۴۸، ترغیب: ۲۵۸/۳، مشکوٰۃ: ۱۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: سخی اللہ (کی رحمت) سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے جہنم سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ (کی رحمت) سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جہنم سے قریب ہے۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی، شعب الایمان)

ف:- سخی وہ شخص ہے جو اپنے مولیٰ جل شانہٗ کو خوش کرنے کے لئے اپنا مال اللہ کے بندوں پر خرچ کرتا ہے، تو چونکہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس لئے اُن پر خرچ کرنے سے حق تعالیٰ شانہٗ خوش ہوتے ہیں، اور اُس کو اپنی رحمت سے اپنے قرب خاص کی دولت سے نوازتے ہیں، یا پھر اللہ سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: سخی اللہ کی صفت کرم کو اپناتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے قرب سے نوازتے ہیں، جنت سے نزدیک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: سخی حق تعالیٰ کی طرف سے واجب کردہ حقوق میں مال صرف کرتا ہے، جو اُس کے لئے حسن عاقبت کا ذریعہ اور جنت سے قریب ہونے کا

باعث ہے، لوگوں سے اس لئے قریب ہوتا ہے کہ: سخی آدمی ایسے ناداروں کو اپنے مال سے راحت پہنچاتا ہے جن کی طرف لوگوں کی ایسی خیر خواہانہ توجہ کم رہتی ہے، تو گویا وہی لوگ حقیقت میں انسان ہیں، یا پھر اس لئے کہ ہر خاص و عام کو اُس کی سخاوت سے فائدہ پہنچتا ہے، یا پھر اس لئے کہ: سخی شخص عادل بادشاہ کی طرح ہر دلعزیز ہوتا ہے، چاہے اُس کی سخاوت سے کسی کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے، ہر آدمی اُس سے محبت کرتا ہے، اور سخی جہنم سے اِس لئے دور ہوتا ہے کہ: وہ حرام کو ہاتھ نہیں لگاتا، اور جو حلال مال اُس کے پاس ہوتا ہے اسکو صرف خیر کے کاموں میں ہی خرچ کرتا ہے، ورنہ تو اُس کا شمار بھی اسراف کرنے والوں میں ہونے لگے گا اِسی لئے کہا گیا ہے'' لَاخَیْرَ فِیْ سَرَفٍ وَلَاسَرَفَ فِیْ خَیْرٍ '' (فضول خرچی میں خیر نہیں اور اچھے کاموں میں خرچ کرنا فضول خرچی نہیں)

اور بخیل سے مراد وہ شخص ہے، جو حقوق واجبہ میں بھی مال خرچ نہ کرتا ہو۔ ایسا شخص ظاہر ہے کہ اللہ سے، جنت سے اور لوگوں سے دور رہے گا اور جہنم سے قریب ہوگا۔

جاہل سخی سے مراد ایسا شخص ہے: جو حقوق واجبہ کو پورے طور پر ادا کرتا ہو، مگر نوافل میں زیادہ وقت نہ لگا پاتا ہو، اِس کے محبوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: اُس کے دِل میں دُنیا کی محبت نہیں ہے جو عبادتوں کی جڑ ہے، اس کو جاہل اس لئے کہا گیا کہ: وہ ضروریات دین کے علاوہ چیزوں سے واقف نہیں ہے۔

اور عابد بخیل سے مراد وہ شخص ہے: جو کثیر النوافل ہو مگر فرائضِ شرعیہ اور حقوق واجبہ میں کوتاہی کا مرتکب ہو، اور یہ واضح بات ہے کہ: جو شخص فرائض کا پابند اور نوافل کا تارک ہو، وہ اُس شخص سے افضل ہے، جو نوافل کی کثرت رکھتا ہو، اور فرائض کا تارک ہو مگر کیا کیا جائے آج اکثر لوگ اِس بیماری میں مبتلا ہیں، اِسی لئے بعض عارفین نے کہا ہے: ''اِنَّمَا

حُرِمُوْا الْوُصُوْلَ بِتَضْيِيْعِ الْاُصُوْلِ" اصول کو پامال کرنے (یعنی فرائض میں کوتاہی) کی بنا پر ہی لوگ وصول الی اللہ کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔ (ماخوذ از مرقاۃ فیصل: ۴/ ۳۲۳)

بخل اور بد خلقی مومن میں جمع نہیں ہوتیں

[۱۷۵] (۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " خَصْلَتَانِ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ: اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ".

(ترمذی: ۲/ ۱۸؛ رقم: ۱۹۶۲، شعب الایمان: ۷/ ۴۲۴؛ رقم: ۱۰۸۳۰، ترغیب: ۳/ ۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: دو (بُری) خصلتیں ایسی ہیں کہ: وہ مومن میں کامل طور پر جمع نہیں ہوتیں: ایک بخل، دوسری بد خلقی (یعنی چڑ چڑا پن)۔ (ترمذی، شعب الایمان)

بخیل اللہ جل شانہٗ کا دُشمن ہے

[۱۷۶] (۴) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: " ثَلَاثَۃٌ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ، وَثَلَاثَۃٌ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ" فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ: "وَیُبْغِضُ الشَّیْخَ الزَّانِیَ، وَالْبَخِیْلَ، وَالْمُتَکَبِّرَ" رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ. (ترغیب: ۳/ ۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ تین شخص کو محبوب رکھتے ہیں، اور تین شخص سے دُشمنی رکھتے ہیں، پھر لمبی حدیث بیان کر کے اخیر میں فرمایا کہ: اور اللہ جل شانہٗ جن تین شخصوں سے دُشمنی رکھتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) بڑھاپے میں زنا کرنے والا (۲)

بخیل (۳) تکبر کرنے والا۔ (صحیح ابن حبان)

انسان کے اندر پائی جانے والی دو سخت بُری خصلتیں

[۱۷۷] (۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "شَرُّ مَا فِیْ رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ، وَجُبْنٌ خَالِعٌ". (ابو داؤد: ۲/۳۴۰؛ رقم: ۲۵۰۸، شعب الایمان: ۷/۴۲۴؛ رقم: ۱۰۸۳۱، ترغیب: ۳/۲۵۷، مشکوٰۃ: ۱۶۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: انسان میں دو خصلتیں سب سے بُری ہیں: (۱) انتہائی درجہ کا بخل (۲) انتہائی درجہ کی بزدلی۔ (ابوداؤد، شعب الایمان)

کسی کے دِل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوتے

[۱۷۸] (۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَ اِيْمَانٌ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَداً". رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَاللَّفْظُ لَهٗ. (نسائی: ۲/۵۴؛ رقم: ۳۱۱۰، شعب الایمان: ۷/۴۲۳؛ رقم: ۱۰۸۲۸، ترغیب: ۳/۲۵۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ کے راستے کی گرد وغبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوگا (یعنی اللہ کے راستے میں چلنے والا جہنم میں نہیں جائے گا) اور اعلیٰ درجہ کا بخل اور (کامل) ایمان کسی بندے کے دِل میں جمع نہیں ہوگا۔ (نسائی، حاکم، شعب الایمان)

سخاوت کی فضیلت

حکام اچھے اور مالدار لوگ سخی ہوں تو زندگی بہتر ہے

[١٧٩] (١) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ خِيَارَکُمْ، وَاَغْنِيَآءُ کُمْ سُمَحَاءَ کُمْ، وَ اُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَيْنَکُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَتْ اُمَرَاءُ کُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِيَاءُ کُمْ بُخَلَاءَ کُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِ کُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَکُمْ مِنْ ظَهْرِهَا".

(ترمذی: ٢/ ٥١؛ رقم: ٢٢٦٦، ترغیب: ٣/ ٢٥٩، مشکوۃ: ٤٥٩)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب تمہارے حاکم تمہارے بہترین لوگ ہوں، اور تمہارے دولت مند لوگ سخی ہوں، اور تمہارے معاملات باہمی مشوروں سے انجام پاتے ہوں (یعنی مسلمان اپنے تمام معاملات اتحاد واتفاق کے ساتھ ایک رائے ہو کر طے کرتے ہوں) تو اُس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی ایسے مبارک زمانہ میں زندگی موت سے بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں کتاب وسنت پر عمل کرنا اور دین کی راہ پر چلنا آسان ہوگا اور حدیثِ پاک میں ہے کہ: وہ لوگ بہت خوش نصیب ہیں یعنی جنہیں حسنِ عمل کے ساتھ طویل زندگی ملی ہو) اور جب تمہارے حاکم بدترین لوگ ہوں (یعنی افسران فاسق وفاجر اور ظالم وجابر ہوں) اور تمہارے دولت مند لوگ بخیل ہوں، اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں، تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے لئے زمین کی

پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسے زمانے میں زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے؛ کیونکہ ایسے ماحول میں زندہ رہنے میں کچھ مزہ ہی نہیں)۔ (ترمذی)

ف :- حدیث پاک کے دوسرے حصے کا مقصد؛ حکمرانوں کے ظلم، مالداروں کے بخل، اور معاملات میں عورتوں کی دخل اندازی کی برائی بیان کرنا ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ: ایسے زمانے میں آدمی خودکشی کر کے اپنی جان دے ڈالے۔

اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں: اس جملہ کا حاصل یہ ہے کہ: جس معاشرہ میں انتظامی ذمّہ داریاں عورتوں کے حوالے کردی جاتی ہیں وہ معاشرہ کامیاب نہیں ہوتا، طرح طرح کے انتشار و فساد سے دوچار رہتا ہے کیونکہ عورتیں مردوں کے مقابلہ دین و عقل میں ناقص و کمزور ہونے کے باعث اِس طرح کی ذمّہ داریاں سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں ہیں اِسی لئے کہا گیا ہے: ''شَاوِرُوْهُنَّ وَخَالِفُوْهُنَّ'' کہ عورتوں سے مشورہ تو کرلیا کرو مگر عمل اُس کی رائے کے خلاف کرو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''خَالِفُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ فِيْ خِلَافِهِنَّ الْبَرَكَةَ''۔ (تذکرۃ الموضوعات: ۱۲۸)

عورتوں کے مشورے کے خلاف عمل کرو کیونکہ اُن کے خلاف میں برکت ہے، تاہم ہوشمند عورت سے مشورہ کرنے اور اُن کے مشورہ پر عمل میں کوئی حرج نہیں خود آپ ﷺ نے حدیبیہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کر کے اُن کے مشورہ پر عمل کیا ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات: ۱۲۸)

اسی طرح وہ مرد بھی عورتوں ہی کے حکم میں ہیں جن پر حب جاہ و حب مال کا ایسا غلبہ ہو کہ: اُنہیں پتہ ہی نہ چلے کہ: کیا چیز دین کو نقصان پہنچاتی ہے اور کس معاملہ کا کیا انجام ہوسکتا ہے، ایسے مرد بھی دین و عقل ہر اعتبار سے عورتوں ہی کی طرح کمزور

ہوتے ہیں، لہٰذا اُنہیں مقتدا بنا کر اپنے کام کی ذمّہ داری سونپ دینا بھی معاشرہ کو تباہی و بربادی سے دوچار کرنا ہے۔ یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ: حدیث پاک کے پہلے جزء میں یہ فرمایا گیا کہ: ’’تمہارے معاملات باہمی مشورے سے انجام پاتے ہوں‘‘ تو ظاہری اسلوب کا تقاضا تھا کہ دوسرے جزء میں یوں اِرشاد ہوتا کہ: ’’تمہارے معاملات باہمی اختلاف رائے کے شکار ہو جاتے ہوں‘‘ مگر اِس کے بجائے یوں فرمایا گیا کہ’’تمہارے معاملات کی ذمّہ داری عورتوں کے سپرد ہو‘‘ گویا اس تعبیر میں لطیف اِشارہ ہے کہ: باہمی اختلافات اور تنازعات عام طور پر عورتوں کی بات ماننے اور اُن کے مشورہ پر چلنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، مولائے کریم ہمیں صحیح سمجھ دے۔آمین! (مرقات فیصل:۹/۵۵۱،تحفۃ الاحوذی:۶/۴۴۹)

سخاوت سے دین میں صلاح کی شان آتی ہے

[۱۸۰] (۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ اسْتَخْلَصَ هٰذَا الدِّيْنَ لِنَفْسِهٖ، فَلَا يَصْلُحُ لِدِيْنِكُمْ اِلَّا السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، اَلَا فَزَيِّنُوْا دِيْنَكُمْ بِهِمَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَ الْاَصْبَهَانِیُّ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: جَاءَنِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اسْتَخْلَصَ هٰذَا الدِّيْنَ فَذَكَرَهٗ بِلَفْظِهٖ.

(شعب الایمان:۷/۴۳۲؛رقم:۱۰۸۶۴،ترغیب:۳/۲۶۰)

ترجمہ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ: اے محمد! اللہ جل شانہٗ نے اِس دین کو اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا ہے: اس لئے آپ

کے دین میں صلاح کی شان سخاوت اور حسنِ اخلاق کے بغیر حاصل نہیں ہوگی، لہٰذا اپنے دین کو سخاوت اور حسنِ اخلاق سے مزین کیجئے۔ (شعب الایمان)

حق تعالیٰ قوم کا بھلا چاہتے ہیں تو مال سخی لوگوں کو دیتے ہیں

[۱۸۱] (۳) عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ خَیْرًا وَلّٰی اَمْرَھُمُ الْحُکَمَاءَ، وَجَعَلَ الْمَالَ عِنْدَ السُّمَحَاءِ، وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ شَرًّا وَلّٰی اَمْرَھُمُ السُّفَھَاءَ، وَجَعَلَ الْمَالَ عِنْدَ الْبُخَلَاءِ " . رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ. (ترغیب: ۳/۲۵۹)

ترجمه: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ جب کسی قوم کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو حکومت کی باگ ڈور سمجھداروں کے سپرد کرتے ہیں، اور مال سخی لوگوں کو عطا فرماتے ہیں، اور جب کسی قوم کے ساتھ بُرائی کا اِرادہ فرماتے ہیں: تو حکومت کی باگ ڈور نا سمجھوں کے ہاتھ میں تھماتے ہیں اور مال بخیلوں کے قبضے میں دے دیتے ہیں۔ (ابوداؤد فی مراسیلہ)

ولی میں فطری سخاوت ہوتی ہے

[۱۸۲] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: " السَّخَاءُ خُلُقُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ " . رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ ابْنُ حِبَّانِ فِیْ کِتَابِ الثَّوَابِ. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَا جُبِلَ وَلِیٌّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا عَلَی السَّخَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ " رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ اَیْضًا. (ترغیب: ۳/۲۵۹)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: سخاوت حق تعالیٰ شانہٗ کے بہت اونچے اخلاق میں سے ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی ایسا نہیں ہوا جن میں اللہ نے دو عادتیں پیدا نہ کردی ہوں ایک سخاوت دوسری خوش اخلاقی۔ (ترغیب، ابن حبان)

سخی اِس اُمّت کا سردار ہے

[۱۸۳] (۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: ”کُنْتُ قَاعِداً مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلاً عَلَیْہِمْ ثِیَابُ السَّفَرِ، فَسَلَّمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ لِلّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: قَالُوْا: مَنِ السَّیِّدُ مِنَ الرِّجَالِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ !؟ قَالَ: ذَاکَ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ“. قَالُوْا: مَا فِیْ اُمَّتِکَ سَیِّدٌ ؟ قَالَ: ” بَلٰی رَجُلٌ اُعْطِیَ مَالًا حَلَالاً، وَرُزِقَ سَمَاحَۃً، وَاَدْنَی الْفَقِیْرَ، وَقَلَّتْ شِکَایَتُہٗ فِی النَّاسِ“. رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاللَّفْظُ لَہٗ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ.

(شعب الایمان: ۷/۴۴۰، رقم: ۱۰۸۹۸، ترغیب: ۳/۲۶۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ: اتنے میں تیرہ آدمی خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے، جو سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، سب نے آکر حضور اقدس ﷺ کو سلام کیا، پھر دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ! مردوں میں سردار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تو حضرت

یوسف علیہ السلام ہیں جو خود بھی نبی ہیں، نبی کے بیٹے ہیں، نبی کے پوتے ہیں اور نبی کے پڑپوتے ہیں، پھر پوچھا: کیا آپ کی اُمّت میں کوئی سردار نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیوں نہیں (ضرور ہے، میری اُمّت کا سردار) وہ شخص ہے جس کو حلال مال دیا گیا ہو، سخاوت کی خوبی سے نوازا گیا ہو، ناداروں کو (داد و دہش کے ذریعہ) قریب کرتا ہو، اور لوگوں میں (خوش خلقی کی بناپر) اس کی شکایت کم ہوتی ہو۔ (شعب الایمان)

جنت سخیوں کا گھر ہے

[۱۸۴] (۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَیْتًا یُقَالُ لَهٗ بَیْتُ السَّخَاءِ''. رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَاَبُو الشَّیْخِ فِیْ كِتَابِ الثَّوَابِ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ: '' اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِیَاءِ '' قَالَ الطَّبْرَانِیُّ: تَفَرَّدَ بِهٖ جَحْدَرُبْنُ عَبْدِ اللّٰہِ . (ترغیب: ۳/۲۶۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جنت میں ایک گھر ہے جس کو سخیوں کا گھر کہا جاتا ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ: جنت سخیوں کا گھر ہے۔

سخی کے گناہ سے چشم پوشی کا حکم

[۱۸۵] (۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: '' تَجَافَوْا عَنْ ذَنْبِ السَّخِیِّ فَاِنَّ اللّٰہَ آخِذٌ بِیَدِهٖ كُلَّمَا عَثَرَ '' رَوَاهُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَالْاَصْبَهَانِیُّ وَرَوَاهُ اَبُو الشَّیْخِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ .

(شعب الایمان: ۷/۴۳۳؛ رقم: ۱۰۸۶۷، ترغیب: ۳/۲۶۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: سخی آدمی کے گناہ سے چشم پوشی کرو کیونکہ جب اُس سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کا ہاتھ تھام لیتے ہیں (کہ: یا تو لغزش ہونے ہی نہیں دیتے یا پھر معاف کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (شعب الایمان)

باہمی اصلاح و بگاڑ کا بیان

باہمی دشمنی کا نقصان

[۱۸۶] (۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَۃِ الصِّیَامِ وَالصَّلَاۃِ وَالصَّدَقَۃِ "؟ قَالُوْا : بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: " اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ، فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَۃُ ". وَ فِی التِّرْمِذِیِّ؛ وَ یُرْوٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: "ھِیَ الْحَالِقَۃُ، لَا اَقُوْلُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ.

(ابو داؤد: ۲/ ۶۷۳؛ رقم: ۴۹۱۱، ترمذی: ۲/ ۷۴؛ رقم: ۲۵۰۹، مسند احمد: ۶/ ۴۴۴، مؤطا مالک: ۳۶۴؛ رقم: ۱۷۲۲، ترغیب: ۳/ ۳۲۰، مشکوٰۃ: ۴۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک دن) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جس کا ثواب روزہ، نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتایئے!) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (باہم دُشمنی رکھنے والے) دو شخصوں کے درمیان صلح کرانا، کیونکہ دو آدمیوں کے درمیان فساد کا ہونا (یعنی انکے آپسی تعلقات کا خراب ہونا) ایسی بُری

خصلت ہے جو اُسترا (یعنی مونڈنے والا) ہے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بال کو مونڈنے والا ہے، بلکہ وہ تو دین کو مونڈنے والا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد، موطا مالک)

لوگوں کی دشمنی ختم کرنے والے کی فضیلت

[۱۸۷] (۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ لِي اَبُوْ اَيُّوْبَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اَبَا اَيُّوْبَ! " اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ اِذَا تَبَاغَضُوْا وَ تَفَاسَدُوْا ".

(طَبرانی فی الکبیر: ۴/۱۳۸؛ رقم: ۳۹۲۲، ترغیب: ۳/۳۲۱)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن عمیر بن عبادہ بن عوف رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: مجھ سے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ابوایوب! کیا میں تمہیں ایسا صدقہ بتاؤں، جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو بے حد محبوب ہے؟ (ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں ضرور بتایئے! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:) جب لوگوں میں دشمنی پیدا ہو جائے اور اُن کے تعلقات خراب ہو جائیں تو اُن کے تعلقات کو استوار کراؤ (یہ محبوب ترین صدقہ ہے)۔ (طبرانی)

ہر بول پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

[۱۸۸] (۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: " مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ، وَاَعْطَاهُ بِكُلِّ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا عِتْقَ رَقَبَةٍ، وَرَجَعَ مَغْفُوْرًا لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ رَوَاهُ الْاَصْبَهَانِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ جِدًّا. (ترغیب: ۳/۳۲۱، مرقاۃ فیصل: ۹/۴۲۱)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص لوگوں کے باہمی خراب تعلقات کو اُستوار کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے سارے کام بنادے گا، اوراس سلسلے میں بولے ہوئے ہر کلمے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا اور وہ (اپنے گھر) اِس طرح لوٹے گا کہ اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوچکے ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب)

توکل کا بیان

توکل والے بلاحساب جنت میں

[۱۸۹] (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ". (بخاری: ۲/ ۹۵۸؛ رقم: ۶۴۷۲ ،مسلم: ۱/ ۱۱۷رقم: (۲-۳۷۲-۲۱۸)، مسند احمد: ۴/ ۴۴۱، مشکوۃ: ۴۵۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: میری اُمت کے ستر ہزار لوگ بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ پاکیزہ نفس حضرات ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے ، بدشگونی نہیں لیتے ، اور (اپنے تمام اُمور میں) صرف اللہ جل شانہٗ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

ف :- یہاں ستر ہزار سے صرف وہ لوگ مراد ہیں جو بلاحساب **مستقلاً** جنت میں جائیں گے لہٰذا یہ اُس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: اِن میں سے ہر ایک کے ساتھ اُن کے ستر ہزار متبعین بھی جنت میں جائیں گے۔

اور جھاڑ پھونک نہیں کراتے: اِس سے مراد یا تو مطلق جھاڑ پھونک کی نفی ہے یا کلمات قرآنیہ، ادعیۂ ماثورہ اور اسماءِ الٰہیہ کے علاوہ کسی اور خلافِ شرع منتر وغیرہ سے جھاڑ پھونک کی نفی مراد ہے۔ اور بدشگونی نہیں لیتے: سے مراد یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی طرح پرندوں کے خلاف سمت اُڑنے یا جانوروں کی آواز یا شر کی علامت کا کوئی لفظ سن کر اپنا کام نہیں چھوڑتے بلکہ اللہ کے بھروسے پر وہ کام انجام دیتے ہیں۔ (مرقاۃ فیصل:۹/۴۷۸)

کامل توکل پر بلا مشقت روزی ملتی ہے

[۱۹۰] (۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا ".

(ترمذی واللفظ له: ۲/۵۷؛رقم: ۲۳۴۴، ابن ماجه: ۲/۳۱۷؛رقم: ۴۱۶۴، مسند احمد: ۱/۳۰، شعب الایمان: ۲/۶۶؛رقم: ۱۱۸۲، مشکوۃ: ۴۵۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم لوگ اللہ پر اتنا توکل (اعتماد و بھروسہ) کرلو جتنا توکل کا حق ہے تو تمہیں اِس طرح (بلا مشقت) روزی دی جائے جس طرح پرندوں کو دی جاتی ہے: کہ پرندے صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں) میں واپس لوٹتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، شعب الایمان)

ف:- حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: حدیث مذکور کا مقصد یہ نہیں ہے کہ: روزی کے اسباب چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور کسب وعمل کو اکدم ترک کردیں، بلکہ حصولِ رزق کے لئے کسب وطلب کی تعلیم دینا مقصد ہے، کیونکہ

پرندے صبح کو اپنے گھونسلوں سے روزی کی تلاش میں بھوکے نکلتے ہیں، اور اللہ کے بھروسے پر دن بھر اِدھر سے اُدھر پھرتے ہیں، تب جا کر شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں، اپنے گھونسلوں میں عہدی بن کر بیٹھے نہیں رہتے ہیں، بس اِسی طرح یہاں حدیثِ پاک میں بتلایا گیا ہے کہ: اگر انسان حصولِ رزق کے جائز اسباب اختیار کر کے عزم وہمت کے ساتھ کسبِ معاش میں لگا رہے، اور یقین رکھے کہ: ہر قسم کا خیر اللہ ہی کے قبضے میں ہے، وہ چاہے گا تو کسب وطلب کارگر ہوگی، اور روزی ملے گی، ورنہ نہیں، تو ایسا شخص پرندوں کی طرح روزی حاصل کرنے میں بامراد ہوگا۔ مگر افسوس ہے! کہ ایسا ہو نہیں رہا ہے، کیونکہ لوگ اپنی قوت ومحنت اور اسباب پر بھروسہ کر رہے ہیں دوسروں کو دھوکا دینے اور جھوٹ بولنے میں مصروف ہیں، کسی کی بھلائی کا خیال تک نہیں ہے جب کہ یہ ساری چیزیں توکل کے خلاف ہیں، تو بھلا پھر شرور وآفات سے پاک خوشحال زندگی کس طرح حاصل ہوگی۔ (شعب الایمان:٢/٦٦)

طلبِ رزق میں توکل اور میانہ روی کی ہدایت

[١٩١] (٣) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِنَّہٗ لَیْسَ شَیْءٌ یُقَرِّبُکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ یُبَاعِدُکُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِہٖ، وَلَیْسَ شَیْءٌ یُقَرِّبُکُمْ مِنَ النَّارِ، وَ یُبَاعِدُکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ، اِلَّا قَدْ نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ، وَاَنَّ الرُّوْحَ الْاَمِیْنَ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّہٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَھَا، فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ، وَلَا یَحْمِلَنَّکُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْہُ بِمَعَاصِی اللّٰہِ، فَاِنَّہٗ لَایُدْرَکُ مَاعِنْدَ اللّٰہِ اِلَّا بِطَاعَتِہٖ".

(شعب الایمان:٧/٢٩٩؛رقم:١٠٣٧٦-٢/٦٧؛رقم:١١٨٥،مشکوٰۃ: ٤٥٢)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو جو چیزیں تم کو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرنے والی ہیں اُن (کے اختیار کرنے) کا حکم میں تمہیں دے چکا ہوں، اور جو جو چیزیں تم کو جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرنے والی ہیں اُن سے میں تمہیں منع کر چکا ہوں، اور رُوح الامین (حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے میرے دل میں بات ڈالی (یعنی میرے پاس وحی خفی لائے) کہ کوئی شخص اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقررہ رزق پورا نہیں کر لے گا (اور جب یہ معاملہ ہے کہ: پیدائش سے پہلے ہی مقدر میں لکھی ہوئی روزی پوری کیے بغیر نہیں مروگے تو) پھر حق تعالیٰ شانہٗ کی نافرمانی سے بچتے رہو، اور روزی حاصل کرنے کی جہد وسعی میں اللہ کے بھروسے پر میانہ روی اختیار کرو (تاکہ تمہارا رزق حلال ذرائع اور مشروع طریقوں سے تمہارے پاس پہنچے) اور کہیں ایسا نہ ہو کہ دیر سے روزی ملنا تمہیں اس بات پر آمادہ کردے کہ: اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کے ذریعہ روزی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگو، کیونکہ جو چیز حق تعالیٰ شانہٗ کے پاس ہے اُس کو اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ ہی پایا جاتا ہے۔ (شعب الایمان)

ف:- وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ: کا مطلب یہ ہے کہ: میانہ روی اور حلال طریقہ اپناتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کر کے روزی تلاش کی جائے، اپنی قوت و تدبیر یا دیگر اسبابِ معاش پر بھروسہ نہ کیا جائے، نہ ہی حصولِ رزق کے لئے کوئی حرام طریقہ اختیار کیا جائے۔ (شعب الایمان: ۲/ ۶۸؛ رقم: ۱۱۸۶)

نفع وضرر ہر باب میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھے

[۱۹۲] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ! اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ، وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ. (ترمذی: ۲/۷۴؛ رقم: ۲۵۱۶، مسند احمد: ۲۹۳۱، مشکوۃ: ۴۵۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک دِن (کسی سفر کے دوران) میں حضور اقدس ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھلاتا ہوں: اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری حفاظت فرمائیں گے: (۱) اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے روبرو پاؤ گے (یعنی اُن کی بے پایاں رحمتوں اور فضل و انعام کو اپنے سامنے پاؤ گے) (۲) جو کچھ مانگنا ہو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو (۳) (دین و دُنیا کے کسی معاملہ میں) مدد مانگنی ہو تو اللہ ہی سے مدد چاہنا (۴) اور جان لو کہ: ساری مخلوق مل کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو اُتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہیں جتنا اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اُتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، قلم اُٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے۔ (ترمذی، مسند احمد)

اسباب کے ساتھ توکل چاہئے

[۱۹۳] (۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَعْقِلُهَا وَ اَتَوَكَّلُ؟ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: اِعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ. (ترمذی: ۲/۷۴؛رقم:۲۵۱۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صاحبؓ نے حضورِ اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! کیا میں اِسے (یعنی اپنی اونٹنی کو) باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا اُسے یوں ہی کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اُس کو باندھ کر توکل کرو۔ (ترمذی)

توکل کی اہمیت

[۱۹۴] (۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً، فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا، لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ، وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ التَّشُعَبَ.

(ابن ماجہ: ۲/۳۱۷؛رقم: ۴۱۶۶،مشکوٰۃ:۴۵۳)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: بلاشُبہ انسان کے دِل کے لئے ہر جنگل میں ایک گوشہ ہے (یعنی آدمی کے دل میں فطرۃً اسبابِ رزق اور اُس کے حاصل کرنے کی فکریں رہتی ہیں) پس جس نے اپنے دِل کو ان گوشوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی اپنے دل کو انہیں تفکرات اور غموں میں منہمک رکھا) تو حق تعالیٰ شانہٗ کو کوئی پرواہ نہیں کہ: اُس کو کس

جنگل میں ہلاک کردے (کیونکہ جب بندہ اللہ پر بھروسہ کے بجائے صرف اپنی ذاتی تدبیروں میں سرگرداں رہتا ہے، تو پھر اللہ جل شانہٗ کو اُس کی ہلاکت وتباہی کی کوئی پرواہ نہیں رہتی) اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا (اور اپنے سارے اُمور اُس کے سپرد کردیئے) تو اللہ تعالیٰ اُس کے تمام کاموں کی درستی کے لئے کافی ہوجاتا ہے (یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کی مدد ورحمت سے اُس کی ضرورتیں پوری ہوجاتی ہیں، اور پریشانیوں سے نجات مل جاتی ہے)۔ (ابن ماجہ)

زہد ورقاق کا بیان

حرام سے بچنے والا سب سے بڑا عابد ہے

[۱۹۵] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " مَنْ یَّأْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ: قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ: اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاس، وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ".

(مسند احمد: ۳۱۰/۲، ترمذی واللفظ لہ: ۵۴/۲؛ رقم: ۲۳۰۵، ابن ماجہ: ۳۲۱/۱؛ رقم: ۴۲۱۷، مشکوۃ: ۴۴۰؛ رقم: ۵۱۷۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: کون ہے جو ان کلمات کو سیکھ کر اُن پر عمل کرے یا عمل کرنے والوں کو

سکھلائے ؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! میں سیکھوں گا ، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ چیزیں گناتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کرو تم سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے (۲) تمہاری قسمت میں حق تعالیٰ نے جو چیزیں لکھی ہیں اُن پر راضی رہو سب سے بڑے مالدار بن جاؤ گے (۳) پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو پکے مومن بن جاؤ گے (۴) لوگوں کے لئے وہی چیزیں پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو پکے مسلمان ہو جاؤ گے (۵) زیادہ ہنسنے سے پرہیز کیا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے (یعنی زیادہ ہنسنے سے دل کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

پانچ نعمتوں سے فائدہ اٹھالو

[۱۹۶] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: "اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ".

(شعب الایمان: ۷/۲۶۳؛ رقم: ۱۰۲۴۸ و ۱۰۲۵۰ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْن مُرْسَلاً، مستدرک: ۴/۳۰۶، ترغیب: ۴/۱۲۵، مشکوٰۃ: ۴۴۱؛ رقم: ۵۱۷۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ایک صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (یعنی اُن سے فائدہ اٹھالو) :(۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے، (۳) مالداری کو تنگدستی سے پہلے، (۴) فراغت کو مشغولی سے پہلے، (۵) زندگی کو موت سے پہلے۔ (مستدرک حاکم، شعب الایمان)

ف :- غنیمت جاننے سے مراد ہے: فائدہ اُٹھانا، حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے کہ اِن پانچ نعمتوں کے زائل ہونے سے پہلے اِن سے فائدہ اُٹھالو۔ (ترمذی)

شرحِ صدر کی علامت

[۱۹۷] (۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ اِنْفَسَحَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِتِلْکَ مِنْ عَلَمٍ یُعْرَفُ بِہٖ ؟ قَالَ نَعَمْ: اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ، وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ، وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ. رَوَاہُ الْبَیْھَقِیّ.

(شُعَبُ الْاِیْمَان: ۷/۳۵۲، رقم: ۱۰۵۵۲، مشکوۃ: ۴۴۶؛ رقم: ۵۲۲۸)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:" فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ " (اللہ جل شانہٗ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں اُس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں۔ اور اُس میں شریعت حقہ کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے اُس کو عمل کی توفیق عطاء فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نورِ ہدایت جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو آدمی کا دل کشادہ ہو جاتا ہے، دریافت کیا گیا کہ: یا رسول اللہ! اس کی کوئی نشانی بھی ہے جس سے پتہ چلے کہ نورِ ایمانی قلب میں داخل ہو گیا؟ ارشاد فرمایا جی ہاں! اِس کی (تین) نشانی ہے: (۱) دھوکے کے گھر (دنیا) سے دوری حاصل ہونا، (۲) ہمیشہ ہمیش کا گھر آخرت کی طرف متوجہ رہنا، (۳) مرنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔ (شعب الایمان)

تین چیزیں باعثِ نجات اور تین چیزیں باعثِ ہلاکت ہیں

[۱۹۸] (۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثٌ مُنْجِیَاتٌ، وَ ثَلَاثٌ مُهْلِکَاتٌ، فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ: فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ، وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ، وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ، وَاَمَّا الْمُهْلِکَاتُ: فَهَوًی مُتَّبَعٌ، وَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّ هُنَّ". (شعب الایمان: ۵/۴۵۲؛ رقم: ۷۲۵۲، مشکوۃ: ۴۳۴؛ رقم: ۵۱۲۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں: (۱) جلوت وخلوت میں (یعنی اکیلے میں بھی اور لوگوں کے سامنے بھی) اللہ سے ڈرنا، (۲) خوشی اور ناراضگی دونوں حال میں حق بات کہنا، (۳) مالداری اور ناداری دونوں حال میں میانہ روی اختیار کرنا، اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں: (۱) خواہشات نفسانی جن کی پیروی کی جائے، (۲) شح (یعنی حرص وبخل) جس کی اطاعت کی جائے، (اور اس کا غلام بنا جائے)، (۳) خود پسندی اور گھمنڈ میں مبتلا ہونا (یعنی کسی شخص کا اپنے آپ کو نیک اور قابل تعریف سمجھنا) اور یہ ہلاک کرنے والی چیزوں میں سب سے بدترین خصلت ہے۔ (شعب الایمان)

اللہ سے حیا کا حق ادا کرو

[۱۹۹] (۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ قَالَ قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا نَسْتَحِیْ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ،وَلٰكِنَّ الِاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَ مَا وَعٰى،وَالْبَطْنَ وَمَاحَوٰى،وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا،فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰ يَعْنِيْ: مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ''.

(ترمذی: ۶۹/۲ ؛رقم: ۲۴۵۸ ،مسند احمد: ۳۸۷/۱ ،ترغیب: ۱۲۰/۴ ،مشکوۃ: ۱۴۰ ؛ رقم: ۱۶۰۸)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دِن حضورِ اقدس ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ: اللہ جلّ شانہٗ سے اتنا حیا کرو جتنا اُس سے حیا کرنے کا حق ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: یا نبی اللہ! الحمدللہ ہم لوگ اللہ سے حیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: حیا کا یہ حق نہیں ہے، حق تعالیٰ شانہٗ سے حیا کا حق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: تم سر اور اُس سے متعلق تمام اعضاء (آنکھ، کان، ناک وغیرہ) کی حفاظت کرو، اور پیٹ اور اُس سے متعلق تمام چیزوں (یعنی شرمگاہ، ہاتھ، پیر، دِل وغیرہ) کی حفاظت کرو، اور موت کو اور مرنے کے بعد قبر میں (ہڈیوں اور بدن کے) بوسیدہ ہو جانے کو یاد کرو، اور جو شخص آخرت میں کامیابی کا اُمیدوار ہے اُسے چاہئے کہ: دُنیا کی زیب و زینت چھوڑ دے جس نے ایسا کیا اُس نے اللہ سے حیا کا حق ادا کیا۔ (ترمذی)

لوگوں کی دولت کو للچائی نظر سے مت دیکھو

[۲۰۰] (۶) عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِیْ وَ اَوْجِزْ، فَقَالَ: '' اِذَا قُمْتَ فِیْ

صَلاتِکَ فَصَلِّ صَلاۃَ مُوَدِّعٍ،وَ لا تَکَلَّمْ بِکَلامٍ تَعْذِرُ مِنْہُ غَدًا، وَاجْمِعِ الْیَأْسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ‘‘.

(ابن ماجه و اللفظ له : ۲/ ۳۱۷؛رقم: ۴۱۷۱،مسند احمد: ۵/ ۴۱۲، ترغیب: ۴/ ۱۲۴، مشکوٰة: ۴۴۵؛رقم: ۵۲۲۶)

ترجمہ : حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صحابی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: حضرت ! کوئی مختصر سی نصیحت فرما دیجئے ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو ایسی نماز پڑھو کہ گویا وہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے (اِس کے بعد تم دُنیا سے جا رہے ہو)،کوئی ایسی بات زبان سے مت نکالو کہ:کل ہو کر تمہیں اُس کے بارے میں کسی سے معذرت کرنی پڑے،اور اُس چیز سے پورے طور پر نا اُمید ہو جاؤ جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے: (یعنی اپنی قسمت کی روزی پر قناعت کرو، اور لوگوں کی دولت کو للچائی نظروں سے مت دیکھو)۔(ابن ماجہ)

بھائی کی مصیبت پر خوش ہونے کا وبال

[۲۰۱] (۱) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اللَّیْثِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: لا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِیْکَ فَیَرْحَمُہُ اللہُ وَیَبْتَلِیْکَ .

(ترمذی: ۲/ ۷۳؛رقم: ۲۵۰۶،شعب الایمان: ۵/ ۳۱۵ ؛رقم: ۶۷۷۷،مشکوٰة: ۴۱۴)

ترجمہ: حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اپنے (اُس) مسلمان بھائی (جن سے تمہیں دُشمنی ہو) کی (دینی دُنیوی

یا مالی بدنی کسی قسم کی) مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو! کیونکہ ہوسکتا ہے (تمہاری اِس بے جا خوشی سے ناراض ہوکر) اللہ جل شانہٗ اُس پر اپنا رحم فرمادے (اور اُسے اس مصیبت سے نجات دیکر) تمہیں اُس مصیبت میں مبتلا کردے۔ (ترمذی، شعب الایمان)

حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دینے کی فضیلت

[۲۰۲] (۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: مَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ (اَیْ فِیْ الْمِرَاءِ) وَھُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَہٗ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ، وَمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ بُنِیَ لَہٗ فِیْ اَعْلَاھَا.

(ترمذی: ۲/۲۰؛ رقم: ۱۹۹۳، ابن ماجہ: ۱/۶؛ رقم: ۵۱، ابوداؤد: ۲/۲۶۱؛ رقم: ۴۷۹۲، شعب الایمان: ۶/۲۴۳؛ رقم: ۸۰۱۷، ترغیب: ۳/۳۶۴، مشکوٰۃ: ۲/۴۱۲؛ رقم: ۴۸۳۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے حق پر نہ ہونے کی بنا پر (جھگڑے میں) جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اُس کے لئے جنت کے کنارے محل تعمیر کیا جائے گا، اور جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا اُس کے لئے درمیانی جنت میں محل بنایا جائے گا۔ اور جس نے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ (کرتے ہوئے جھگڑا ہی نہیں) کیا اُس کے لئے سب سے اعلیٰ اور بلند جنت میں محل بنایا جائے گا۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، شعب الایمان)

تین مجلسیں امانت نہیں

[۲۰۳] (۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ، اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ، اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ".

(ابوداؤدو اللفظ له: ۲/۲۶۸؛رقم: ۴۸۶۱،ترمذی: ۲/۱۸؛رقم: ۱۹۵۹،مسند احمد: ۳/۳۴۲،مشکوۃ: ۴۳۰؛رقم: ۵۰۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مجلسیں امانت ہوتی ہیں (یعنی اگر اہل مجلس میں سے کوئی شخص برا کام کرتا ہوا نظر آئے تو دیکھنے والے مسلمان کو زیبا نہیں کہ اُس کی بُرائی کا چرچا کرتا پھرے، ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کسی خاص مجلس میں جو گفتگو یا مشورہ ہو اس کا تذکرہ مجلس کے باہر نہیں کرنا چاہئے) سوائے تین مجلسوں کے: (۱) ناحق خون بہانے (کے مشورے) کی مجلس (۲) بدکاری (کے ارادے کے اظہار) کی مجلس (۳) ناحق کسی کا مال چھیننے (کے ارادے کے اظہار) کی مجلس۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ف:- مطلب یہ ہے کہ: اگر مجلس میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میں فلاں کو قتل کروں گا، یا فلانی عورت سے بدکاری کروں گا، یا فلاں شخص کا مال زبردستی ہتھیاؤں گا، تو سننے والے پر واجب ہے کہ: متعلقہ شخص کو آگاہ کردے، تاکہ وہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کا انتظام کرسکے، ایسے راز کو چھپانا جائز نہیں، اسی طرح اگر کسی مجلس میں قوم وملت کو نقصان پہنچانے کی تجویزیں پاس ہوئی ہوں، تو بھی مسلمانوں کو آگاہ کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔ (مرقاۃ فیصل: ۹/۲۶۰)

اللہ اور لوگوں کی نظر میں محبوب بننے کا طریقہ

[۲۰۴] (۴) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ.

(ابن ماجه: ۲/ ۳۱۱؛ رقم: ۴۱۰۲، مشكوٰة: ۴۴۲؛ رقم: ۵۱۸۷)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صحابی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس پر عمل کرنے سے حق تعالیٰ شانہٗ مجھے اپنا محبوب بنالیں، اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: دُنیا سے منہ موڑ لو (اور اپنے آپ کو عبادت اور آخرت کی تیاری کے لئے فارغ کرلو) اللہ جل شانہٗ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا، اور لوگوں کے پاس جو کچھ (جاہ و دولت ہے) اُس سے منہ موڑ لو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (ابن ماجہ)

قیامت میں سب سے پہلے تندرستی اور ٹھنڈے پانی کا سوال ہوگا

[۲۰۵] (۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ: اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيْكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ".

(ترمذی: ۲/ ۱۷۱؛ رقم: ۳۳۵۸، مشكوٰة: ۴۴۳؛ رقم: ۵۱۹۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: قیامت کے دِن سب سے پہلے بندوں سے نعمتوں کے بارے میں جو سوال ہوگا وہ یہ ہوگا کہ: کیا ہم نے تمہارے بدن کو تندرست نہیں بنایا تھا؟ اور کیا تم کو ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ترمذی)

ف :- اس لئے اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے ہمیں صحیح اسلامی زندگی گذارنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ جل شانہٗ ہم سب کو نعمتوں کی قدر دانی اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے. (آمین)

اطاعتِ اِلٰہی کی برکت

[۲۰۶] (۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ: "لَوْ اَنَّ عَبِیْدِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِا للَّیْلِ، وَاَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ".

(مسند احمد: ۲/۳۵۹، مشکوٰۃ: ۴۵۴؛ رقم: ۵۳۱۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: (حدیث قدسی میں) حق تعالیٰ شانہٗ اِرشاد فرماتے ہیں کہ: اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں (یعنی میرے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، اور میری رضا وخوشنودی کے خلاف کوئی کام نہ کریں) تو میں اُن پر رات میں بارش برساؤں (جب کہ وہ راحت وچین کی نیند سو رہے ہوں)، اور دن کو اُن پر دھوپ نکالوں (جبکہ وہ اپنے کام کاج میں مشغول ہوں)، اور (دِن رات کی کسی گھڑی میں) اُنہیں بادل گرجنے کی آواز نہ سناؤں (تا کہ نہ تو اُن کی نیند وآرام میں خلل پڑے، اور نہ ہی ڈر اور خوف کے سبب اُن کے کسی کام کا نقصان ہو)۔ (مسند احمد)

تقویٰ اور حسنِ اخلاق کی ہدایت

[۲۰۷] (۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُ مَا کُنْتَ، وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.

(ترمذی: ۲/۲۰؛رقم: ۱۹۸۷، مسند احمد: ۵/۱۵۳، مشکوٰۃ: ۴۳۲، مسند دارمی: ۲/۴۱۵؛رقم: ۲۷۹۱)

ترجمہ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ سے ڈرو! تم جہاں کہیں (اور جس حال میں) بھی ہو، اگر تم سے کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے تو اُس کے بعد کوئی نیک کام ضرور کرلو! تاکہ وہ نیکی اُس کی بُرائی کو مٹا دے، اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کا معاملہ کرو!

(ترمذی، دارمی)

ف :- اللہ سے ڈرو: کا مطلب یہ ہے کہ: فرائض و واجبات اور دیگر تمام مامورات میں اللہ کی فرمانبرداری کرو، اور تمام منکرات و برائیوں سے پرہیز کرو، اِسی کو تقویٰ کہتے ہیں، جو دین کی اساس و بنیاد ہے، جس کے ذریعہ یقین و معرفت کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔

تقویٰ کا سب سے ادنیٰ درجہ شرک باللہ سے بیزاری اور سب سے اعلیٰ درجہ ماسویٰ اللہ سے دل کو پاک رکھنا ہے، اِن دونوں کے درمیان تقویٰ کے اور بھی چھوٹے بڑے مراتب ہیں، جیسے ایک درجہ ممنوع چیزوں کا چھوڑنا ہے، اُس سے اونچا درجہ مکروہات کو چھوڑنا ہے، اور اُس سے اعلیٰ درجہ بے فائدہ کی مباح چیزوں کا چھوڑنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تم جہاں کہیں (اور جس حال میں) بھی ہو: کا مطلب یہ ہے کہ: تمہارا خداوند تعالیٰ سے ڈرنا کسی خاص جگہ کسی خاص حالت اور وقت پر موقوف نہیں ہے، تم جلوت میں ہو یا خلوت میں، نعمتوں سے مالا مال ہو یا مصیبت زدہ اور تنگدست، اِسی طرح رات دِن کی کوئی سی بھی گھڑی ہو، اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ حق تعالیٰ شانہٗ ہر نقل و حرکت اور قول وعمل سے باخبر ہے، وہ جس طرح تمہاری ظاہری باتوں کو جانتا ہے اِسی طرح تمہاری پوشیدہ باتوں سے بھی خوب آگاہ ہے، اِس لئے ہر جگہ ہر حال اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وناراضگی سے بچنے اور اُس کی مرضیات پر چلنے کا اہتمام کرو، ایسا نہ ہو کہ جلوت میں تو اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو، اور خلوت میں گناہوں کی کوئی پروا نہ کرو۔

منقول ہے کہ: حضرت داوٗد طائی ابوسلیمان بن نَصیر کُوفی متوفی ۱۶۰ھ یا ۱۶۵ھ (جو مشہور صوفیاء اور اکابر اہل اللہ میں سے ہیں) کسی قبر کے پاس سے گذرے تو اُن کو قبر میں سے آواز سنائی دی کہ: قبر والا کہہ رہا ہے: ’’ اَلَمْ اُزَکِّ ؟ اَلَمْ اُصَلِّ ؟ اَلَمْ اَصُمْ ؟ اَلَمْ اَفْعَلْ کَذَا ‘‘ کیا میں نے زکوٰۃ نہیں دی، کیا میں نے نمازیں نہیں پڑھیں، کیا میں نے روزے نہیں رکھے، کیا میں نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا؟ فرشتوں نے جواب دیا: ’’ بَلٰی : یَا عَبْدَ اللہِ ! وَلٰکِنْ اِذَا خَلوتَ بَا رَزْتَہٗ بِالْمَعَاصِیْ وَلَمْ تُرَاقِبْہُ ‘‘ کیوں نہیں اے اللہ کے بندے! بیشک تم نے یہ سب کام کئے، مگر جب تو خلوت میں ہوتا تھا ڈھٹائی کے ساتھ گناہ کرتا تھا، وہاں تجھے اِس بات کا کوئی خیال نہیں رہتا تھا کہ: خداوند قدوس اِس خلوت کی حالت میں بھی تجھے دیکھ رہا ہے۔ (مرقاۃ فیصل:۹/۲۷۷)

دینی معاملے میں اپنے سے برتر اور دُنیاوی معاملے میں اپنے سے کمتر کو دیکھنے کی فضیلت

[۲۰۸] (۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَمَنْ لَّمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا: مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ، وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ، كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا ، وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ، وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ، لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا . (ترمذی واللفظ لہ: ۲/۷۴؛ رقم: ۲۵۱۲، ابن ماجہ رشیدیہ: ۳۱۵؛ رقم: ۴۱۴۲، مشکوٰۃ: ۴۴۸؛ رقم: ۵۲۵۶)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: دو خصلتیں جس مومن میں پائی جاتی ہیں اللہ جل شانہٗ اُس کو شاکر وصابر (یعنی کامل مومن) لکھ دیتے ہیں، اور جس میں یہ دو خصلتیں نہ ہوں اُس کو حق تعالیٰ شانہٗ شاکر وصابر نہیں لکھتے ہیں: جو شخص اپنے دینی معاملات (یعنی علم وعمل، طاعت وعبادت، قناعت واستقامت اور ریاضت ومجاہدہ) میں اپنے اوپر والے کو دیکھے پھر اُس کی اقتداء کرے (یعنی اُسی کی طرح طاعات وعبادات کی مشقت اُٹھائے، برائیوں سے بچنے کا اہتمام کرے، اور جو دینی وباطنی کمالات فوت

ہو گئے ہیں اُن پر افسوس کرے) اور اپنے دُنیاوی معاملات (یعنی مال و دولت اور جاہ و منصب وغیرہ) میں اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھے، اور اُس کے مقابلے میں اللہ جل شانہٗ نے اِسے جو فضیلت و برتری عطا کی ہے اُس پر حق تعالیٰ شانہٗ کا شکر ادا کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو شاکر و صابر قرار دیتے ہیں (شاکر تو اِس لئے کہ دُنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا، اور صابر اِس لئے کہ دینی معاملے میں اپنے سے برتر کو دیکھ کر اُنہیں جیسے اعمال کو اختیار کیا) اور جس نے دینی معاملات میں اپنے سے کمتر کو دیکھا (اور عجب وغرور کا اظہار کیا) اور دُنیاوی معاملات میں اپنے سے برتر کو دیکھا اور (مال و جاہ سے) محرومی پر افسوس اور رنج وغم کا اظہار کیا خداوند تعالیٰ شانہٗ نہ اُس کو شاکر قرار دیں گے نہ ہی صابر۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حب مال وحب جاہ انسان کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں

[۲۰۹] (۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ.

(ترمذی: ۲/ ۶۰؛ رقم: ۲۳۷۶، مسند احمد: ۳/ ۴۶۰، مشکوٰۃ: ۴۴۱؛ رقم: ۵۱۸۱)

ترجمہ : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: دو بھوکے بھیڑیئے، جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے، وہ بکریوں کو اُتنا نقصان نہیں پہنچاتے، جتنا انسان کے دین کو مال و جاہ کی حرص نقصان پہنچاتی ہے۔ (ترمذی، مسند احمد)

تندرستی اور فراغت کے بارے میں لوگ دھوکے میں ہیں

[۲۱۰] (۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ.

(بخاری: ۲/۹۴۹؛رقم: ۶۴۱۲،ترمذی: ۲/۵۴؛رقم: ۲۳۰۴،ابن ماجہ: ۲/۳۱۷؛رقم: ۴۱۷۰، مسند احمد: ۱/۳۴۴،مشکوٰۃ: ۴۳۹؛رقم: ۵۱۵۵)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: دو نعمتیں (انتہائی اہم ہیں) جن کے معاملہ میں بہت سے لوگ دھوکا اور نقصان اُٹھا رہے ہیں: (۱) تندرستی (۲) فارغ البالی (خوشحالی)۔ (بخاری)

ف :- تندرستی کا مطلب ہے اعضاء و جوارح کا ٹھیک ڈھنگ سے کام کرنا، اور فارغ البالی کا مطلب یہ ہے کہ: بلا محنت و مشقت آدمی کی ضروریاتِ زندگی کفایت کے ساتھ پوری ہو جاتی ہوں، دِل میں معاش کے بارے میں کوئی فکر نہ رہتی ہو، حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے کہ: زیادہ تر لوگ اِن دونوں نعمتوں کی قدر نہیں کر پاتے ہیں کہ: فرصت کے اوقات کو غنیمت جان کر کچھ نیکیاں کر لیں، یا اُن اوقات کو آخرت کی تیاری میں صرف کر لیں تاکہ وہاں پچھتانا نہ پڑے۔

گانا دلوں میں نفاق پیدا کرتا ہے

[۲۱۱] (۱۱) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ .

(شعب الایمان: ۴/۲۷۹؛رقم: ۵۱۰۰،مشکوٰۃ: ۴۱۱؛رقم: ۴۸۱۰)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: گانا دِل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے: (یعنی گانا نفاق کا ذریعہ اور اُس تک پہنچانے کا سبب بنتا ہے، شرح السنۃ میں علماء کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ: ''اَلْغِنَا رُقْيَةُ الزِّنَا'' گانا عورتوں کو رِجھانے کا منتر ہے)۔ (شعب الایمان)

ف :- حدیثِ پاک میں اُمت مسلمہ کو خاص انداز میں اِس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ گانے بجانے سے اپنے آپ کو بچانے کی بے انتہا فکر کی جائے، مگر حال یہ ہے کہ آج اُمت کا ہر طبقہ بالخصوص نوجوان نسل تو گانا سننے سنانے میں اس قدر مست ہے کہ: غیرت مند آدمی اُمت کی اِس بے راہ روی سے شرمسار ہے، گھروں میں راستوں میں، پیدل چلتے اور سواریوں میں ہر جگہ گانے کی وبا عام ہے، پہلے زمانے میں تو یہ ذرا مشکل بھی تھا؛ لیکن آج کل موبائل نے گانے بجانے کو اک دم سے عام کر دیا ہے، کتنے نوجوان تو ایسے ہیں کہ گانا سنے بغیر اُنہیں نیند نہیں آتی، اور اُٹھتے ہی گانے سے دِل بہلاتے ہیں، سوچنے کی بات ہے! کہ ایسے حالات میں خیر و بھلائی کا حصول کیونکر ممکن ہے؟ اللہ جل شانہٗ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اِس بلائے بے درماں سے پوری اُمت کی حفاظت فرمائے. (آمین)

دل میں کھوٹ نہ رکھنے کی فضیلت

[۲۱۲] (۱۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''يَابُنَيَّ! اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيَ لَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ''. ثُمَّ قَالَ لِيْ: ''يَابُنَيَّ! وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ، وَمَنْ

اَحْیٰ سُنَّتِی فَقَدْ اَحْیَانِیْ،وَمَنْ اَحْیَانِی کَانَ مَعِیَ فِیْ الْجَنَّةِ". (رواہ الترمذی)وَفِیْ نُسْخَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ:"وَمَنْ اَحْیٰ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ، وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ". وَفِیْ مِشْکوٰةِ الْمَصَابِیْحِ نَقْلًا عَنْ التِّرْمِذِیِّ بِلَفْظِ"مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی، وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ". (ترمذی: ۲/ ۹۲؛رقم: ۲٦۷۸،ترغیب: ۳/ ۳۴۸،مشکوٰۃ: ۳۰؛رقم: ۱۷۵)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے نہایت ہی پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ:بیٹا!! اگر تم صبح وشام (یعنی دن رات کے چوبیس گھنٹے)اِس حال میں بسر کرسکو کہ:تمہارے دِل میں کسی کی طرف سے کوئی کھوٹ (یعنی میل اور کینہ کپٹ) نہ ہوتو ایسا کرگذرو، پھر مجھ سے فرمایا کہ:بیٹا!!یہ میری سنت ہے،اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا،اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔اور یہی حدیث ترمذی شریف کے ایک دوسرے نسخے میں اس طرح آئی ہے کہ:جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی،اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔اور یہی حدیث ترمذی شریف ہی کے حوالے سے مشکوۃ شریف میں ان الفاظ سے آئی ہے کہ:یہ میری سنت ہے،اور جس نے میری سنت سے محبت رکھی،اُس نے مجھ سے محبت کی،اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (یعنی وہ شخص جنت میں مجھ سے بہت قریب ہوگا)۔ (ترمذی)

فائدہ : حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ:مومن کا دل لوگوں کی طرف سے آئینہ کی طرح صاف ہونا چاہئے،جہاں تک ہوسکے کسی کی طرف سے دل میں کینہ

کپٹ اور میل نہ رکھے، حضرت نبی اکرم ﷺ کے یہاں اِس کا بڑا اہتمام تھا، یہ مبارک عمل حضور اقدس ﷺ کی سنت اور اُس سے بڑھ کر خود آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے محبت کا سبب، اور جنت میں آپ کی رفاقت کا ذریعہ ہے، جو ایک مومن کے لئے ہفت اِقلیم کی دولت سے بڑھ کر ہے، تاہم اِس جگہ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ: سنت سے اور آپ کی ذات سے محبت رکھنے کا مطلب: صرف زبانی جمع خرچ اور جھوٹا دعویٰ نہیں ہے؛ بلکہ اِس کا مطلب سنت پر واقعی عمل کرنا ہے، کیونکہ محبت کا لازمی تقاضیٰ اطاعت ہے ''مَنْ اَحیٰ سُنَّتِی فَقَدْ اَحیَانِیْ'' والے نسخے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اگر محبّ اپنے محبوب کے نقشِ قدم پر نہیں چلتا تو ایسی محبت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے، مفتی بغداد علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ (المتوفیٰ ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر میں ایک جگہ محبت الٰہی کا معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''نَعَمْ هٰذَا الْحُبُّ يَسْتَلْزِمُ الطَّاعَةَ قَالَ الْوَرَّاقُ (اَبُو الْحَسَنْ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعِ اَلْوَرَّاقُ اَلْبَغْدَادِيُّ اَلْمُتَوَفّٰى ۲۵۱ھ تقریب: ۱/۶۲۶؛ رقم: ۴۲۷۳) ؎

تَعْصِیْ الْاِلٰهَ وَ اَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ‌ ‌ هٰذَا لَعُمْرِیْ فِی الْقِيَاسِ بَدِيْعُ

لَوْ كَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ ‌ ‌ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعُ

(روح المعانی جزء: ۳/ ۲۰۸ مطبع زکریا دیوبند)

ترجمہ: ہاں اِس محبت کے لئے اطاعت وفرمابرداری لازمی چیز ہے، اِس کے بغیر محبت تام نہیں ہوتی، جیسا کہ شیخ ابوالحسن عبدالوہاب بن عبدالحَکم بن نافع ورّاق بغدادیؒ (متوفیٰ ۲۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

تم حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی کرتے ہو پھر بھی محبت الٰہی کا دم بھرتے ہو= بخدا یہ تو بڑی ہی عجیب سی بات ہے، اگر تمہارے دل میں حق تعالیٰ شانہ کی سچی محبت ہوتی تو اس کے حکموں پر چلتے = کیونکہ سچا عاشق اپنے محبوب کا فرمابرادار ہوتا ہے۔

جنت میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی امتی نبی کے درجہ میں ہوگا، بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ: محبّ ومحبوب ہر ایک اپنے اپنے درجہ میں ہوگا، مگر دنیا میں نبی کے ساتھ محبت اور قرب واتباع کی بدولت وہاں زیارت و ملاقات اور ساتھ بیٹھنے کا موقع دیا جائے گا، درجات کے فرق سے زیارت و ملاقات میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا کہ: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَ لَهُ مَا اكْتَسَبَ''.

(ترمذی رشیدیہ: ۲/۶۱: رقم: ۲۳۸۶)

کہ: آدمی آخرت میں اُس کے ساتھ ہوگا جس سے اُس کو محبت ہے اور اُس کے لئے اس کا بدلہ ہوگا جو اُس نے کمایا؛ یعنی وہ اپنے عمل کے مطابق جنت کے اندر اپنے درجہ میں ہوگا، مگر اپنے محبوب سے ملاقات کرتا رہے گا، قرب ومحبت کی بنا پر محبوب سے ملاقات میں کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

جنت کے اندر انبیاء کرام علیہم السلام کے مخصوص درجات ہیں، جن میں سب سے امتیازی درجہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، اُن درجات میں غیر انبیاء کی رہائش کی گنجائش نہیں ہوگی، پھر ترتیب وار صدیقین، شہداء اور صالحین کے درجات ہیں، جن میں عام مومنین کی رہائش نہیں ہوگی، ہاں دنیا میں اِن حضرات کے ساتھ

محبت وتعلق رکھنے والے فرماں بردار مومنین کو جنت میں اِن مقدس ہستیوں کا قرب، زیارت وملاقات اوراُن کی مجلسوں میں بلا روک ٹوک آنے جانے اور بیٹھنے کا شرف حاصل ہوگا،اورآدمی کےفخر کے لئے یہی شرف کافی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ ارشادفرماتے ہیں:

”وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا“ (النساء: ٦٩)

اور جوکوئی حکم مانے اللہ کا اوراُس کے رسول کا سووہ اُن کے ساتھ ہوں گے،جن پراللہ نے انعام فرمایاہے،یعنی انبیاء،صدیقین،شہداءاورصالحین (کے ساتھ)،اور اچھی ہے اِن کی رفاقت۔ (مأخوذازمرقاۃ فیصل:۱/۳۸۳)

دھوکا دینا جہنم کا سبب ہے

[۲۱۳] (۱۳) عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ:لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (یَقُوْل):اَلْمَکْرُ وَالْخَدِیْعَةُ فِی النَّارِ لَکُنْتُ مِنْ اَمْکَرِ النَّاسِ .

(شعب الایمان:۷/۴۹۴؛رقم:۱۱۱۰۶)

ترجمہ : حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:اگر میں نے حضوراقدس ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ:دھوکا اورچالبازی جہنم میں لے جانے والی ہے، تو میں سب سے بڑادھوکے باز ہوتا۔ (شعب الایمان)

ف:-حدیث پاک کا مقصد یہ ہے کہ:دھوکا اور چال بازی سے بچنے کا بے حد اہتمام کیا جائے،کیونکہ یہ انسانی ہمدردی اورغیرتِ ایمانی کے خلاف ہے۔

نرم گفتاری کی فضیلت

[۲۱۴] (۱۴) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَامِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا،فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ؛فَقَالَ:لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ، وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ ، وَاَدَامَ الصِّيَامَ ، وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ“ .

(ترمذی: ۲/ ۲۰؛رقم: ۱۹۸۴ ،شعب الایمان:۳/۴۰۴؛رقم: ۳۸۹۲،مسند احمد:۵/۳۴۲،مشکوٰۃ: ۱۰۹؛رقم:۱۲۳۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:میں ایسے(عمدہ، چمکدار،صاف شفاف اورآبدار) بالا خانے ہیں کہ:جن کے اندرون سے باہری حصے اور باہر سے اندورنی حصے نظر آتے ہیں،ایک اَعرابی نے کھڑے ہوکرعرض کیا کہ:یارسول اللہ!یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اُن لوگوں کے لئے ہیں جولوگوں کے ساتھ نرمی سے باتیں کرتے ہیں،(بھوکوں کو) کھانا کھلاتے ہیں،مسلسل روزے رکھتے ہیں،اور رات کے سناٹے میں (تہجد کی) نمازیں پڑھتے ہیں،جبکہ لوگ سورہے ہوتے ہیں۔ (ترمذی،مسند احمد،شعب الایمان)

ضرورت سے زائد عمارت میں خیر نہیں ہے

[۲۱۵] (۱۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ.

(ترمذی واللفظ لہ:۲/۱۷؛رقم:۲۴۸۲،شُعب الایمان:۷/۳۹۳؛رقم:۱۰۷۱۴، مشکوٰۃ: ۴۴۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: (زندگی) کے تمام اخراجات اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے کے برابر) ہیں، البتہ (حاجت و ضرورت سے زائد) عمارت پر خرچ کرنے میں کوئی خیر (وثواب) نہیں۔ (ترمذی، بیہقی)

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: آدمی اپنی، یا اپنے اہل وعیال اور دیگر متعلقین کی ضرورت میں جو کچھ خرچ کرتا ہے، اُس کو اُس کا ثواب ضرور ملتا ہے، بشرطیکہ رضاء الٰہی کی نیت سے خرچ کرے، ہاں ضرورت سے زائد عمارت بنانے پر یا مکان کی تعمیر میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے پر کوئی ثواب نہیں ملتا ہے، بلکہ بعض مرتبہ گناہ کا باعث ہوتا ہے۔

پانچ گناہوں کی پانچ سزا

[۲۱۶] (۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ : مَاظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اُلْقِیَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا كَثُرَ فِیْهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمُ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اَلَّاقُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلَاحَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ اِلَّا فَشَا فِیْهِمُ الدَّمُ، وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ اللہُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ. (موطا امام مالک وانفرد بہ:۳۰۷، رقم:۱۰۲۰)

وَفِی الطَّبْرَانِیِّ مَرْفُوْعًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "خَمْسٌ بِخَمْسٍ" قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ "قَالَ : مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَاانْزَلَ اللہُ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ، وَلَا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ

اِلَّافَشَا فِيهِمُ الْمَوْتُ،وَلَا طَفَّفُوا الْمِكْيَالَ اِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَاُخِذُوا بِالسِّنِيْنِ، وَلَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ اِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ".

(المعجم الكبير للطبرانی:۱۱/۳۷۔۳۸ رقم ۱۰۹۹۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جب بھی کسی قوم میں ناجائز آمدنی عام ہوتی ہے، ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے(کہ وہ موقع پر حق بات نہیں کہہ پاتے،)اور جب بھی کسی قوم میں زنا (بدکاری) عام ہوتی ہے ان میں زیادہ موتیں ہونے لگتی ہیں،اور جب بھی کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے (یعنی حقوق العباد میں کوتاہی کرتی ہے،)ان سے روزی (کی برکت) اٹھالی جاتی ہے،اور جب بھی کوئی قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے،ان میں خونریزی عام ہوجاتی ہے،اور جب بھی کوئی قوم بدعہدی کرتی ہے اللہ جل شانہٗ ان پر دشمن کو مسلط کردیتے ہیں۔(موطاامام مالکؒ)

اورطبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: پانچ پریشانی پانچ گناہوں کی بدولت آتی ہے: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ وہ پانچ مصیبتیں کیا ہیں؟ جو پانچ گناہوں کی بدولت آتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جب کوئی قوم عہد (قول وقرار) کوتوڑتی ہے،تو ان پران کے دشمن حاوی کردیئے جاتے ہیں،اور جب کوئی قوم اللہ کے اتارے ہوئے فیصلہ کے خلاف کوئی فیصلہ کرتی ہے،تو اُن میں تنگدستی عام ہوجاتی ہے،اور جب کسی قوم میں بدکاری عام ہوتی ہے،تو اُن میں موتیں عام ہوجاتی ہیں،اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے،تو اُن کی پیداوار روک دی جاتی ہے اور اُنہیں قحط سالی گھیرلیتی ہے،اور جب کوئی قوم زکوٰۃ روکتی ہے،تو ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔(طبرانی کبیر)

ف :- حدیث پاک کی پیشینگوئی کا حاصل یہ ہے کہ: جوں جوں عہد نبوت سے دوری ہوتی چلی جائے گی، دنیا میں پانچ خرابیاں عام ہوتی چلی جائیں گی (۱) ناجائز آمدنی حاصل کرنے کا جذبہ، (۲) بدکاری (۳) ناپ تول میں کمی (یعنی لوگوں کی حق تلفی، (۴) ناحق فیصلے (۵) بدعہدی (قول وقرار کا لحاظ نہ کرنا) جن کے نتیجہ میں مذکورہ پانچ پریشانیاں عام ہوتی چلی جائیں گی، ان پریشانیوں سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ سماج سے مذکورہ خرابیوں کو دور کرنے کا بیحد اہتمام کیا جائے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہماری پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

وعدہ کا بیان

وعدہ خلافی نفاق کی علامت ہے

[۲۱۷] (۱) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ". (وَ زَادَ مُسْلِمٌ: "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مسلمٌ") ثُمَّ اتَّفَقَا: " اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.**

(بخاری: ۱ /۱۰؛ رقم: ۳۳، مسلم: ۱/۵۶؛ رقم: (۱۰۷–۵۹)، ترمذی: ۲/۸۷؛ رقم: ۲۶۳۱، مسند احمد: ۲/۳۵۷، شعب الایمان: ۴/۲۰۶؛ رقم: ۴۸۰۳، مشکوۃ: ۱۷؛ رقم: ۵۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: منافق کی تین علامتیں ہیں اس کے بعد امام مسلمؒ نے اپنی روایت میں ایک جملے کا اضافہ فرمایا ہے کہ: بھلے ہی وہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور اپنے مسلمانِ کامل ہونے کا بھرپور دعویٰ کرے، پھر آگے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ دونوں

کی روایت ایک ہے (وہ تین علامتیں یہ ہیں:)(۱) بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو اُسے پورا نہ کرے (۳) اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، شعب الایمان)

وعدہ خلافی دین نہیں

[۲۱۸] (۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: فَقَالَ: لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَہٗ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ.

(شعب الایمان: ۴/۷۸؛ رقم: ۴۳۵۴، مشکوٰۃ: ۱۵؛ رقم: ۳۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا؛ تو اُس میں یوں فرمایا کہ: (اور مشکوٰۃ شریف میں روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: آپ ﷺ نے ایسا خطبہ کم ہی دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ:) جس شخص نے (حقوق اللہ یا حقوق العباد سے متعلق سپرد کی گئی ذمّہ داری میں) امانت کا پاس ولحاظ نہیں رکھا؛ اُس کا ایمان (کامل) نہیں، اور جس کے اندر عہد و پیمان پورا کرنے کا پاس ولحاظ نہیں؛ اُس کا دین بھی (کامل) نہیں۔ (شعب الایمان)

ف :- امانت و دیانت، اور ایفاءِ عہد و پیمان ایسی خوبیاں ہیں، جن کا ہر مسلمان میں ہونا ضروری ہے، اِن امتیازی اوصاف کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ: اِس حدیث کے بعض طُرق میں یہ وارد ہے: ’’ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ الخ ‘‘ کہ آپ ﷺ بہت کم ایسا خطبہ یا وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے، جن میں آپ امانت و دیانت کے لحاظ اور ایفاءِ عہد کی تاکید نہ فرماتے ہوں، یہ دونوں اوصاف انسانی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا اور ایمان کا خاصہ ہیں، جس شخص

میں یہ اوصاف نہ ہوں، وہ دین وایمان کی حقیقی لذتوں سے لطف اندوز نہیں ہو پاتے، تاہم یہ بات بھی مسلم ہے کہ: حدیثِ پاک کا مقصد یہ بتانا نہیں ہے کہ: ان دونوں کا ایمان ہی ختم ہو گیا، بلکہ مقصد صرف بلیغ انداز میں اِن اوصاف کی عظمت واہمیت اہل ایمان کے دلوں میں بیٹھانا ہے، تاکہ لوگ اپنے اندر اِن صفات کو پیدا کرنے کی فکر واہتمام کریں، مولائے کریم محض اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو نواز دیں۔آمین۔

وعدہ پورا کرنے کا اِرادہ ہو مگر عذر کے سبب پورا نہ ہو سکے تو گناہ نہیں

[۲۱۹] (۳) عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاہُ وَمِنْ نِیَّتِہٖ اَنْ یَّفِیَ فَلَمْ یَفِ وَلَمْ یَجِیْٔ لِلْمِیْعَادِ فَلَااِثْمَ عَلَیْہِ .

(ابوداؤدوا للفظ لہ: ۲/۶۸۲؛رقم:۴۹۸۷،ترمذی: ۲/۸۸؛رقم: ۲۶۳۳، شعب الایمان: ۴/۸۳؛رقم: ۴۳۶۴،مشکوٰۃ: ۴۱۶؛رقم: ۴۸۸۱)

ترجمہ : حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے کوئی وعدہ کرے اور نیت یہ ہو کہ: اِس وعدے کو پورا کرے گا؛ مگر (کسی عذر کی بنا پر) اُس وعدہ کو پورا نہ کر سکے، اور (کسی رُکاوٹ کے سبب) وقت موعود پر نہ آئے، تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد،ترمذی،شعب الایمان)

ف:- حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ: اگر کوئی شخص وعدہ پورا کرنے کی نیت رکھنے کے باوجود کسی عذر کی بنا پر اُسے پورا نہ کر سکے، تو وہ گنہگار نہیں ہوگا، اِس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ: اگر کسی نے وعدہ کرتے وقت اُس کو پورا نہ کرنے کا اِرادہ کیا

تو وہ گنہگار ہوگا، چاہے اُس وعدے کو پورا کیوں نہ کردے، کیونکہ زبان سے وعدہ کرنا اور دِل سے اُس کے خلاف کا ارادہ رکھنا منافقین کی خصلت ہے، علماء نے لکھا ہے کہ: بلا کسی عذر کے وعدہ پورا نہ کرنا حرام ہے، مجمع البحار میں لکھا ہے کہ: علماء کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ: ممنوع کام کا وعدہ پورا کرنا ممنوع ہے۔ (مرقاۃ فیصل: ۱۱۴/۹)

ایسا وعدہ نہ کرو جس کو پورا نہ کرسکو

[۲۲۰] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تُمَارِ اَخَاکَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ".

(ترمذی: ۲/ ۲۰؛ رقم: ۱۹۹۵، مشکوٰۃ: ۴۱۷؛ رقم: ۴۸۹۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا مت کرو، نہ ہی اُس سے (کوئی ایسا) مذاق کرو (جس سے اُس کو تکلیف پہنچے،) اور نہ کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کرسکو۔ (ترمذی)

ف:- اِس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ: وعدہ پورا کرنا واجب ہے یا مستحب: امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ: وعدہ پورا کرنا مستحب ہے، اور پورا نہ کرنا انتہائی ناپسندیدہ اور سخت مکروہ ہے، مگر گناہ نہیں ہے، اِس کے برخلاف ایک جماعت کا کہنا ہے: جن میں عمر بن عبد العزیزؒ بھی شامل ہیں کہ: وعدہ پورا کرنا واجب ہے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ: وعدہ کرتے وقت "ان شاء اللہ" کہہ لیا کرے، تاکہ گناہ سے بچ جائے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ: وہ جب کوئی وعدہ کرتے تو "ان شاء اللہ" کہہ لیا کرتے تھے، خود

نبی کریم ﷺ بھی وعدہ کے وقت ''عَسٰی'' کہہ لیا کرتے تھے، جس کے معنی یہ ہے کہ اُمید ہے کہ: وعدہ پورا کردیں گے، اِس طرح کیا گیا وعدہ کسی عذر کی بنا پر پورا نہ ہو پائے تو گناہ نہیں ہے۔ (مرقاۃ:۹/۱۱۴)

وعدہ پورا کرنے پر جنت کا وعدہ

[۲۲۱] (۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: تَقَبَّلُوْا لِیْ بِسِتٍّ؛ اَتَقَبَّلُ لَکُمْ بِالْجَنَّةِ؛ قَالُوْا: وَمَاھِیَ؟ قَالَ: ''اِذَا حَدَّثَ اَحَدُکُمْ فَلَایَکْذِبْ، وَاِذَا وَعَدَ فَلَایَخْلِفْ، وَاِذَا اُئْتُمِنَ فَلَایَخُنْ، غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ، وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ''.

(شعب الایمان: ۴/۷۸؛ رقم: ۴۳۵۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: میری چھ باتیں قبول کرلو! میں تمہارے لئے جنت دلانے کی ذمّہ داری قبول کرتا ہوں، صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا کہ: وہ چھ باتیں کیا ہیں؟ (اِرشاد فرمایئے! ہم ضرور قبول کریں گے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (۱) جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے (۲) وعدہ کرے تو اُس کے خلاف نہ کرے (بلکہ اسے پورا کرے) (۳) کسی کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے (۴) تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو (کسی ناجائز چیز کو نہ دیکھو) (۵) اپنے ہاتھوں کو (کسی کو تکلیف پہنچانے سے) روکو (۶) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (غلط اور ناجائز طریقے پر اپنی شہوانی خواہش پوری نہ کرو)۔ (شعب الایمان)

وعدہ پورا کرنے کی عملی تعلیم

[۲۲۲] (٦) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِی الْحَمْسَاءِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَایَعْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِبَیْعٍ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ، وَبَقِیَتْ لَهٗ بَقِیَّةٌ، فَوَعَدْتُهٗ اَنْ اٰتِیَهٗ بِهَا فِیْ مَكَانِهٖ، فَنَسِیْتُ، فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَجِئْتُ، فَاِذَا هُوَ فِیْ مَكَانِهٖ، فَقَالَ: یَا فَتٰی! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ، اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ.

(ابوداؤد: ۲/ ۶۸۲؛ رقم: ۴۹۸۸، مشکوۃ: ۲/ ۴۱۶؛ رقم: ۴۸۸۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے آپ کی نبوت سے پہلے (کوئی چیز) خریدی، جس کی قیمت کا کچھ حصّہ ادا کرنا باقی رہ گیا، میں نے وعدہ کیا کہ: بقیہ قیمت لے کر اِسی جگہ (جہاں آپ تشریف فرما تھے، یا جہاں میں نے وہ چیز خریدی تھی) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، لیکن (وہاں سے جانے کے بعد) میں وہ وعدہ بھول گیا، پھر تین دِن کے بعد مجھے یاد آیا (کہ: میں نے آپ ﷺ سے بقیہ قیمت پہنچانے کا وعدہ کیا تھا میں جبھی وہ بقیہ قیمت لے کر حاضرِ خدمت ہوا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ: آپ ﷺ اُسی جگہ تشریف فرما ہیں (جہاں میں نے بقیہ قیمت لے کر آنے کا وعدہ کیا تھا،) آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ: اے جوان! تم نے مجھے بڑی مشقت میں ڈال دیا، میں تین دِن سے اِسی جگہ (بیٹھا ہوا) تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

ف:- واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے اتنا طویل انتظار صرف اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے کیا تھا بقیہ قیمت وصول کرنے کے لئے نہیں، گویا آپ ﷺ نے اپنے

اِس عمل کے ذریعہ اُمت کو تعلیم دی کہ: کتنی بھی زحمت اُٹھانی پڑے وعدہ بہر حال پورا کرنا چاہئے، وعدہ پورا کرنے کا حکم اسلام سے پہلے دیگر تمام ادیانِ سابقہ میں بھی تھا، سارے ہی انبیاء علیہم السلام نے ایفاء وعدہ کی ذمّہ داری کو بڑی پابندی سے نبھایا ہے، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ' نے سورۂ نجم (آیت: ۳۷) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''وَاِبْـرَاهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰى'' اورابراہیمؑ کہ: جس نے اپنا قول پورا اُتارا (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے قول وقرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں پورے اُترے، اور اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کیے، اور اُس کے احکام کی تعمیل میں ذرّہ بھر تقصیر نہ کی) (فوائدعثمانی: ۷۰۰) اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے سورۂ مریم (آیت: ۵۴) میں فرمایا کہ: ''وَ اذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّـهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا'' اور ذکر کر کتاب میں اسماعیل کا وہ تھا وعدہ کا سچا اور تھا رسول نبی۔

یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام عربِ حجاز کے مورثِ اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے اجداد میں سے ہیں، جو ابراہیمی شریعت لے کر بنی جرھم کی طرف مبعوث ہوئے، اُن کا صادق الوعد ہونا مشہور تھا، خدا سے یا بندوں سے جو وعدہ کیا، پورا کر کے دکھایا، ایک شخص سے وعدہ کیا کہ: جب تک تو آئے میں اِسی جگہ رہوں گا، کہتے ہیں کہ: وہ ایک برس تک نہ آیا، آپ علیہ السلام ایک برس تک وہیں رہے، اللہ اکبر! یہ پاکیزہ نفوس اپنے وعدہ کے کتنے پکے تھے، یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ: ایسی وفاداری اُنہیں کے دل گردے کی بات تھی، ہمہ شما تو سوچ بھی نہیں سکتے، اللہ ہمیں بھی ہمت نصیب فرمائے۔ آمین۔ (مرقاۃ فیصل: ۱۰۲/۹، فوائدعثمانی: ۴۱۳)

شرعی یا طبعی عذر کی بنا پر مکانِ موعود سے ہٹنا وعدہ خلافی نہیں

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ: اگر کوئی شخص حسبِ وعدہ موعود جگہ پر پہنچ کر اپنے ساتھی کی آمد کا انتظار کر رہا تھا کہ: نماز کا وقت آ گیا، اور جب وہ نماز کو چلا گیا تب وہ ساتھی آیا، تو نماز کے لئے جانے پر اُس کو وعدہ خلافی کا گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ نماز کے لئے جانا ہر مسلمان کی شرعی ضرورت ہے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد مروی ہے کہ:

”مَنْ وَعَدَ رَجُلًا فَلَمْ يَأْتِ اَحَدُهُمَا اِلٰى وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِیْ جَاءَ لِيُصَلِّیَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ“. رَوَاهُ رَزِيْن. (مشکوۃ: ۴۱۶، رقم: ۴۸۸۳)

اگر کسی نے مکانِ مقرر پر ملاقات کا وعدہ کیا، اور ایک شخص وہاں پہنچ کر دوسرے ساتھی کا انتظار کرنے لگا، مگر وہ نماز کے وقت تک نہیں آیا اور پہلے سے آیا ہوا شخص نماز کے لئے چلا گیا (تب وہ آیا،) تو نماز کے لئے جانے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا، (کیونکہ وہ شرعی ضرورت پوری کرنے کے لئے گیا ہے، یہی حکم پیشاب پاخانہ اور کھانے پینے وغیرہ دیگر طبعی و بدنی ضروریات کے لئے جانے والے کا بھی ہے،) واللہ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔ (مرقاۃ فیصل: ۹/۱۰۴)

جاندار کی فوٹوگرافی سخت گناہ ہے

قیامت کے دن فوٹوگرافی والوں کو سخت عذاب ہوگا

[۲۲۳] (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ".

(بخاری: ۲/۸۸۰؛رقم: ۵۹۵۰، مسلم واللفظ لہ: ۲/۲۰۱؛ رقم: (۹۸-۲۱۰۹)، نسائی قدیمی کراچی: ۲/۳۰۰؛رقم: ۵۳۸۹، مسند احمد: ۱/۴۲۶، مشکوٰۃ شریف: ۳۸۵؛رقم: ۴۴۹۷)

وَ فِی رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا، اَوْ قَتَلَهُ نَبِیٌّ، اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَیْهِ، وَالْمُصَوِّرُوْنَ، وَ عَالِمٌ لَمْ یَنْتَفِعْ بِعِلْمِهِ". (شعب الایمان: ۶/۱۹۷؛رقم: ۷۸۸۸، مشکوٰۃ: ۳۸۷؛رقم: ۴۵۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ کے یہاں قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب (جاندار کا) فوٹو کھینچنے والوں کو ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ: سب سے زیادہ سخت عذاب اُس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو، یا نبی نے اُس کو (میدان کارزار میں) قتل کیا ہو، یا اُس شخص کو جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو جان سے مارا ہو، اِسی طرح (جاندار کا) فوٹو کھینچنے والے کو، اور اُس عالم کو جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اُٹھایا (یعنی اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا اُن کو بھی سخت ترین عذاب ہوگا)۔ (شعب الایمان)

فوٹو کھینچنے والے پر خاص قسم کا عذاب

[۲۲۴] (۲) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهُ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَ اُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَ لِسَانٌ یَنْطِقُ یَقُوْلُ: اِنِّی وُکِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ، وَ بِکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ، وَ بِالْمُصَوِّرِیْنَ .

(ترمذی رشیدیه: ۲/ ۸۱؛ رقم: ۲۵۷۴، شعب الایمان: ۵/ ۱۹۰؛ رقم: ۶۳۱۷، مسند احمد: ۲/ ۳۳۶، ترغیب: ۴/ ۲۳، مشکوٰۃ: ۳۸۶؛ رقم: ۴۵۰۲)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن آگ کی ایک گردن نکلے گی (یعنی جہنم کا ایک انگارہ لمبی گردن کی شکل میں نکلے گا) اُس گردن میں دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی، سننے والے دو کان ہوں گے، اور بولنے والی ایک زبان ہوگی، وہ گردن بولے گی کہ: میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں (کہ: اُن کو لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا کر کے کھینچ کر جہنم میں لے جاؤں اور عذاب میں مبتلا کر دوں) (۱) ایک وہ جنہوں نے حق کے ساتھ تکبر وعناد کا معاملہ کیا (کہ: اُن پر حق ظاہر ہونے کے باوجود اُس کو قبول نہیں کیا، اور حق جاننے کے باوجود سرکشی پر ڈٹے رہے) (۲) دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود بنایا (۳) تیسرے جاندار کا فوٹو کھینچنے والے۔ (ترمذی، شعب الایمان)

فوٹوگرافی والے سے قیامت میں جان ڈالنے کو کہا جائے گا

[۲۲۵] (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا (عُذِّبَ) وَ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَ لَيْسَ بِنَافِخٍ. (بخاری واللفظ له: ۲/ ۸۸۱؛ رقم: ۵۹۶۳ و ۲۲۴۲ فی حدیث طویل، مسلم: ۲/۲۰۲؛ رقم: (۱۰۰-۲۱۱۰)، ترمذی رشیدیه: ۱/ ۲۰۸؛ رقم: ۱۷۵۱، ابوداؤد رشیدیه: ۲/ ۶۸۵؛ رقم: ۵۰۱۶، نسائی: ۲/ ۳۰۰؛ رقم: ۵۳۷۵، مشکوٰۃ: ۳۸۶؛ رقم: ۴۴۹۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی (یعنی جاندار کا فوٹو کھینچا) اُس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور اُس کو اِس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ: وہ اُس تصویر میں روح پھونکے (یعنی جان ڈالے)، حالانکہ ہرگز وہ اُس میں روح نہیں پھونک سکے گا (یعنی جان نہیں ڈال سکے گا، تو عذاب میں گرفتار ہوگا)۔

(بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی، ترمذی)

جاندار کی فوٹوگرافی کا پیشہ ناجائز ہے

[۲۲۶] (۴) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ (يَسَارٍ الْبَصْرِيِّ) قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اِنِّي اِنْسَانٌ (وَ فِي رِوَايَةِ غَيْرِهِ اِنِّي رَجُلٌ)، اِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَاِنِّي اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ

اللّٰہَ مُعَذِّبُہُ، حَتّٰی یَنۡفُخَ فِیۡھَا الرُّوۡحَ، وَ لَیۡسَ بِنَافِخٍ فِیۡھَا اَبَدًا، فَرَبَا الرَّجُلُ رَبۡوَۃً شَدِیۡدَۃً، وَ اصۡفَرَّ وَجۡھُہُ، فَقَالَ: وَیۡحَکَ اِنۡ اَبَیۡتَ اِلَّا اَنۡ تَصۡنَعَ فَعَلَیۡکَ بِھٰذَا الشَّجَرِ، وَ کُلِّ شَیۡءٍ لَیۡسَ فِیۡہِ رُوۡحٌ .

(بخاری: ۱/۲۹۶؛رقم:۲۲۲۵، شعب الایمان:۵/۱۸۸؛رقم:۲۳۱۳، مسند احمد: ۱/۳۶۰، ترغیب:۴/۲۱، مشکوٰۃ:۳۸۶؛رقم: ۴۵۰۷)

ترجمہ: حضرت سعید بن یسار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ: اتنے میں ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابن عباس! میری روزی روٹی کا انحصار دستکاری کے ذریعہ محنت مزدوری پر ہے، میں اپنے ہاتھ سے یہ تصویریں بناتا ہوں (اب میں کیا کروں؟ شریعت نے اِس پیشے کو حرام قرار دے دیا ہے، اور مجھے کوئی دوسرا پیشہ آتا نہیں ہے، جس کے ذریعے روزی کماؤں، کیا ایسی مجبوری میں بھی میرے لئے یہ پیشہ جائز نہیں ہے؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (جب یہ دیکھا کہ: تصویر کشی سے اِس کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ: شاید میرے منع کرنے سے یہ باز نہیں آئے گا، تو اُنہوں نے زوردار انداز میں حضور اقدس ﷺ کی حدیث سنائی اور) فرمایا کہ: میں تمہارے سامنے صرف حضور اقدس ﷺ سے سنی ہوئی بات بیان کرتا ہوں، (ذرا توجہ سے سنو!) میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص تصویر کشی کرے گا (یعنی جاندار کا فوٹو کھینچے گا) اللہ جل شانہ اُس کو عذاب دیتا رہے گا، یہاں تک کہ: وہ اُس تصویر میں روح پھونک دے (یعنی جان ڈال کر زندہ کر دے) حالانکہ وہ اُس میں ہرگز روح نہیں پھونک سکے گا، اُس شخص نے (یہ وعید سن کر) بڑا گہرا سانس لیا، اور (خوف کے

مارے) اُس کا چہرہ پیلا پڑ گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے (اُس کی یہ حالت دیکھ کر) فرمایا کہ: تم پر افسوس ہے! اگر تم اِس کے علاوہ کوئی دوسرا پیشہ اختیار کرنے سے انکار کرتے ہو (کیونکہ تمہیں کوئی دوسرا پیشہ آتا ہی نہیں) تو پھر ایسا کرو کہ: درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویریں بنا کر (اپنی روزی کا مسئلہ حل کر لیا کرو!)۔

(بخاری، شعب الایمان، مسند احمد)

تصویر والے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے

[۲۲۷] (۵) عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ.

(بخاری: ۲/ ۸۸۰؛ رقم: ۵۹۴۹، مسلم: ۲/ ۲۰۰؛ رقم: (۸۳-۲۱۰۶)، شعب الایمان: ۵/ ۱۸۷؛ رقم: ۶۳۰۸، ترغیب نَقْلًا عَنِ الْبُخَارِی: ۴/ ۲۲ غَیْرَ اَنَّہُ قَالَ: "وَ لَا صُوْرَۃٌ"، مشکوٰۃ: ۳۸۵؛ رقم: ۴۴۸۹)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اُس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔
(بخاری، مسلم)

ف:- یہاں حدیث پاک میں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، کیونکہ بندوں کے اعمال لکھنے والے، اُن کی حفاظت کرنے والے، اور روح قبض کرنے والے فرشتے انسان سے کسی حال میں جدا نہیں ہوتے، تاہم اگرچہ حکمِ خداوندی کی وجہ سے یہ فرشتے جدا نہیں ہوتے، مگر گھر میں کتا اور تصویر ہونے کو ناپسند ضرور کرتے ہیں۔ (مرقاۃ فیصل: ۸/ ۳۲۳)

تصویر والا پردہ بھی سخت عذاب کا سبب ہے

[۲۲۸] (٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَ قَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِيْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِيْ فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَ قَالَ: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ، قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ.

(بخاری: ۲/۸۸۰؛رقم: ۵۹۵۴، مسلم: ۲/۲۰۱؛رقم: (۹۲-۲۱۰۷)، ترغیب: ۴/۲۰، شعب الایمان: ۵/۱۸۸؛رقم: ۶۳۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے (تو دیکھا) کہ: میں نے اپنے طاقچے پر ایک خوبصورت منقش پردہ ڈال رکھا ہے، جس میں (جاندار کی) تصویریں ہیں، آپ ﷺ نے دیکھتے ہی اُس پردہ کو پھاڑ دیا، اور ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو (جاندار کی) تصویریں بنا کر اللہ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، چنانچہ ہم نے (اُس پھٹے ہوئے پردے سے) ایک یا دو تکیے بنا لئے (جن پر ٹیک لگا کر آپ ﷺ بیٹھتے تھے)۔ (بخاری، مسلم)

ف:- آج کل تصویر کشی (جاندار کی فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی) کا گناہ؛ وبائی امراض کی طرح اِس قدر عام ہے کہ: اِس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، ہر طرف اک ہوڑ سی لگی ہوئی ہے، کیا عوام؟ کیا خواص؟ کسی کو اس کی سنگینی کا احساس تک نہیں ہے، اچھے خاصے دین دار حضرات بھی دلیری کے ساتھ اِس بیماری

میں مبتلا ہیں، ایسا لگتا ہے کہ: اِس سنگین گناہ کی برائی ہی دلوں سے نکل گئی ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث صریحہ میں اِس کو سنگین گناہ اور جرم عظیم قرار دیا گیا ہے؛ حد تو یہ ہے کہ: مقامات مقدسہ میں بھی بے دھڑک فوٹوگرافی کی جارہی ہے، بیت اللہ شریف کے سامنے مطاف میں مرد وعورت اُسی طرح ایک دوسرے کی تصویر کھینچتے کھنچواتے ہیں، جیسے لال قلعہ، قطب مینار، تاج محل وغیرہ تفریحی مقامات پر فوٹوگرافی کی جاتی ہے، طواف جیسے مقدس عمل کے دوران -جس میں انسان کے گناہ جھڑتے ہیں- ڈیجیٹل کمیرہ یا آئی فون سے ویڈیو بنائی جاتی ہے، حال یہ ہے کہ: جمعہ کا خطبہ ہورہا ہے، اور ہزاروں لوگ ویڈیوگرافی میں مشغول ہیں، مسجد نبوی کا حال بھی اِس سے کچھ الگ نہیں ہے، روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر عین مواجہہ شریف کے سامنے دیکھا جاتا ہے کہ: بہت سے لوگ صلوۃ وسلام پیش کرنے کے بجائے، اِس دُھن میں رہتے ہیں کہ: کسی طرح اِس جگہ اُن کا فوٹو یا ویڈیو بن جائے، ذرا سوچئے! یہ کس قدر گستاخی اور جسارت کی بات ہے کہ: جس مشفق ومہربان نبی ﷺ نے تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے، اِس پر سخت سے سخت وعید بیان فرمائی ہے، اُسی کے مزار مقدس کے سامنے فوٹوگرافی ہورہی ہے؟ اِس طرح تو گویا ہم زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ: اچھا! فوٹوگرافی سے منع کرتے ہیں، لیجئے آپ کے سامنے ہی فوٹو کھینچتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ: یہ کس قدر سنگین معاملہ ہے، جب حرمین شریفین کا یہ حال ہے تو بھلا پھر دوسری جگہ کا کیا پوچھنا؟ اِس وقت سارا عالم تصویر کشی کے جنون میں اِس قدر مست ہے کہ: اچھے سے اچھے آدمی کے لئے اپنی نظریں بچانا محال سا ہوگیا ہے، لوگ اس شوق وذوق سے تصویریں کھینچتے کھچواتے ہیں کہ: گویا یہ بھی کوئی بڑا کارِ

ثواب ہے، جو حضرات کسی سیاسی یا سماجی مشغلے میں لگے ہوئے ہیں: جیسے کوئی مکھیا، سرپنچ، کونسلر، میئر، ایم پی، ایم ایل اے وغیرہ ہے تو وہ اپنی تصویر کی اشاعت کو انتہائی فخر کی چیز سمجھتے ہیں، مختلف بہانے سے تصویروں کے بڑے بڑے ہورڈنگ بنوا کر، چوک چوراہوں اور گلی کوچوں میں جگہ جگہ لگواتے ہیں، اور اس پر لاکھوں لاکھ روپئے خرچ کئے جاتے ہیں، دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا ہے کہ: اِس خلاف شرع کام سے اللہ جل شانہٗ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ فَیَالَلْاَسَفُ!

ایسے پُر آشوب ماحول میں فکر مند علماء کی ذمہ داری بنتی ہے کہ: تصویر کی برائی اور اُن کے مفاسد سے عوام وخواص کو روشناس کرائیں، تاکہ جو لوگ اِس وباء میں مبتلاء ہیں اُن کو توبہ کی توفیق ہو، یا کم از کم دل میں ندامت اور شرمندگی کا احساس ہو سکے، سابقہ مذکورہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ: پانچ قسم کی سنگین برائیوں کی وجہ سے اسلام میں تصویر کشی کو حرام قرار دیا گیا ہے: (۱) جاندار کا فوٹو کھینچنے والا حق تعالیٰ شانہٗ کی صفت تخلیق میں ہمسری کا دعوی کرتا ہے، گویا وہ زبان حال سے یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ: میں بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی طرح اعضاء وجوارح والا چلتا پھرتا بدن بنا سکتا ہوں۔ (۲) غیر اللہ کی تعظیم میں غلو اور حد سے تجاوز کہ: تصویر بنانے والا رفتہ رفتہ شرک کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ پچھلی امتوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کے ساتھ معاملہ کیا تھا کہ: پہلے تو محبت میں اُن کی تصویریں بنائیں، پھر اُنہیں کی پوجا شروع کردی۔ (۳) تصویریں عبادت میں غفلت کا ذریعہ ہیں، عبادت میں جو خشوع اور یکسوئی مطلوب ہے، اُس میں بے انتہاء خلل پڑتا ہے۔ (۴) تصویروں کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (۵) تصویریں فواحش وعریانیت کے عام ہونے کا سبب بنتی ہیں۔ اِن خرابیوں کی وجہ

سے ہی نبی رحمت ﷺ نے تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے، اور باتفاقِ جمہور علماء عرب وعجم ڈیجیٹل کیمروں اور موبائل وغیرہ برقی آلات سے لی گئیں عکسی تصویریں بھی حرام ہیں۔
(تکملہ فتح الملہم:۴/۱۶۲)

ضرورت پر فوٹو کھینچوانے کی اجازت محدود ہے

تاہم علماء نے ایسے مواقع پر تصویر کھنچوانے کی اجادت دی ہے، جہاں تصویر کے بغیر کام ہی نہ چلتا ہو، جیسے پاسپوٹ، ویزا، شناختی کارڈ، داخلہ فارم وغیرہ، اِن جگہوں پر بقدرِ ضرورت فوٹو کھینچوانا جائز ہے۔ (جواہر الفقہ :۳/۲۳۳)

اِسی طرح کی ضرورت آج کل اُن پروگراموں میں بھی ہوتی ہے، جو قومی وملی ضرورت کے تحت منعقد کئے جاتے ہیں، جن کا مقصد جمہوری ملک میں اپنی آواز اربابِ حکومت اور برادرانِ وطن تک پہنچانا، یا باطل فرقوں اور جماعتوں کو جواب دینا ہوتا ہے، کیونکہ اگر اِس طرح کے پروگرام اور اُس میں پیش کی گئیں باتیں، اپنے مجلسوں اور طبقوں تک ہی محدود رہیں، تو اُن سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے اُن مقاصد کے حصول کے لئے ذرائع ابلاغ کا سہارا لینا ضروری ہوتا ہے، اِس لئے بدرجۂ مجبوری بادل ناخواستہ ایسے پروگراموں میں تصویر کشی اور ویڈیو گرافی برداشت کرلی جاتی ہے۔

لیکن اِن پروگراموں کو بنیاد بنا کر ہر چھوٹے بڑے جلسے خاص کر دینی واصلاحی جلسوں کی ویڈیو گرافی جو وباء کی طرح پھیلتی جارہی ہے، اِس کی شرعاً اجازت نہیں دی جاسکتی، اِسی طرح شادی بیاہ اور دیگر چھوٹی بڑی تقریبات وغیرہ میں، جو بلا روک ٹوک

ویڈیو گرافی کا رواج چل پڑا ہے، یہ شرعاً جائز نہیں ہے، علماء کرام کو حسب استطاعت اِس پر نکیر کرنی چاہئے ،تا کہ لوگ گناہ کو گناہ سمجھیں ،اور دل میں ندامت کا احساس ہو ،اور یہی احساس اُس کے لئے آگے چل کر اِس گناہ سے بچنے کا ذریعہ بن جائے۔

چند ضروری گزارشات

اب یہاں چند گزارشات پیش خدمت ہیں ،امید قوی ہے کہ: اُن پر عمل کر کے اپنے مستقبل کو روشن بنائیں گے:

(۱) بلاضرورت فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے سے بالکلیہ پرہیز کیا جائے۔

(۲) اگر کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں بلاضرورت تصویر لی جارہی ہو،تو حسب استطاعت اُس پر نکیر کریں، ورنہ کم از کم دل سے اُس کو برا جانیں۔

(۳) اپنے گھروں اور کمروں میں کسی طرح کی تصویر نہ لگائیں۔

(۴) اگر کسی چیز (مثلاً: کتاب ،میگزین ،اخبارات، رسائل یا استعمالی چیزوں کے پیکٹ وغیرہ) پر کوئی تصویر نمایاں ہو تو اُسے چھپا کر رکھیں، خاص کر اگر وہ فواحش پر مبنی ہو تو ہر گز اُسے کھلا نہ چھوڑیں۔

(۵) تصویر والا لباس نہ تو خود پہنیں نہ اپنے بچوں کو پہنائیں۔

(۶) بچوں کا ذہن شروع سے ہی ایسا بنائیں کہ: اُن کے دلوں میں تصویر کی برائی جاگزیں ہو جائے ،اور انہیں تصویر سے کسی قسم کی دلچسپی ہی باقی نہ رہے، خاص طور پر کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ پر ’’تصویر والے گیم‘‘ سے بچوں کو بہت دور رکھیں۔

(۷) مسلم اسکولوں میں جہاں تک ہو سکے تصویر والی پینٹنگ سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی جائے، اور ضرورت پڑنے پر بے جان چیزوں کی پینٹنگ کرائی جائے۔

الغرض! ہر سطح پر معاشرہ کو تصویر کشی کی لعنت سے پاک رکھنے کی دردمندانہ کوشش کی جائے؟ تو ان شاء اللہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا، اور ہم سب رحمت خداوندی سے مالا مال ہوں گے، مولائے کریم ہم سب کو دیگر منکرات کے ساتھ ساتھ تصویر کشی کی برائی سے بھی بچنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: ''ایک جامع قرآنی وعظ'': ۶۱۱-۶۱۹)

بدنظری روحانی ترقی کے لئے سم قاتل

عورت پر نظر پڑتے ہی نظر پھیر لینے کی فضیلت

[۲۲۹] (۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَامِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَأَۃٍ (اَوَّلَ مَرَّۃٍ) ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلاَوَتَھَا (فِیْ قَلْبِہٖ).

(مسند احمد: ۵/۲۶۴، مشکوۃ: ۲۷۰؛ رقم: ۳۱۲۴، ترغیب: ۳/۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس مسلمان کی نظر پہلی مرتبہ (یعنی اچانک بلا اختیار وارادہ) کسی عورت کے حسن و جمال (یعنی کسی عورت کے چہرے) پر پڑ جائے مگر وہ فوراً اپنی نظر پھیر لے، تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو ایک ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائیں گے جس کی

مٹھاس (ولذت) وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا (نفس وطبیعت کے تقاضے کے خلاف حکم الٰہی کی بجا آوری کی مشقت برداشت کرنے کی بناپر)۔ (مسند احمد)

اجنبی عورت پر ناگہانی نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لینی چاہئے

[۲۳۰] (۲) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ،فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ .

(ابو داؤد:۲۹۲/۲؛رقم:۲۱۴۹،ترمذی:۱۰۱/۲؛رقم:۲۷۷۷، مسند احمد:۳۵۳/۵، شعب الایمان:۳۶۴/۴؛رقم:۵۴۲۱،ترغیب:۲۴/۳، مشکوٰۃ:۲۶۹؛رقم:۳۱۱۰)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ .(مسلم:۲۱۲/۲؛ رقم :(۴۵-۲۱۵۹)، ابوداؤد:۲۹۲/۱؛ رقم:۲۱۴۸، ترمذی:۱۰۱/۲؛رقم :۲۷۷۶، شعب الایمان :۳۶۴/۴؛ رقم:۵۴۲۰، ترغیب:۲۵/۳، مشکوٰۃ:۲۶۸؛ رقم:۳۱۰۴)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اے علی! کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو پھر دوبارہ نظر نہ ڈالو (یعنی اگر کسی عورت پر ناگہانی نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لو دیکھتے ہی نہ رہ جاؤ) کیونکہ پہلی نظر تو تمہارے لئے (جائز) ہے (جبکہ اُس میں تمہارے قصد وارادہ کو قطعاً دخل نہ ہو) مگر دوسری نظر (یعنی دوبارہ دیکھنا) جائز نہیں ہے (کیونکہ وہ تمہارے قصد واختیار سے ہوگا)، ایک روایت میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے (کسی اجنبی عورت پر) ناگہانی نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا (کہ ایسے وقت میں کیا کروں؟) تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ: (ایسے وقت میں فوراً) اپنی نظر پھیر لوں۔ (ابوداؤد، ترمذی، مسلم، شعب الایمان)

ف:- حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے کہ: کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو دیکھتا ہی نہ رہے، بلکہ فوراً اپنی نگاہ پھیر لے، اور دوبارہ اُس کی طرف نظر نہ کرے، کیونکہ پہلی نظر جو بلا قصد وارادہ پڑی تھی وہ معاف ہے، مگر چونکہ بحکم حدیث فوراً نظر پھیر لینا واجب ہے، اسلئے پہلی مرتبہ ناگہانی نظر پڑنے کے بعد عورت کی طرف دیکھتے ہی رہنا، یا نگاہ پھیر کر اختیار وارادہ سے دوبارہ دیکھنا، گناہ کی بات ہے، ہاں کسی ضرورت کے وقت اجنبی عورت کے بدن کو بقدرِ ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ مثلاً نکاح کے ارادے سے مخطوبہ کا چہرہ دیکھنا، یا علاج کی غرض سے معالج کے لئے مرض کی جگہ کو دیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ باقی حصّۂ بدن کو کپڑے وغیرہ سے چھپا رکھا ہو۔ (مرقاۃ فیصل:۶/۲۵۴)

بدنظری آنکھوں کا زنا ہے

[۲۳۱] (۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: " کُتِبَ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُہٗ مِنَ الزِّنَا؛ مُدْرِکٌ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ، فَالْعَیْنَانِ: زِنَا ھُمَا النَّظَرُ، وَالْاُذُنَانِ: زِنَا ھُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ: زِنَاہُ الْکَلَامُ، وَالْیَدُ: زِنَاھَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ: زِنَاھَا الْخُطٰی، وَالْقَلْبُ یَھْوٰی وَیَتَمَنّٰی، وَیُصَدِّقُ ذٰلِکَ الْفَرْجُ وَیُکَذِّبُہٗ ".

(بخاری: ۲/۹۷۸؛ رقم: ۶۶۱۲، مسلم واللفظ لہ: ۲/۳۳۶؛ رقم: (۲۱ - ۲۶۵۷)، ابوداؤد: ۱/۲۹۲؛ رقم: ۲۱۵۲، شعب الایمان: ۴/۳۶۵؛ رقم: ۵۴۲۷، ترغیب: ۳/۲۴، مشکوٰۃ: ۲۰؛ رقم: ۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کے مقدر میں زنا کا جتنا حصّہ لکھ دیا گیا ہے، وہ اُس کو ضرور

کرے گا، چنانچہ آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کو) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (نامحرم عورت سے شہوت انگیز باتیں) سننا ہے، زبان کا زنا (نامحرم عورت سے شہوت انگیز) باتیں کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا (نامحرم عورت کو بُرے ارادے سے) چھونا اور پکڑنا ہے (اسی حکم میں اُس کو خط لکھنا یا اُس پر کنکری پھینکنا وغیرہ بھی ہے)، پاؤں کا زنا (بدکاری کی طرف) جانا ہے، اور دِل خواہش و آرزو کرتا ہے (یہ دل کا گناہ ہے،) اور شرمگاہ (حقیقی زنا کرکے) اُس (خواہش و آرزو) کی تصدیق کرتی ہے، یا (بدکاری سے رُک) کر خواہشِ نفس کی تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، شعب الایمان)

ف:- زنا کی اصل کسی عورت سے حرام طریقے پر ہمبستری کرنا ہے؛ جو اسلام میں حرام ہے، لیکن شریعت کی نگاہ میں مجازاً اُن حرکات و اعمال کو بھی زنا کہا جاتا ہے، جو حقیقی زنا کا سبب بنتے ہیں: مثلاً کسی نامحرم عورت سے شہوت انگیز باتیں کرنا، یا گندے اشعار وغیرہ سنانا، گندے خیال سے اُس کی باتیں سُننا، بُری نظر سے اُس کو دیکھنا، بُرے ارادے سے اُس کو ہاتھ لگانا، یا غلط ارادے سے کسی نامحرم عورت کے پاس جانا، یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو حقیقی زنا کا سبب بن سکتی ہیں، اور آگے چل کر آدمی کو زناکاری میں مبتلا کرسکتی ہیں، اِس لئے ان سب کو بھی زنا کہا گیا ہے، تاکہ اِن اُمور کی نفرت و کراہت دلوں میں بیٹھ جائے، اور لوگ اِن سے بھی بچنے کا اہتمام کریں۔ اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ (مرقاۃ فیصل: ۱/۲۵۴)

بدنظری سے بچنے والی آنکھ جہنم میں نہیں جائے گی

[۲۳۲] (۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَـلَاثَةٌ لَا تَرٰى اَعْيُنُهُمُ النَّارَ: عَيْنٌ حَرَسَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

وَعَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ ، وَعَیْنٌ کَفَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ ''. (ترغیب: ۳/۲۳)

ترجمہ : حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تین آنکھیں جہنم کو نہیں دیکھیں گی (یعنی تین طرح کی آنکھ والے جہنم میں نہیں جائیں گے): (۱) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ داری کی (۲) وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئی (۳) وہ آنکھ جو ناجائز چیزوں کو دیکھنے سے رُکی رہی۔ (طبرانی)

کسی ممنوع النظر چیز کو قصداً دیکھنا موجبِ لعنت ہے

[۲۳۳] (۵) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: وَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ''لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ'' .

(شعب الایمان: ۶/۱۶۲؛ رقم: ۷۷۸۸، مشکوۃ: ۲۷۰؛ رقم: ۳۱۲۵)

ترجمہ : حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: مجھے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے جو (اپنے قصد و اختیار سے) کسی ناجائز چیز (مثلاً کسی نامحرم عورت یا دوسرے کے عضو مستور) کو دیکھے، اِسی طرح اُس پر بھی لعنت فرمائی ہے جس کو دیکھا جائے (جب کہ اُس نے بلا عذر و اضطرار کے قصداً دکھایا ہو، ہاں اگر کسی اجنبی شخص نے عورت کے قصد و ارادہ کے بغیر کسی نامحرم کو دیکھ لیا تو وہ عورت مستحق لعنت نہیں ہوگی)۔ (شعب الایمان)

نگاہوں کی حفاظت کی تاکید

[۲۳۴] (٦) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَتَغُضُّنَّ اَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوْجَكُمْ، اَوْ لَیَكْسِفَنَّ اللّٰهُ وُجُوْهَكُمْ". رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ . (ترغیب: ۳/۲۵)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم لوگ اپنی نگاہیں نیچی رکھو (تاکہ کسی ناجائز چیز پر نہ پڑے) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا اہتمام کرو، ورنہ اللہ جل شانہٗ تمہارے چہروں کو بے نور کردیں گے، (جس سے چہرہ بے رونق ہوجائے گا)۔ (طبرانی)

نامحرم عورت کے ساتھ خلوت سنگین جرم ہے

نامحرم عورت کے پاس خلوت میں جانے کی ممانعت

[۲۳۵] (١) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: " اِیَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَرَأَیْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: " اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ".

(بخاری: ۲/۷۸۷؛ رقم: ۵۲۳۲، مسلم: ۲/۲۱۶؛ رقم: (۲۰-۲۱۷۲)، ترمذی: ۱/۱۳۹؛ رقم: ۱۱۷۱، مسند احمد: ۴/۱۴۹، ترغیب: ۳/۲۵، مشکوٰۃ: ۲۶۸؛ رقم: ۳۱۰۲)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم لوگ کسی نامحرم اجنبی عورت کے پاس جانے سے بچو (جبکہ وہ تنہائی میں ہو یا ننگے بدن بیٹھی ہو؛ یہ سن کر) ایک انصاری صحابی نے عرض کیا کہ: یا

رسول اللہ! حَمو (یعنی دیور) کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ (کیا اُن کے لئے بھی یہ ممانعت ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: دیور تو موت ہے، (کیونکہ ایک ہی گھر میں رہنے کی وجہ سے لوگ عام طور پر اُن کے آپس میں ملنے جلنے کو اتنی اہمیت نہیں دیتے ہیں، اور دیور کا اپنی بھابی کے پاس بے تکلف آنا جانا، اُٹھنا بیٹھنا، بلا روک ٹوک آپس میں ہنسنا بولنا رہتا ہے؛ جس کی بناء پر دوسروں کی بہ نسبت یہاں برائی اور بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ زیادہ اور ہر وقت لگا رہتا ہے، اِسی سنگینی سے آگاہ کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دیور کو موت سے تعبیر فرمایا ہے؛ تاکہ گھریلو زندگی میں ہمیشہ احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کا اہتمام کیا جائے۔) (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد)

اجنبی مرد وعورت کے ساتھ تنہائی میں شیطان ہوتا ہے

[۲۳۶] (۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہ عنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.

(ترمذی: ۱/ ۱۴۰؛ رقم: ۱۱۷۱، شعب الایمان: ۴/ ۳۷۴؛ رقم: ۵۴۵۴، مشکوٰۃ: ۲۶۹؛ رقم: ۳۱۱۸)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب کوئی بھی مرد کسی نامحرم اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے، تو وہاں اُن کا تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے (یعنی جب دو اجنبی مرد وعورت خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے؛ اور اُن کے شہوانی جذبات کو بھڑکاتا ہے، یہاں تک کہ اُن پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہوجاتا ہے؛ اور دونوں بدکاری میں مبتلا ہوجاتے ہیں، لہٰذا حدیث پاک کا حاصل یہ ہوا کہ: تم کسی نامحرم عورت کے ساتھ

خلوت کا کوئی موقع ہی نہ آنے دو کہ: مبادا شیطان تمہارے درمیان آکر تمہیں برائی کے راستے پر لگا دے)۔ (ترمذی،شعب الایمان)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں شوہر و محرم کے سوا کوئی نہ رہے

[۲۳۷] (۳) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَۃٍ ثَیِّبٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَاکِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ.

(مسلم: ۲/۲۱۵؛رقم: (۱۹-۲۱۷۱)،مشکوۃ: ۲۶۸؛رقم: ۳۱۰۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: خبردار! کوئی مرد کسی جوان (بے شوہر والی) عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو (خواہ رات ہو یا دِن) سوائے شوہر اور محرم (یعنی: بیٹا باپ بھائی داماد وغیرہ) کے۔ (مسلم)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت سے پرہیز کی تاکید

[۲۳۸] (۴) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ”لَا تَلِجُوْا عَلَی الْمُغِیْبَاتِ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرَی الدَّمِ“ قُلْنَا: وَمِنْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ”وَمِنِّیْ، وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ، فَاَسْلَمُ“.

(ترمذی: ۱/۱۴۰؛رقم: ۱۱۷۲،مسند احمد: ۳/۳۰۹،مشکوۃ: ۲۶۹؛رقم: ۳۱۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اُن نامحرم عورتوں کے پاس (تنہائی میں) مت جاؤ جن کے شوہر موجود نہ ہوں، کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح (پوشیدہ طور پر) دوڑتا (اور اپنا اثر ڈالتا) رہتا ہے، ہم نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! کیا شیطان آپ کے

جسم میں بھی دوڑتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: جی ہاں! میرے جسم میں بھی دوڑتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے اسلئے میں اُس (کے شر) سے محفوظ رہتا ہوں، (آخری جملہ کا دوسرا ترجمہ یہ ہے) اس لئے شیطان میرے حق میں مسلمان (یعنی مطیع وفرمانبردار) ہوگیا ہے۔ (ترمذی، مسند احمد)

نامحرم کو ہاتھ لگانا منع ہے

[۲۳۹] (۵) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَأَنْ يُطْعَنَ فِيْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لا تَحِلُّ لَهٗ". رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ .

(شعب الایمان: ۳۷۴/۴؛ رقم: ۵۴۵۵، ترغیب: ۲۶/۳)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دی جائے یہ اُس کے لئے اِس سے بہتر ہے کہ: وہ کسی نامحرم عورت کو ہاتھ لگائے (جن کو چھونا اُس کے لئے جائز نہیں)۔ (طبرانی، شعب الایمان)

نامحرم عورت کے بدن سے بدن بھڑانے کی وعید

[۲۴۰] (۶) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: " اِيَّاكَ وَالْخَلْوَةَ بالنِّسَاءِ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَلَا رَجُلٌ بِاِمْرَأَةٍ اِلَّا وَ دَخَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمَا، وَلَأَنْ يَّزْحَمَ رَجُلٌ خِنْزِيْرًا مُتَلَطِّخًا بِطِيْنٍ ، اَوْ حَمْأَةٍ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ يَّزْحَمَ مَنْكِبُهٗ مَنْكِبَ إِمْرَأَةٍ لا تَحِلُّ لَهٗ ، رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ . (ترغیب: ۲۶/۳)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ کسی اجنبی عورت کے پاس جانے سے بچو (جبکہ وہ تنہائی میں ہو یا بے حجاب بیٹھی ہو) اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ: جب بھی کوئی شخص کسی (نامحرم) عورت سے تنہائی میں ملتا ہے؛ تو وہاں اُن دونوں کے درمیان شیطان ضرور ہوتا ہے (جو دونوں کے شہوانی جذبات بھڑکا کر دونوں کو زنا میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے) اور کوئی شخص گارے یا کیچڑ سے لت پت سور کو اپنا بدن لگائے؛ یہ اُس کے لئے اِس سے بہتر ہے کہ: وہ کسی ایسی (نامحرم) عورت کے کندھے سے اپنا کندھا بھڑائے جن کے بدن سے بدن بھڑانا اُس کے لئے جائز نہیں ہے۔ (طبرانی)

زناکاری کا وبال

زنا کرتے وقت زانی کا ایمان باقی نہیں رہتا

[۲۴۱] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَايَزْنِی الزَّانِیْ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ".

(بخاری: ۱/ ۳۳۶؛ رقم: ۲۴۷۵، مسلم: ۱/ ۵۵؛ رقم: (۱۰۰-۵۷)، ابوداؤد: ۲/ ۶۴۴؛ رقم: ۴۶۷۷، ترغیب: ۳/ ۱۸۵، مشکوۃ: ۱۷؛ رقم: ۵۳)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اُس وقت اُس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے اُس وقت اُس کا ایمان باقی

نہیں رہتا ہے، اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے اُس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، (یعنی زنا کرنے والا، چوری کرنے والا، اور شراب پینے والا ان گناہوں کے وقت پکا مؤمن نہیں رہتا، اُس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے، یا پھر مطلب یہ ہے کہ: ان گناہوں کے وقت نورِ ایمان دل سے نکل جاتا ہے، اور جب تک توبہ نہیں کر لیتا وہ نورِ ایمان واپس نہیں آتا۔) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

زنا سے بچنے والوں کے لئے جنت ہے

[۲۴۲] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ” یَا شَبَابَ قُرَیْشٍ! إِحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَلَا تَزْنُوْا، اَلَا! مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ “. (شعب الایمان: ۳۶۵/۴؛ رقم: ۵۴۲۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اے خاندانِ قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا مت کرو، اور یاد رکھو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اُس کے لئے جنت ہے۔ (شعب الایمان)

زنا سے تنگدستی آتی ہے

[۲۴۳] (۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ” اَلزِّنَا یُوْرِثُ الْفَقْرَ “. (شعب الایمان: ۳۶۳/۴؛ رقم: ۵۴۱۷، ترغیب: ۱۸۷/۳)

وَ فِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ” وَ اِذَا ظَھَرَ الزِّنَا ظَھَرَ الْفَقْرُ وَالْمَسْکَنَةُ “. رواه ابن ماجه. (ترغیب: ۱۱۸/۳)

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: زنا کاری تنگدستی پیدا کرتی ہے، ایک روایت میں ہے کہ: زنا عام ہوتا ہے تو ناداری اور غریبی بھی عام ہو جاتی ہے۔ (شعب الایمان، ابن ماجہ)

ف:- زنا کاری انتہائی بُری چیز ہے، اس کے مادی، رُوحانی، دینی، دُنیوی بڑے نقصانات ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ: اِس وقتی لذت کے پیچھے دائمی اورابدی خسارہ نہ اُٹھائیں، ایک حدیث میں اس کے چھ نقصانات بتلائے گئے ہیں، تین دُنیاوی اور تین اُخروی اِرشادِ نبوی ﷺ ہے:

زنا کے چھ نقصانات

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! اِيَّاكُمْ وَالزِّنَا؛فَاِنَّ فِيْهِ سِتَّ خِصَالٍ: ثَلَاثٌ فِي الدُّنْيَا وَ ثَلَاثٌ فِي الْاٰخِرَةِ،فَاَمَّا الَّتِيْ فِي الدُّنْيَا: فَذَهَابُ الْبَهَاءِ،وَدَوَامُ الْفَقْرِ، وَ قَصْرُ الْعُمْرِ،وَاَمَّا الَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ :سَخَطُ اللّٰهِ، وَسُوْءُ الْحِسَابِ، وَالْخُلُوْدُ فِي النَّارِ" ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:" اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ". (المائدة:۸۰)

(شعب الایمان: ۴/ ۳۷۹؛رقم: ۵۴۷۵،مختصر ذم الھویٰ: ۱۱۵)

ترجمہ : حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: مسلمانو! زنا سے بچنے کا خاص اہتمام کرو، کیونکہ اِس میں چھ قسم کے نقصانات ہیں: تین دُنیا میں اور تین آخرت میں، دُنیا کے تین

نقصانات یہ ہیں: (۱) چہرے کی رونق ختم ہوجانا (۲) ہمیشہ کے لئے تنگدست ہوجانا (۳) عمر گھٹ جانا، اور آخرت کے تین نقصانات یہ ہیں: (۴) اللہ جلّ شانہٗ کا ناراض ہونا (۵) حساب کا بُرا ہونا (۶) لمبی مدت تک جہنم میں رہنا، اُس کے بعد آپ ﷺ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اَنْ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ فِی الْعَذَابِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ'' کیونکہ اللہ اُن سے ناراض ہوگیا ہے، اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، (مولائے کریم اپنے فضل وکرم سے ہماری حفاظت فرمائے ۔ آمین)۔ (شعب الایمان)

بدکاری کا عام ہونا عذابِ الٰہی کا باعث ہے

[۲۴۴] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِذَا ظَھَرَ الزِّنَا وَ الرِّبَا فِی قَرْیَۃٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِھِمْ عَذَابَ اللّٰہِ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ: صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ. (ترغیب: ۱۹۱/۳)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ طَوِیْلَۃٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: مَا ظَھَرَتِ الْفَاحِشَۃُ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ یُعْمَلُ بِھَا فِیْھِمْ عَلَانِیَۃً اِلَّا ظَھَرَ فِیْھِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِیْ لَمْ تَکُنْ فِی اَسْلَافِھِمْ. رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاللَّفْظُ لَہٗ . (ترغیب: ۱۱۸/۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہوجاتا ہے تو بستی والے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو اتار لیتے ہیں (یعنی عذاب کے مستحق ہوجاتے ہیں)۔

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جب بھی کسی قوم میں بدکاری عام ہوتی ہے اور اُن کے درمیان کھلم کھلا بدکاری ہونے لگتی ہے تو اُن میں ایسی نئی نئی بیماریاں اور وبائیں عام ہوتی ہیں جو پہلے لوگوں میں کبھی سننے میں نہیں آئیں۔ (حاکم، بزار، بیہقی)

بدکاروں کی شرمگاہوں کی بدبو اہل جہنم کیلئے تکلیف دہ ہوں گی

[۲۴۵] (۵) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: " اِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ، وَالْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَيَلْعَنَّ الشَّيْخَ الزَّانِيَ ، وَ اِنَّ فُرُوْجَ الزُّنَاةِ لَيُؤْذِيْ اَهْلَ النَّارِ نَتْنُ رِيْحِهَا ". رَوَاهُ الْبَزَّارُ. (ترغیب: ۱۹۰/۳)

ترجمہ: حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: ساتوں زمین اور ساتوں آسمان زناکار بوڑھے پر لعنت بھیجتے ہیں، اور بدکاروں کی شرمگاہوں میں اتنی خطرناک بدبو ہوگی کہ وہ جہنم والوں کو تکلیف دے گی۔ (مسند بزار)

ف: - بڑھاپے میں خواہشاتِ نفسانی کا زور تھم جاتا ہے، شہوانی خواہشات کمزور پڑ جاتے ہیں پھر بھی زنا کا صدور ہو یہ خبثِ باطن کی علامت ہے ایسے بوڑھے سے حق تعالیٰ شانہٗ بے حد ناراض ہوتے ہیں اِسی وجہ سے ساتوں زمین و آسمان بھی اُس کے لئے رحمتِ خداوندی سے دوری کی دُعا کرتے ہیں، یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ جہنم کی بدبو ہی اتنی بھیانک ہے کہ: آدمی کے لئے کیا کم ناقابل برداشت اور اذیت ناک ہوگی، اُس پر زناکاروں کی شرمگاہ کی خطرناک بدبو جہنم والوں کے لئے بلا شُبہ کریلا نیم چڑھا کی مصداق ہوگی، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

لواطت (بدفعلی) کی قباحت

بدفعلی بدترین برائی ہے

[۲۴۶] (۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : " اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ " .

(ترمذی: ۱/۱۷۲، رقم: ۱۴۵۷، ابن ماجه والفظ له: ۱۸۷، رقم: ۲۵۶۳، شعب الایمان: ۳۵۴/۴، رقم: ۵۳۷۴، ترغیب: ۱۹۵/۳، مشکوۃ: ۳۱۲، رقم: ۳۵۷۷)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: مجھے اپنی اُمّت پر سب سے زیادہ جس بات کا ڈر ہے وہ قومِ لوط کا عمل ہے (کہ: کہیں میری اُمّت خواہشاتِ نفسانی سے مغلوب ہوکر بے صبری میں یہ برائی نہ کر بیٹھے، یا پھر حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ بدفعلی بہت ہی بُری اور قبیح شئ ہے اِس کی حرمت بڑی شدید ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری اُمت کے لوگ اِس خرابی میں مبتلا ہوکر عذابِ اِلٰہی میں نہ گرفتار ہوجائیں۔ اللّٰھم احفظنا منه) (ترمذی، ابن ماجہ، شعب الایمان)

بدفعلی کی سزا

[۲۴۷] (۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "مَنْ وَجَدْتُمُوْہُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ " .

(ابو داؤد: ۲۱۳/۲، رقم: ۴۴۶۲، ترمذی: ۱/۱۷۶، رقم: ۱۴۵۶، ابن ماجه: ۱۸۷، رقم: ۲۵۶۱، شعب الایمان: ۳۵۶/۴، رقم: ۵۳۸۶، ترغیب: ۱۹۷/۳، مشکوۃ: ۳۱۲، رقم: ۳۵۷۵)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اگر تم کسی کو قومِ لوط کا سا عمل کرتے ہوئے پاؤ، تو فاعل اور مفعول دونوں کو جان سے مار ڈالو۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، شعب الایمان)

ف :- بدفعلی کرنے والے کی سزا کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں: امام ابو یوسف امام محمد رحمہما اللہ اور امام شافعیؒ اپنے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول میں فرماتے ہیں کہ: بدفعلی کرنے والے پر زنا کی حد جاری کی جائے گی، یعنی اگر وہ مُحْصَن (شادی شدہ) ہے تو رجم کیا جائے گا، اور غیر مُحْصَن (شادی شدہ نہیں) ہے، تو سو کوڑے مارے جائیں گے، اور اس قول کے اعتبار سے امام شافعیؒ کے نزدیک مفعول بہٖ (جس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے) کو بھی سو کوڑے مارے جائیں گے، اور ایک سال کے لئے جلاوطن کردیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت، مُحْصَن ہو یا غیر مُحْصَن، کیونکہ صفتِ احصان نکاحِ صحیح کے ساتھ بیوی کے ساتھ ہمبستری سے حاصل ہوتی ہے، دُبر میں شہوت پوری کرنے سے نہیں، لہٰذا اُس کو مُحْصَن (شادی شدہ) جیسی سزا نہیں دی جاسکتی۔

علماء کی ایک جماعت (امام مالکؒ امام احمدؒ وغیرہ) کا کہنا ہے کہ: فاعل ومفعول بہ دونوں کو بہر صورت قتل ہی کیا جائے گا، مُحْصَن ہو یا غیر مُحْصَن، حضرت امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ: حدیثِ پاک کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے دونوں کو قتل ہی کیا جائے گا، پھر کیفیتِ قتل میں اختلاف ہے کچھ حضرات کہتے ہیں کہ: اُس پر عمارت گرادی جائے تاکہ نیچے دب کر مر جائے، کچھ حضرات کہتے ہیں کہ: پہاڑ کے اوپر لے جاکر نیچے پھینک دیا جائے تاکہ گر کر مر جائے، کچھ کا کہنا ہے کہ: مارتے مارتے مار ڈالا جائے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک: بدفعلی کی سزا تعزیر ہے، حد نہیں، حاکم وقت کو اختیار ہے کہ: حالات ومصالح کو سامنے رکھ کر کوئی مناسب سزا تجویز کرے، اگر بدفعلی کی لت پڑ گئی ہو تو اُسے قتل کردے، ورنہ کوڑے لگائے یا پھر جیل میں بند کردے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ: حدیثِ پاک میں ازراہِ زجر وتوبیخ قتل سے مراد ضربِ شدید ہے، کیونکہ عرف میں اس کو بھی مار ڈالنا کہا جاتا ہے، واللہ اعلم. (مرقاۃ فیصل: ۱۴۹/۷)

بدفعلی کرنے والے پر اللہ کی نظر رحمت نہیں ہوگی

[۲۴۸] (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَأَۃً فِی الدُّبُرِ".

(ترمذی: ۱۳۹/۱، رقم: ۱۱۶۵، مسند احمد: ۳۴۴/۲، ترغیب: ۱۹۸/۳، مشکوۃ: ۳۱۳، رقم: ۳۵۸۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ اُس شخص پر رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے، جو کسی مرد یا عورت کے ساتھ بدفعلی کرے۔ (ترمذی، مسند احمد)

جانور کے ساتھ بدفعلی کی سزا

[۲۴۹] (۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ وَجَدْتُمُوْہُ وَقَعَ عَلٰی بَھِیْمَۃٍ فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوا الْبَھِیْمَۃَ فَقِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاشَانُ الْبَھِیْمَۃِ؟ فَقَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: فِیْ ذٰلِکَ شَیْئًا، وَلٰکِنْ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَرِہَ اَنْ یُّؤْکَلَ مِنْ لَحْمِھَا

اَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِکَ الْعَمَلُ ''. (ترمذی واللفظ له: ۱/ ۲٦۷ ؛ رقم: ۱۴۵۵، ابو داؤد: ۲ /٦۱۳؛رقم: ۴۴۵۴،مشکوٰۃ: ۳۱۲؛رقم: ۳۵۷٦)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے پایا گیا، تو اُسے جان سے مارڈالو اور اُس کے ساتھ اُس جانور کو بھی مارڈالو، (مبادا اُس کے پیٹ سے انسانی شکل کا جانور پیدا ہوجائے، یا اُس کے زندہ رکھنے میں فاعل کی رُسوائی ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ: جانور کا کیا قصور ہے؟ (نہ تو اس میں عقل ہے، نہ وہ احکامِ شرع کا مکلّف ہے، تو پھر اُسے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں نے اس (کی مصلحت و حکمت) کے بارے میں حضور اقدس ﷺ سے تو کچھ نہیں سنا ہے، مگر میرا خیال ہے کہ: آپ ﷺ کو یہ بات گوارا نہیں ہوئی کہ: جس جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے اُس کا گوشت کھایا جائے، یا اُس (کے دودھ بال اور اُس کی نسل وغیرہ) سے فائدہ اُٹھایا جائے، (اور جب اُس جانور سے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا مکروہ ہوا تو پھر اُس کو زندہ رکھنے کا کیا فائدہ خاص کر ایسے حالات میں جب کہ اُس کے زندہ رہنے میں ایک مسلمان کی رُسوائی ہے)۔ (ترمذی، ابوداؤد)

معاشرہ میں کثرتِ لواطت کا نقصان

[۲۵۰] (۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: '' اِذَا ظُلِمَ اَهْلُ الذِّمَّةِ كَانَتِ الدَّوْلَةُ دَوْلَةَ الْعَدُوِّ، وَاِذَا كَثُرَ الزِّنَا

كَثُرَ السِّبَا ، وَاِذَا كَثُرَ اللُّوطِيَّةُ رَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَدَهُ عَنِ الْخَلْقِ فَلَايُبَالِيْ فِيْ اَيِّ وَادٍ هَلَكُوْا " رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ .(ترغیب:۳/۱۹۶)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب ذمیوں (یعنی اسلامی ملکوں میں پناہ لے کر رہنے والے غیر مسلموں) پر ظلم ہونے لگے گا، تو حکومت دشمنوں کے ہاتھ چلی جائے گی، جب زنا زیادہ ہونے لگے گا، تو قید و بند کی مشقتیں بڑھ جائیں گی، اور جب لواطت (بدفعلی) کی کثرت ہو جائے گی، تو حق تعالیٰ شانہٗ مخلوقات (کے سروں پر) سے (اپنی حفاظت کا) ہاتھ اُٹھا لیں گے، پھر اُنہیں کوئی پروا نہیں ہوگی کہ: وہ لوگ کس وادی میں جا کر ہلاک ہوں گے. (اللّٰهُمَّ احفظنامنه) (طبرانی)

عورت سے بدفعلی کرنے والے کے لئے وعید

[۲۵۱] (٦) عَنِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:" مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِامْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ ".

(ترمذی:۱/۱۹؛رقم:۱۳۵،ابو داؤد:۲/۵۴۵؛رقم:۳۹۰۰،مسند احمد: ۱/۸۶-۶/۳۰۵، ابن ماجه واللفظ له:۱/۴۷؛رقم:۶۳۹،ترغیب:۳/۱۹۹، مشکوۃ: ۵۶؛ رقم: ۵۵۱)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس شخص نے ماہواری کے زمانے میں بیوی سے صحبت کی، یا بیوی کے پیچھے کے راستہ میں بدفعلی کی، یا کسی کاہن کے پاس (غیب کی باتیں پوچھنے)

گیا، اور اُس کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ مانا، تو اُس شخص نے (گویا) محمد ﷺ پر نازل کردہ دین کا کفر (یعنی انکار) کیا۔ (ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ)

ف:- مطلب یہ ہے کہ: اگر کوئی شخص حلال اور جائز سمجھ کر حائضہ بیوی سے جماع کرلے، یا کسی عورت سے حلال سمجھ کر بدفعلی کرلے، یا کاہن کی بات کو سچ مانے، تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اگر حائضہ بیوی سے ہمبستری اور عورت سے بدفعلی کو ناجائز جانے اور کاہن کی بات کو سچ نہ مانے، تو اِن کاموں کا مرتکب فاسق ہوگا، کافر نہیں ہوگا، کاہن آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر دینے والے کو کہتے ہیں۔

نوعمر لڑکوں کو دیکھنا اور اُن کی ہمنشینی باعثِ فتنہ ہے

بڑے لوگوں کے بچوں کی ہمنشینی سے بچو!

[۲۵۲] (۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لَا تُجَالِسُوْا اَبْنَاءَ الْمُلُوْکِ فَاِنَّ النُّفُوْسَ تَشْتَاقُ اِلَیْھِمْ مَالَا تَشْتَاقُ اِلَی الْجَوَارِیْ الْعَوَاتِقِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَنْ یُحِدَّ الرَّجُلُ النَّظَرَ اِلَی الْغُلَامِ الْاَمْرَدِ.

(تلبیس ابلیس: ۳۰۹، ومختصر ذم الھویٰ: ٦٦)

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: بادشاہوں کے نوعمر بچوں کی ہمنشینی مت اختیار کرو، کیونکہ دلوں میں اُن کی رغبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ: جتنی جوان لڑکیوں کی رغبت بھی نہیں ہوتی، ایک روایت میں ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے نوعمر بے ریش لڑکے کو تیز نظر سے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (تلبیس ابلیس)

ف :- شیطان انسان کا ازلی دُشمن ہے وہ کسی بھی طرح انسان کو قربِ خداوندی کی دولت سے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اوراس کی شکل یہ ہے کہ: وہ بندوں کو معاصی کے راستے پر لے جاتا ہے، پہلے چھوٹے گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے، پھر دھیرے دھیرے بڑے گناہ تک پہنچاتا ہے، وہ نفسیات کا اتنا ماہر ہے کہ: ہر ایک کے لئے وہی راستہ اختیار کرتا ہے، جس میں اُس کو کامیابی کا پورا پورا اِمکان نظر آتا ہے، مثلاً عابد کے پاس آکر ایک ہی دفعہ میں اُسے زنا کی دعوت نہیں دیتا، بلکہ پہلے بدنظری میں مبتلا کرتا ہے، پھر رفتہ رفتہ زنا میں پھانستا ہے، اِسی طرح علماء اوراہلِ سلوک کے بارے میں اُسے معلوم ہے کہ: یہ لوگ اجنبی عورت سے دور رہتے ہیں، اسلئے اِن لوگوں کو عورتوں کی بدنظری کے بجائے، نوعمروں کی ہمنشینی اور شفقت نوازی کے بہانے، اُن کے چہروں کی طرف دیکھنے کی راہ کو ہموار کرتا ہے، پھر رفتہ رفتہ بدفعلی کے گناہ میں مبتلا کردیتا ہے، اِسی لئے نبی کریم ﷺ نے امردوں کی طرف دیکھنے سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اورسلف نے اِس بارے میں ہمیشہ احتیاط کی راہ ہی اپنائی ہے، اسلئے ہم لوگوں کو بھی بے حد بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہم سب کی مدد فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

نوعمر لڑکوں کے چہروں پر گہری نظر نہ ڈالو

[۲۵۳] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَمْلَؤُا اَعْیُنَکُمْ مِنْ اَوْلَادِ الْمُلُوْکِ فَاِنَّ لَهُمْ فِتْنَةً اَشَدَّ مِنْ فِتْنَةِ الْعَذَارٰی". (تلبیس ابلیس: ۳۰۹)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم لوگ بادشاہوں کی اولاد کو نگاہ بھر کر نہ دیکھو، کیونکہ اُن کا فتنہ کنواری (جوان) لڑکیوں کے فتنہ سے بھی سخت ہوتا ہے (یعنی بادشاہوں یا مالداروں اور بڑے گھرانے کے لڑکے، چونکہ عام طور پر حسین وجمیل اور اُن کے چہرے پُرکشش ہوتے ہیں، اس لئے اُنہیں دیکھنا کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ گناہ کا باعث بنتا ہے، اِس لئے عافیت کی بات یہ ہے کہ: اُن کے چہروں کو بے ضرورت نہ دیکھو)۔ (تلبیس ابلیس)

ف:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: علماء کے پاس بے ریش لڑکے کی آمد خونخوار درندے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حسن بن ذکوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "لَاتُجَالِسُوْا اَوْلَادَ الْاَغْنِيَاءِ فَاِنَّ لَهُمْ صُوَراً كَصُوَرِ النِّسَاءِ وَهُمْ اَشَدُّ فِتْنَةً مِنَ الْعَذَارِیٰ" تم لوگ مالداروں کے لڑکے کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نہ رکھو کیونکہ اُن کی شکل وصورت عورتوں جیسی (پُرکشش) ہوتی ہے، اور اُن کا فتنہ کنواری جوان لڑکیوں سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ (تلبیس ابلیس: ۳۱۰)

امرد صبیح الوجہ کو پیچھے بیٹھانا

[۲۵۴] (۳) وَقَدْ رُوِیَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ: "قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْهِمْ غُلَامٌ اَمْرَدُ ظَاهِرُ الْوَضَاءَةِ فَاَجْلَسَهُ النَّبِیُّ ﷺ وَرَاءَ ظَهْرِهِ الحديث. (تلبيس ابليس: ۳۱۰)

ترجمہ : امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ: قبیلہ عبدالقیس کا جو وفد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی خدمت میں آیا تھا، اُس میں ایک کمسن بے ریش لڑکا بھی تھا، جو بہت ہی خوبصورت تھا، آپ ﷺ نے اُس کو پیچھے بیٹھایا۔ (تلبیس ابلیس)

بہتان لگانا گناہِ کبیرہ ہے

انتہائی ہلاکت خیز سات گناہ

[۲۵۵] (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:"اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ ؟ قَالَ : الشِّرْکُ بِاللّٰهِ ، وَ السِّحْرُ، وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَکْلُ الرِّبَا، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ ".وَ فِیْ النَّسَائِی بَدْلَ السِّحْرِ الشُّحُّ. (بخاری واللفظ له: ۱/۳۸۸؛ رقم:۲۷۶۶، مسلم: ۱/۶۴؛رقم:(۱۴۵–۸۹)، ابوداؤد: ۲/۳۹۷؛ رقم: ۲۸۷۱، نسائی: ۲/۱۳۴؛رقم:۳۶۷۳،ترغیب:۳/۳۱۵،مشکوٰۃ: ۱۷؛ رقم: ۵۲)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضورِاقدس ﷺ نے اِرشادفرمایا کہ:انتہائی ہلاکت انگیزسات گناہوں سے بچو! صحابہ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! وہ سات گناہ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، (یاحد سے زیادہ بخل کرنا) کسی ایسے شخص کوقتل کرنا جس کوقتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، ہاں مگرحق کے ساتھ (یعنی حدود وقصاص میں قتل کرسکتے ہیں،) سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا، اور بھولی بھالی پاکدامن مومن عورت پرزنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری،مسلم،ابوداوٗد،نسائی)

اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا

[۲۵۶] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ یَقُوْلُ:مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِمَّا قَالَ: جُلِدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ كَمَا قَالَ . (بخاری:۲/۱۰۱۳؛رقم: ۶۸۵۸،مسلم:۲/۵۲؛ رقم:(۳۷-۱۶۶۰) ترمذی:۲/۱۶؛رقم:۱۹۴۷،ترغیب:۳/۳۱۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی، حالانکہ وہ زنا سے پاک تھا، تو قیامت کے دِن اُس (تہمت لگانے والے) کو (حدِّ قذف کے اَسّی) کوڑے مارے جائیں گے، ہاں اگر غلام ایسا ہی ہو جیسا آقا نے کہا (تو پھر آقا کو تہمت کے کوڑے نہیں لگیں گے)۔ (بخاری، مسلم)

بغیر علم اپنی باندی کو زانیہ کہنا منع ہے

[۲۵۷] (۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ زَارَ عَمَّةً لَهٗ فَدَعَتْ لَهٗ بِطَعَامٍ، فَاَبْطَأَ تِ الْجَارِیَةُ، فَقَالَتْ:اَلَا تَسْتَعْجِلِیْ یَا زَانِیَةُ ؟ فَقَالَ عَمْرٌو:سُبْحَانَ اللّٰهِ ! لَقَدْ قُلْتِ عَظِیْمًا؛هَلِ اطَّلَعْتِ مِنْهَا عَلٰى زِنًا ؟ قَالَتْ:لَا وَاللّٰهِ،فَقَالَ:اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:"اَیُّمَا عَبْدٍ اَوِامْرَأَةٍ قَالَ اَوْ قَالَتْ:لِوَلِیْدَتِهَا یَا زَانِیَةُ ! وَلَمْ تَطَّلِعْ مِنْهَا عَلٰى زِنًا؛جَلَدَتْهَا وَلِیْدَتُهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ، لِاَنَّهٗ لَاحَدَّ لَهُنَّ فِی الدُّنْیَا". رَوَاهُ الْحَاكِمُ . (ترغیب:۳/۳۱۶)

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: وہ ایک مرتبہ اپنی پھوپھی سے ملاقات کے لئے گئے، پھوپھی نے اُن کے لئے کھانا لانے کو کہا، باندی سے کھانا لانے میں ذرا دیر ہوئی، تو پھوپھی نے (غصّہ میں) کہا اری بدکار! جلدی کیوں نہیں کررہی؟ حضرت عمروؓ نے (یہ سن کر) تعجب سے کہا: سبحان اللہ! آپ نے تو بہت ہی بُری بات کہی، کیا آپ نے اسے بدکاری کرتے دیکھا ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں؛ بخدا! دیکھا تو نہیں ہے، اِس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس مرد یا عورت نے اپنی باندی کو ''یازانیۃ'' کہہ کر پکارا حالانکہ اُسے باندی کی بدکاری کا پتہ نہیں ہے، تو وہ باندی اُس کو قیامت کے دِن (اِس تہمت لگانے کی بنا پر تہمت کے) کوڑے مارے گی اور یہ اِس لئے کہ: (باندی کے غیر محصن ہونے کی وجہ سے اُس پر تہمت لگانے کے بدلے) دُنیا میں اُس کو کوئی حد نہیں لگائی جائے گی۔ (مستدرک حاکم)

معاملات کا بیان

اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت

اپنی محنت کی کمائی سب سے بہتر روزی

[۲۵۸] (۱) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ رضی اللہ عنہ: عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: '' مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ دَاؤدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ '' رواہ البخاری وغیرہٗ

وَابْنُ مَاجَه وَلَفْظُهٗ قَالَ: " مَا كَسَبَ الرَّجُلُ كَسْبًا اَطْيَبَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ ، وَمَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَخَادِمِهٖ فَهُوَ صَدَقَةٌ".

(بخاری: ۱/۲۷۸؛رقم: ۲۰۷۲،ابن ماجہ: ۱۵۶؛رقم:۲۱۳۸،ترغیب: ۲/۳۳۳، شعب الایمان: ۲/۸۴؛رقم: ۱۲۲۴،مشکوٰۃ: ۲۴۱؛رقم: ۲۷۵۹)

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا، یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے برگزیدہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی روزی کھاتے تھے،ایک اور روایت میں ہے کہ: آدمی نے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمائی ہوئی روزی سے پاکیزہ کوئی روزی نہیں کمائی،اور آدمی اپنے اوپر،اپنی بیوی بچوں پر،اپنے خادموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے سب صدقہ ہے۔ (بخاری،ابن ماجہ،شعب الایمان)

ف :- حدیث پاک میں بہت ہی اہتمام کے ساتھ لوگوں کو اپنی روزی خود اپنی صنعت وحرفت اور اپنی محنت وکسب سے حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ اِس میں آدمی کے لئے بہت سے فوائد ہیں: مثلاً جو شخص اپنی صنعت وحرفت اور اجرت وتجارت وغیرہ کے ذریعہ روزی کماتا ہے، اِس سے جس طرح خود اُن کی ذات کو منافع حاصل ہوتے ہیں، اِسی طرح دوسرے لوگوں کو بھی زندگی گذارنے کے اسباب ووسائل اور دیگر فوائد حاصل ہوتے ہیں، بے کار آدمی مختلف قسم کی خرابیوں کا شکار اور دھرتی پر بوجھ بنا رہتا ہے،مگر جو شخص اپنے پیشہ اور کام کاج میں مشغول رہتا ہے، وہ ہر طرح کے لہو ولعب اور بے کار باتوں سے محفوظ رہتا ہے، اپنا کام اپنے

ہاتھ سے انجام دیتے رہنے کی وجہ سے آدمی میں کسرِ نفسی اور خاکساری پیدا ہوتی ہے، جس کی بنا پر نفس سرکشی سے محفوظ رہتا ہے، اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص معاشی طور پر کسی کا محتاج نہیں رہتا ہے، نہ کسی سے سوال کرتا ہے نہ کسی کے سامنے جھکتا ہے، ہمیشہ عزت کی زندگی گذارتا ہے، تاہم ان فوائد کے حصول کے لئے شرط یہ ہے کہ: آدمی اپنی محنت وکمائی کے بجائے حق تعالیٰ شانہٗ کو رازقِ حقیقی جانے۔

پھر حدیث کے آخر میں حضرت داؤد علیہ السلام کا حال بتا کر ترغیب میں مزید تاکید پیدا کردی کہ: دیکھو! اپنے ہاتھ سے محنت کرنا اور روزی کمانا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، اور اُن کی سنتوں کی پیروی کا تاکیدی حکم خود قرآن میں موجود ہے، ارشاد ربانی ہے: ’’اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ‘‘ (الانعام: ۹۰) یہ وہ لوگ تھے جن کو ھدایت کی اللہ نے، سو تو چل اُن کے طریقے پر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

روایتوں میں آیا ہے کہ: حضرت داؤد علیہ السلام اپنے عہد حکومت میں غیر متعارف لوگوں سے اپنے حالات معلوم کیا کرتے تھے، کوئی انجان شخص ملتا جو آپ کو نہیں جانتا، تو آپ اُن سے دریافت کرتے کہ تمہارے بادشاہ داؤد علیہ السلام کیسے ہیں؟ اُن کی سیرت وکردار کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، تاکہ اپنے حالات کی نگرانی رہے، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک فرشتے کو انسان کی شکل میں اُن کے پاس بھیج دیا، حضرت نے انجان سمجھ کر اُن سے بھی پوچھ لیا کہ: تمہارے خلیفہ داؤد کیسے ہیں؟ اُس نے جواب میں کہا کہ: داؤد ہیں تو بہت اچھے آدمی؛ مگر بیت المال کی روزی کھاتے ہیں، یہ سن کر حضرت کو تنبہ ہوا، اور دِل کی گہرائی سے رب ذو الجلال کے حضور دُعا مانگی کہ: الٰہی مجھے بیت المال کی روزی سے مستغنی

کردیجئے، مجھے کوئی ہنر سکھا دیجئے، تاکہ اپنی محنت کی روزی کھاؤں، باری تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کر کے آپ کو زِرہ بنانے کا ہنر سکھایا، قدرت نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا: کہ لوہا آپ کے ہاتھوں میں آتے ہی موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا، جس سے آپ زِرہ بناتے اور ایک زِرہ چار ہزار میں بیچ کر اپنا گزر بسر کرتے تھے، بعض روایتوں میں ہے کہ: آپ روزانہ ایک زِرہ بناتے اور اُس کو چھ ہزار درھم میں بیچتے تھے، جن میں سے دو ہزار درہم بیوی بچوں اور اپنی ذات پر خرچ کرتے، اور باقی چار ہزار بنواسرائیل کے فقراء و مساکین پر صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ (مرقاۃ فیصل: ۶/۴)

محنت کی کمائی ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے

[۲۵۹] (۲) عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "لَاَنْ يَّأْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَأْتِيْ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ".

(بخاری واللفظ لہ: ۱/۱۹۹؛ رقم: ۱۴۷۱، ابن ماجہ: ۱۳۳؛ رقم: ۱۸۳۶، شعب الایمان: ۲/۸۴؛ رقم: ۱۲۲۳، ترغیب: ۲/۳۳۳، مشکوٰۃ: ۱۶۲؛ رقم: ۱۸۴۱)

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص اپنی رسّی لے کر جائے (اور جنگل سے لکڑیوں کا ایک گٹھر باندھ کر) اپنی پشت پر لاد کر لائے، اور اُسے فروخت کرے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہٗ اُس کی عزت وآبرو کو برقرار رکھے (جو مانگنے سے چلی جاتی ہے) تو یہ اُس کے لئے اِس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے (اور اُن کے سامنے ہاتھ پھیلائے) کیونکہ پتہ نہیں لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری، ابن ماجہ، شعب الایمان)

پیشہ ور مومن اللہ کا محبوب ہے

[۲۶۰] (۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ. (شعب الایمان: ۸۸/۲؛ رقم: ۱۲۳۷، طَبرانی فی الکبیر: ۲۳۸/۱۲؛ رقم: ۱۳۲۰۰، ترغیب: ۳۳۵/۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہٗ ایسے مومن سے محبت فرماتے ہیں جو اپنے ہاتھ سے روزی کماتا ہے۔ (شعب الایمان، طَبرانی)

ف:- حضرت علی بن عَثّام عامری الکوفی متوفی ۱۲۸ھ دوسری صدی کے بڑے محدّث، صحیح مسلم اور سنن نسائی کے رواۃ میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: مجھے یہ بات پسند ہے کہ مسلمان پیشہ ور اور دستکار ہو (تاکہ اپنے ہاتھ سے روزی کما کر عزت کی زندگی گذارے اور کسی کے سامنے سوال کی ذلت نہ اُٹھانی پڑے) کیونکہ انسان جب محتاج ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنا دین برباد کرتا ہے۔ (شعب: ۸۹/۲؛ رقم: ۱۲۴۰)

کونسا کسب افضل ہے؟

[۲۶۱] (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَیُّ الْکَسْبِ اَفْضَلُ؟" قَالَ: عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ، وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَرُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ.

(مسند احمد عن رافع: ۱۴۱/۴، ترغیب: ۳۳۴/۲، مشکوۃ: ۲۴۲؛ رقم: ۲۷۸۳)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: کون سی کمائی پاکیزہ (یعنی افضل) ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جو مقبول (یعنی شرعی اُصول وقواعد کے مطابق ہو، خیانت، دھوکا اور فساد وغیرہ سے پاک) ہو۔ (طبرانی)

محنت مزدوری کرنے والوں کے گناہ معاف

[۲۶۲] (۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ اَمْسٰی مَغْفُوْرًا لَہٗ ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْاَصْبَھَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ. (ترغیب: ۲/۳۳۵)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے شام اِس حال میں کی کہ: اپنے ہاتھ کی کمائی (اور محنت و مزدوری کی وجہ سے) تھک کر چور ہو گیا ہے، تو اُس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (طَبرانی، ترغیب)

محنت کر کے زمین سے روزی حاصل کرنے کی ترغیب

[۲۶۳] (۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " اُطْلُبُوا الرِّزْقَ مِنْ خَبَایَا الْاَرْضِ ". وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا: " خَیْرُ الْکَسْبِ کَسْبُ یَدَیِ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ ".

(شعب الایمان: ۲/۸۷؛ رقم: ۱۲۳۳ و ۱۲۳۶)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: زمین کی تہہ سے (کھیتی کر کے) روزی حاصل کرو، دوسری روایت میں ہے کہ: بہترین کمائی اپنے ہاتھوں سے محنت کی کمائی ہے بشرطیکہ خیر خواہانہ جذبہ سے ہو (کہ مقصد بیوی بچوں، رشتے داروں اور ضرورت مند مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم)۔ (شعب الایمان)

حلال کمائی اور غذا کی اہمیت

حلال روزی کمانا فرض ہے

[۲۶۴] (۱) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: " طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ ".

(شعب الایمان: ۶/ ۴۲۰؛ رقم: ۸۷۴۱، ترغیب: ۲/ ۳۴۵، مشکوۃ: ۲۴۲؛ رقم: ۲۷۸۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: حلال روزی کمانا (اُس شخص کے لئے جو اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کے لئے روزی کا محتاج ہو) فرائض (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) کے بعد اہم فریضہ ہے (جس کا مقام اِن چاروں فرائض سے کمتر ہے)۔ (شعب الایمان)

حلال مال کمانا اور کھانا یا کھلانا صدقہ ہے

[۲۶۵] (۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ:" اَیُّمَا رَجُلٍ اِکْتَسَبَ مَالًا مِنْ حَلَالٍ فَاَطْعَمَ نَفْسَہٗ اَوْ کَسَاھَا،فَمَنْ دُوْنَہٗ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ کَانَ لَہٗ بِہٖ زَکَاۃٌ". رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ طَرِیْقِ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْھَیْثَمِ. (ترغیب:۲/۳۴۵)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ:جس شخص نے حلال مال کمایا،پھر اُسی میں سے کھایا یا پہنا،اور مخلوق خدا میں سے دوسرے کو بھی کھلایا یا پہنایا،تو یہ اُس کے لئے زکوٰۃ کے مثل ہوگا (یعنی اُس کو صدقہ کا ثواب ملے گا)۔ (صحیح ابن حبان)

حلال کمائی والوں کے لئے جنت کی بشارت

[۲۶۶] (۳) وَ عَنْ نَصِیْحِ الْعَنسِیِّ عَنْ رَکْبِ الْمِصْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:" طُوْبٰی لِمَنْ طَابَ کَسْبُہٗ،وَصَلَحَتْ سَرِیْرَتُہٗ ، وَ کَرُمَتْ عَلَا نِیَتُہٗ،وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّہٗ،طُوْبٰی لِمَنْ عَمِلَ بِعِلْمِہٖ وَاَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِہٖ ، وَاَمْسَکَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِہٖ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ. (ترغیب:۲/۳۴۵)

ترجمہ : حضرت رَکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ:جنت کی خوشخبری ہے اُن لوگوں کے لئے:جن کی کمائی حلال و پاکیزہ ہو،باطن نیک ہو،ظاہر اچھا ہو،اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہو،خوشخبری ہے

اُس شخص کے لئے: جو اپنے علم پر عمل کرے، ضرورت سے زائد مال کو (ضرورت مندوں پر) خرچ کرے، اور فضول باتوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ (طبرانی)

حلال کھانے والا جنتی ہے

[۲۶۷] (۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا، وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ، وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ، دَخَلَ الْجَنَّۃَ ، فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ فِیْ النَّاسِ (وَ فِیْ التَّرْغِیْبِ فِیْ اُمَّتِکَ) لَکَثِیْرٌ، قَالَ: وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ".

(ترمذی: ۲/۷۵؛ رقم: ۲۵۲۰، ترغیب: ۲/۳۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے پاکیزہ کھانا (حلال کمائی کا) کھایا، سنت پر عمل کیا، اور لوگ اُس کی ایذاؤں سے محفوظ و مامون رہے، تو وہ جنتی ہوگیا، ایک صحابی نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ایسے لوگ تو آج کل (آپ کی امت میں) بہت ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بعد کے زمانوں میں بھی ایسے لوگ بہت ہوں گے۔ (ترمذی)

حلال کمائی کھانے کا فائدہ

[۲۶۸] (۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: "اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا: حِفْظُ اَمَانَۃٍ، وَصِدْقُ حَدِیْثٍ، وَحُسْنُ خَلِیْقَۃٍ، وَعِفَّۃُ طُعْمَۃٍ". رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَاِسْنَادُھُمَا حَسَنٌ. (شعب الایمان: ۴/۳۲۱؛ رقم: ۵۲۵۸، مسند احمد: ۲/۲۸۸، ترغیب: ۲/۳۴۵، مشکوۃ: ۴۴۵؛ رقم: ۵۲۲۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اگر تمہارے اندر چار چیزیں ہیں، تو پھر دُنیا کے فوت ہونے کا تمہیں کوئی غم نہیں ہونا چاہئے: (۱) امانت کی حفاظت کرنا (یعنی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرنا) (۲) سچی بات کہنا (۳) اخلاق کا اچھا ہونا (۴) کھانے میں پرہیز گاری اختیار کرنا (یعنی حلال کی کمائی سے کھانا اور حرام کھانے سے بچنا)۔ (مسند احمد، طبرانی)

حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے نہ بچنے کا نقصان

[۲۶۹] (۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ تَعَالٰى: يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ. (المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ تَعَالٰى: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ. (البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، اَشْعَثَ اَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ! يَارَبِّ! (مَرَّتَيْنِ) وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ، وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ، فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟ ".

(مسلم واللفظ له: ۱/ ۳۲۶؛ رقم: (۶۵ – ۱۰۱۵)، ترمذی: ۲/ ۱۲۳؛ رقم: ۲۹۸۹، دارمی: ۲/ ۳۸۹؛ رقم: ۲۷۱۷، مسند احمد: ۲/ ۳۲۸، مشکوٰۃ: ۲۴۱؛ رقم: ۲۷۶۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: بلاشبہ حق تعالیٰ شانہٗ (ہر قسم کے نقص وعیب سے) پاک ہیں، اور اُس پاک ذات کی بارگاہ میں صرف وہی (صدقات واعمال) قبول ہوتے ہیں (جو

شرعی عیوب اور نیت کے بگاڑ سے) پاک ہوں، (یاد رکھو!) اللہ جل شانہٗ نے جس چیز کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے (یعنی حلال مال کھانے اور اچھے اعمال کرنے کا)، اُسی چیز کا حکم تمام مومنین کو بھی دیا ہے، چنانچہ اللہ جل شانہٗ کا اِرشاد ہے: ''یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْامِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْاصَالِحًا، اِنِّیْ بِمَاتَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ '' (المؤمنون: ۵۱) (اے رسول! حلال روزی کھاؤ اور اچھے اعمال کرو، یقین رکھو کے جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اُس کا پورا پورا علم ہے۔) اِسی طرح اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنَ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ''. (البقرۃ: ۱۷۲) (اے ایمان والو! تم صرف وہی پاک وحلال روزی کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے (بطورِ مثال) ایک شخص کا حال ذکر کیا کہ: وہ (حج، عمرہ، جہاد، طلبِ علم یا دیگر خیر کے کاموں کے لئے) دور دراز کا سفر کرتا ہے (اور مقامات مقدسہ پر پہنچنے کے لئے پوری مشقت اُٹھاتا ہے، جہاں پہنچ کر دُعا قبول ہوتی ہے، پھر وہاں پہنچ کر) وہ اِس حال میں دُعا کے لئے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے (کہ: طویل سفر کی بنا پر) سر کے بال پراگندہ اور پورا جسم گرد آلود ہے (اور انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! مگر حال یہ ہے کہ: اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا لباس حرام، اور بچپن سے آج تک حرام ہی حرام غذاؤں سے پرورش پائی، تو بھلا اُس کی دُعا کس طرح قبول کی جائے؟ (مسلم، ترمذی، دارمی، مسند احمد)

ف:- ذرا غور فرمایئے! کہ: حرام مال سے نہ پرہیز کرنے کا اثر اتنا خراب ہوتا ہے کہ: قبولیتِ دُعا کے بہت سارے اسباب حاصل ہونے کے باوجود دُعا قبول نہیں ہوتی، حدیثِ پاک میں بطورِ مثال ذکر کردہ شخص کو دیکھئے کہ: وہ عبادت گزار ہے؛

جو اللہ کا مقرب ہوتا ہے، مسافر ہے؛ جس کی دُعا قبول ہوتی ہے، ایسے مقدس مقام پر دُعاء مانگ رہا ہے جہاں دُعائیں قبول کی جاتی ہیں، اُس کی ظاہری حالت ایسی کہ دیکھ کر ترس آئے؛ الغرض! قبولیتِ دعا کے تمام آثار موجود ہیں؛ مگر اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی، کیوں؟ صرف اسلئے کہ: وہ حرام سے پرہیز نہیں کرتا، گویا اُس کی محنت ومشقت اور عبادت وحالت اُس کی دعا کو صرف اِس لئے مؤثر نہیں بنا سکی کہ: وہ حرام مال کھاتا ہے، حرام لباس پہنتا ہے، کمائی کے حرام ذرائع سے اجتناب نہیں کرتا، اس سے معلوم ہوا کہ: دعا کی قبولیت رزقِ حلال پر موقوف ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ: دُعا کے دو بازو ہیں؛ ایک اکل حلال؛ دوسرا صدق مقال؛ یعنی حلال کھانا اور سچ بولنا۔

حدیث پاک پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے، اور اپنی زندگی کو حرام سے پاک رکھنے کی فکر کیجئے! مولائے کریم ہماری مدد فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنا نصیب فرمائے۔ آمین۔ (مرقاۃ فیصل:۶/۷)

حرام کمائی اور حرام غذا پر وعید

حرام کمائی کا انجام

[۲۷۰] (۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا حَرَامًا فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ فَيُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ، وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَمْحُوْ السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ، وَلٰكِنْ يَمْحُوْ السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ". رَوَاهُ اَحْمَدُ

وَغَيْرُهُ مِنْ طَرِيْقِ اَبَانَ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَدْ حَسَّنَهَا بَعْضُهُمْ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. (مسند احمد: ۱/۳۸۷، شرح السنّة: ۸/۱۰؛ رقم: ۲۰۳۰، ترغیب: ۲/۳۴۷، مشکوۃ: ۲۴۲؛ رقم: ۲۷۷۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: ایسا نہیں ہے کہ کوئی بندہ حرام مال کما کر اُس میں سے صدقہ کرے، اور وہ قبول کرلیا جائے (یعنی اگر کوئی شخص حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال صدقہ کرے، تو اُس کا صدقہ قطعاً قبول نہیں ہوتا، نہ ہی اُسے کوئی ثواب ملتا ہے،) اور نہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ: وہ شخص اُس حرام مال کو (خود اپنے اوپر یا اپنے اہل وعیال پر) خرچ کرے، اور اُسے برکت دی جائے (یعنی حرام ذریعہ سے کمائے ہوئے مال کو خرچ کیا جائے تو اُس میں برکت بالکل نہیں ہوتی)، اور جو شخص (مرنے کے بعد کے لئے) اپنے پیچھے حرام مال چھوڑ جاتا ہے، وہ اُس کا ایسا توشہ بن جاتا ہے، جو اُسے جہنم (کی آگ) تک پہنچا دیتا ہے، یادرکھو! اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ دور نہیں فرماتے، بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ دور فرماتے ہیں، اِسی طرح ناپاک چیز ناپاکی کو دور نہیں کرتی (یعنی حرام مال آدمی کو فائدہ نہیں پہنچاتا، حلال مال ہی سے فائدہ پہنچتا ہے)۔ (مسند احمد)

حرام مال کھانے پر وعید

[۲۷۱] (۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ". رَوَاهُ اَحْمَد وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ

اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: کُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمُؤَذِّنِ (عَنْہُ) اَیُّمَا لَحْمٍ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ. (سنن دارمی:۴۰۹/۲؛رقم:۲۷۷۶، مسند احمد:۳۲۱/۳، ترمذی:۷۸/۱؛ رقم:۶۱۴، شعب الایمان:۵۶/۵؛رقم:۵۷۵۹، ترغیب:۳۴۹/۲ ، مشکوٰۃ:۲۴۲؛رقم:۲۷۷۲)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: وہ گوشت (یعنی بدن) جس نے حرام مال سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جو گوشت حرام مال سے نشو ونما پائے وہ جہنم کی آگ ہی کے زیادہ لائق ہے (یعنی جس شخص کی جسمانی نشو ونما حرام مال کھانے سے ہوئی ہو، وہ بدن خبیث و ناپاک ہوجاتا ہے، اور جنت پاکیزہ جگہ ہے جہاں ناپاک چیز داخل نہیں ہوتی، اسلئے وہ جنت میں نہیں جاسکے گا)۔

(سنن دارمی، مسند احمد، شعب الایمان، ترمذی)

حرام مال سے لاپروائی کا زمانہ

[۲۷۲] (۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ’’یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ، اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ‘‘. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ رَزِیْنُ فِیْہِ ’’فَاِذْ ذَالِکَ لَا تُجَابُ لَھُمْ دَعْوَۃٌ‘‘. (بخاری: ۲۷۶/۱؛رقم: ۲۰۵۹، نسائی: ۲۱۱/۲؛رقم: ۴۴۶۶، ترغیب: ۳۴۷/۲، مشکوٰۃ: ۲۴۱؛رقم: ۲۷۶۱)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ: آدمی کو جو مال بھی ملے گا وہ لے کر رکھ لے گا، اُس کے بارے میں اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ: وہ حلال کا ہے یا حرام کا، اور جب ایسا زمانہ آئے گا تو اُس وقت لوگوں کی دُعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ (بخاری، نسائی، رزین)

ف:- جوں جوں عہد نبوت سے دوری ہوگی، اور قیامت قریب آتی جائے گی، گمراہی بڑھتی جائے گی، اور اعمال وافکار خراب ہوتے چلے جائیں گے، ایک بڑی خرابی یہ آئے گی کہ: لوگ حلال وحرام میں کوئی تمیز نہیں کریں گے، جس کو جو مال جس طرح بھی ملے گا یہ دیکھے بغیر کہ: حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا، آج ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری طرح سچ ثابت ہو رہی ہے، لوگوں نے حلال وحرام کے درمیان تمیز کرنا چھوڑ دیا ہے، جس کے ہاتھ جو لگ جائے اُسے بٹورنے کی ہوس میں مبتلا ہے، اور حد تو یہ ہے کہ: اِس وبا میں عوام وخواص ہر طبقے کے لوگ شریک ہیں، اللہ ہمیں صحیح سمجھ دے اور ہر برائی سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

تھوڑے سے مالِ حرام کا بھی اثر ہوتا ہے

[۲۷۳] (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَ فِيْ ثَوْبِهٖ دِرْهَمٌ مِنْ حَرَامٍ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لَهٗ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ، ثُمَ اَدْخَلَ اُصْبُعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَ قَالَ: صَمَّتَا اِنْ لَمْ اَكُنْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

(شعب الایمان: ۵/۱۴۲؛ رقم: ۶۱۱۴، مشکوٰۃ: ۲۴۳؛ رقم: ۲۷۸۹)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: کسی نے دس درہم میں کپڑا خریدا جس میں ایک درہم حرام کا بھی ہو، تو جب تک آدمی کے بدن پر اُس کپڑے کا ایک چیتھڑا بھی رہے گا، حق تعالیٰ شانہٗ اُس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے، اُس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی (شہادت کی) دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال کر فرمایا کہ: یہ دونوں کان بہرے ہوجائیں اگر میں نے حضور اقدس ﷺ سے دو یا تین مرتبہ یہ اِرشاد نہ سنا ہو۔ (شعب الایمان)

ف :- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: اگر حرام مال کا معمولی سا حصّہ بھی آدمی کے بدن پر موجود ہو، تو اُس کا اِتنا اثر ضرور ظاہر ہوگا کہ: اُس کی عبادت قبول نہیں ہوگی، اِسی بات کو بطورِ مثال اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ: اگر ایک شخص نے دس درہم میں کپڑا خریدا، اور اُن دس درہم میں ایک درہم ایسا بھی شامل کیا ہو، جو کسی حرام ذریعہ سے حاصل ہوا تھا، تو جب تک اُس کپڑے کا کوئی حصّہ اُس کے جسم پر رہے گا، اُس کی نماز قبول نہیں ہوگی، بھلے ہی شرائط وارکان کے مطابق نماز پڑھنے کی بنا پر فرض ادا ہوجائے گا، مگر اُس کی یہ نماز اِس لائق نہیں ہے کہ: اُسے ثواب دیا جائے، گویا اُس کی یہ نماز ارضِ مغصوبہ (ناحق چھینی ہوئی زمین) میں پڑھی گئی نماز کی طرح ہے کہ: اگرچہ نماز صحیح اور فرض ادا ہوجاتا ہے، مگر اُسے نماز کا پورا ثواب نہیں ملتا۔

روایت کے آخری جملے کا مقصد اِس حدیث کی اہمیت کو بتانا ہے کہ: جو بات میں نے کہی ہے، وہ کوئی میری اپنی بات نہیں ہے، بلکہ حدیث مرفوع اور آنحضرت ﷺ کا وہ اِرشادِ گرامی ہے، جو میں نے خود اپنے کانوں سے دو تین مرتبہ سنا ہے، اگر میں نے حضور ﷺ کی یہ بات اپنے کانوں سے نہ سنی ہو، اور میں اپنی طرف سے کوئی غلط بات کہہ رہا ہوں تو میرے دونوں کان بہرے ہوجائیں۔

حرام کمائی سے خیرات کرنا وبال ہے

[۲۷۴] (۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:" اِذَا اَدَّیْتَ زَکَاةَ مَالِکَ فَقَدْ قَضَیْتَ مَا عَلَیْکَ، وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ یَکُنْ لَهٗ فِیْهِ اَجْرٌ وَکَانَ اِصْرُهٗ عَلَیْهِ". رَوَاهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ، وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْهِمَا ، وَالْحَاکِمُ ، وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّبْرَانِیِّ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ:" مَنْ کَسَبَ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَاَعْتَقَ مِنْهُ، وَوَصَلَ مِنْهُ رَحِمَهٗ کَانَ ذَالِکَ اِصْرًا عَلَیْهِ". (ترغیب: ۲/ ۳۴۶-۳۴۷)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی، تو تم پر جو مالی حق ہے، وہ ادا کر دیا، اور جس نے حرام مال جمع کیا (کمایا،) پھر اُسی میں سے خیرات کیا، تو اُس خیرات کا اُس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اُس پر اس کا وبال اور گناہ ہوگا، اور دوسری روایت میں ہے کہ: جس نے حرام مال کمایا، پھر اُسی میں سے غلام آزاد کیا، اور اُسی میں سے صلہ رحمی کی تو یہ اُس پر وبال ہوگا۔ (صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان، طبرانی)

حرام کمائی سے خرچ کرنے والا جہنم میں ڈالا جائے گا

[۲۷۵] (۶) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمَرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:" مَنِ اکْتَسَبَ مَالًا مِنْ مَأْثَمٍ فَوَصَلَ بِهٖ رَحِمَهٗ، اَوْ تَصَدَّقَ بِهٖ، اَوْ اَنْفَقَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جُمِعَ ذَالِکَ کُلُّهٗ جَمِیْعًا فَقُذِفَ بِهٖ فِیْ جَهَنَّمَ". رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ . (ترغیب: ۲/ ۳۴۷)

ترجمہ : حضرت قاسم بن مُخَیمَرَۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے گناہ سے (یعنی حرام طریقہ پر) مال کمایا، پھر اُسی میں سے صلہ رحمی کی، یا خیرات کیا، یا اللہ کے راستے میں خرچ کیا تو (قیامت کے دِن) یہ سب جمع کیا جائے گا، اور وہ شخص اِس کی بدولت مال سمیت جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اَبُوْدَاوُدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ)

سچّے اور دیانتدار تاجر کے فضائل

سچا اور دیانتدار تاجر انبیاء کے ساتھ

[۲۷۶] (۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَالَ" اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ ". رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ. وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّھَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ". (ترمذی: ۱/۱۴۵؛رقم: ۱۲۰۹،ابن ماجہ: ۱/۱۵۶؛ رقم: ۲۱۳۹،ترغیب: ۲/۳۶۵،مشکوٰۃ: ۲۴۳؛رقم: ۲۷۹۶)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: (قول وفعل میں) انتہائی سچائی اور بے حد دیانتداری کے ساتھ (کہ: جس میں خیانت کا شائبہ بھی نہ ہو) کاروبار کرنے والا شخص نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ ایک روایت میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: امانت دار، سچا اور مسلمان تاجر قیامت کے دِن شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ف:- حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے کہ: جو کاروباری شخص سچا اور دیانتدار ہو، اور اُس کی زندگی دیگر صفتِ کمال سے بھی متصف ہو، تو قیامت کے دِن اُس کا حشر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا کہ: جس طرح وہ حضرات اُس دِن کی ہولناکیوں اور پریشانیوں سے محفوظ، اور رحمت خداوندی کے سائے میں ہوں گے، اِسی طرح یہ شخص بھی رحمت خداوندی کی پناہ میں ہوگا۔ یا پھر یہ مطلب ہے کہ: اس کو جنت میں ان حضرات سے قرب و رفاقت حاصل ہوگی، انبیاء کی رفاقت تو اُن کی اطاعت کی بنا پر، صدیقین کی رفاقت اُن کی صفتِ خاص صدق میں موافقت کی وجہ سے، اور شہیدوں کی رفاقت اُس شخص کو اس لئے ملے گی کہ: شہداء اس کے صدق و امانت کی گواہی دیں گے۔ (مرقاۃ فیصل: ۳۲/۶)

کس تاجر کی کمائی پاکیزہ ہے؟

[۲۷۷] (۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: " اِنَّ التَّاجِرَ اِذَا کَانَ فِیْہِ اَرْبَعُ خِصَالٍ طَابَ کَسْبُہٗ: اِذَا اشْتَرٰی لَمْ یَذُمَّ، وَاِذَا بَاعَ لَمْ یَمْدَحْ، وَلَمْ یُدَلِّسْ فِی الْبَیْعِ، وَلَمْ یَحْلِفْ فِیْمَا بَیْنَ ذَالِکَ". رَوَاہُ الْاَصْبَھَانِیُّ. وَفِیْ رِوَایَةِ الْبَیْھَقِیِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِنَّ اَطْیَبَ الْکَسْبِ کَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِیْنَ: اِذَا حَدَّثُوْا لَمْ یَکْذِبُوْا، وَاِذَا ائْتُمِنُوْا لَمْ یَخُوْنُوْا، وَاِذَ وَعَدُوْا لَمْ یَخْلِفُوْا، وَاِذَا اشْتَرَوْا لَمْ یَذُمُّوْا، وَاِذَا بَاعُوْا لَمْ یَمْدَحُوْا، وَاِذَا کَانَ عَلَیْھِمْ لَمْ یَمْطُلُوْا، وَاِذَا لَھُمْ لَمْ یُعَسِّرُوْا".

(شعب الایمان: ۲۲۱/۴؛ رقم: ۴۸۵۴، ترغیب: ۳۶۶/۲)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تاجر (کاروبار کرنے والے) میں اگر چار باتیں ہوں تو اُس کی کمائی انتہائی پاکیزہ ہے: (۱) کوئی چیز خریدے تو اُس میں (بے وجہ) عیب نہ لگائے (۲) بیچنے والا اپنے سامان کی (حد سے زیادہ) تعریف نہ کرے (۳) خرید وفروخت میں کسی طرح کا دھوکا نہ دے (۴) خرید وفروخت کے درمیان زیادہ قسمیں نہ کھائے۔اور شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی اُن تاجروں کی ہے: جو بات میں جھوٹ نہ بولیں، امانت میں خیانت نہ کریں، وعدہ خلافی نہ کریں، کوئی چیز خریدتے وقت اُس میں (خواہ مخواہ) کا عیب نہ لگائیں، کچھ بیچیں تو (بے جا) تعریف نہ کریں، اُن پر دوسروں کا بقایا ہو تو ادا کرنے میں ٹال مٹول نہ کریں، اور اُن کے حقوق دوسروں پر ہوں تو وصول کرنے میں تنگ نہ کریں۔ (اصبہانی، شعب الایمان)

بُرے تاجروں کا بُرا حشر

[۲۷۸] (۳) عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ(رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ)رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُوْنَ، فَقَالَ: ''يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!'' فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَرَفَعُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ اِلَيْهِ، فَقَالَ: ''اِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَ بَرَّ وَصَدَقَ''.

(ترمذی واللفظ له: ۱/۱۴۵؛ رقم: ۱۲۱۰، ابن ماجه: ۱/۱۵۶؛ رقم: ۲۱۴۶، شعب الایمان: ۴/۲۱۹؛ رقم: ۴۸۴۹، مشکوۃ: ۲۴۴؛ رقم: ۲۷۹۹، ترغیب: ۲/۳۶۶)

ترجمہ : حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے، (باہر بازار میں) آپ نے لوگوں کو خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! اے سوداگرو! آپ ﷺ کی آواز سُن کر سب نے لبیک کہا، اپنی گردنیں اُٹھائیں، آپ کی طرف نظر کی (جب سارے لوگ آپ ﷺ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوگئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تاجروں کا حشر قیامت کے دِن فاجروں (یعنی جھوٹوں، نافرمانوں اور بدکاروں) کے ساتھ ہوگا، سوائے اُن تاجروں کے جو اللہ جل شانہٗ سے ڈرا (اپنے آپ کو ہر چھوٹے بڑے گناہ، دھوکا اور خیانت سے بچایا) اور نیکی کی (یعنی کاروبار میں لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اور اللہ کی اطاعت وعبادت میں بھی لگا رہا) اور سچ پر قائم رہا (یعنی سامان بیچنے میں نہ جھوٹ بولا نہ جھوٹی قسمیں کھائیں جیسا کہ تاجروں کا شیوہ ہے)۔

(ترمذی، ابن ماجہ، شعب الایمان)

سچا تاجر عرش کے سائے میں

[۲۷۹] (۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ''. رَوَاهُ الْاَصْبَهَانِیُّ وَغَیْرُهٗ . (ترغیب: ۲/۳۶۵)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سچا تاجر قیامت کے دِن عرش کے سائے میں ہوگا۔ (اصبہانی وغیرہ)

تاجروں کو جھوٹ سے بچنے کی ہدایت

[۲۸۰] (۵) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ ﷺ يَخْرُجُ اِلَيْنَا وَكُنَّا تُجَّارًا، وَكَانَ يَقُوْلُ: "يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ اِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ". رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ بِاِسْنَادٍ لَا بَأْسَ بِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ. (ترغیب: ۲/۳۶۸)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ ہمارے درمیان تشریف لاتے جب کہ ہم لوگ تجارت میں مشغول ہوتے، اور آپ فرمایا کرتے: یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! اے بیوپار کرنے والو! جھوٹ سے بے حد بچنے کا اہتمام کرو! (طبرانی)

نہ بیچنے کی قسم کھائی پھر بیچ دی، اِس میں آخرت کا خسارہ ہے

[۲۸۱] (۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ اَعْرَابِيٌّ بِشَاةٍ، فَقُلْتُ: تَبِيْعُهَا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ؟ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، ثُمَّ بَاعَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "بَاعَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَاهُ". رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ. (ترغیب: ۲/۳۶۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دیہاتی ایک بکری لے کر میرے پاس سے گذرے تو میں نے اُس سے کہا: تین درہم میں بیچو گے؟ اُس نے کہا: نہیں! خدا کی قسم (نہیں بیچوں گا) پھر (اِس قسم کے باوجود بعد میں) بیچ دیا، میں نے (یہ پورا واقعہ) حضور ﷺ سے ذکر کیا: تو آپ ﷺ نے (سُن کر) فرمایا کہ: اُس نے اپنی آخرت کو دُنیا کی خاطر بیچ دیا (کیونکہ اپنی قسم کو جھٹلا کر وہ گنہگار ہوا جس کی بنا پر آخرت کا خسارا ہوا)۔ (صحیح ابن حبان)

جھوٹی یا زیادہ قسمیں کھانے کی ممانعت

تین آدمی قیامت میں اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم

[۲۸۲] (۱) عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " ثَلاَ ثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ: اُشَیْمِطُ زَانٍ، وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ، وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰہُ بِضَاعَتَہٗ لَا یَشْتَرِیْ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ، وَلَا یَبِیْعُ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ ". رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ، وَفِی الصَّغِیْرِ وَالْاَوْسَطِ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ: " ثَلاَ ثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ، وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ". فَذَکَرَہٗ، وَرُوَاتُہٗ مُحْتَجٌّ بِھِمْ فِی الصَّحِیْحِ. (شعب الایمان: ۴/۲۲۰؛ رقم: ۴۸۵۲، ترغیب: ۲/۳۶۷)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ: حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دِن اُن کی طرف نظرِ (رحمت) نہیں فرمائیں گے (نہ اُن سے مشفقانہ انداز میں بات کریں گے، نہ ہی اُن کو گناہوں سے پاک کریں گے، بلکہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا): (۱) سفید ریش (بوڑھا) ہوجانے کے باوجود زنا کرنے والا (۲) فقیر و نادار ہونے کے باوجود اِترانے والا (۳) وہ شخص جو نہ تو اپنا سامان قسم کھائے بغیر خریدتا ہو نہ ہی قسم کھائے بغیر بیچتا ہو۔ (طبرانی، شعب الایمان)

زیادہ قسمیں کھا کر خرید وفروخت کا انجام

[۲۸۳] (۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: " اَلْحَلِفُ مَنْفَقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ ".

(بخاری: ۱/ ۲۸۰ ؛رقم:۲۰۸۷،مسلم: ۲/ ۳۲؛رقم: (۱۳۱-۱۶۰۶) ، ابو داؤد: ۲/ ۴۷۴؛ رقم:۳۳۳۳، شعب الایمان:۴/ ۲۱۹؛رقم:۴۸۴۷ ، ترغیب: ۲/ ۳۶۹ ، مشکوٰۃ:۲۴۳؛رقم: ۲۷۹۴)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جھوٹی یا زیادہ قسمیں کھانا (قسم کھانے والے کے خیال میں بظاہر) سازوسامان کے خوب بکنے کا سبب معلوم ہوتا ہے، مگر آخرکار برکت ختم ہوجانے کا سبب بنتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداوٗد، شعب الایمان)

ف :- حدیثِ پاک کا حاصل یہ ہے کہ زیادہ قسمیں کھانا جھوٹی ہو یا سچّی ؛ بھلے ہی وقتی طور پر کاروبار کی ترقی اور مال ومتاع کی بڑھوتری کا باعث محسوس ہوتا ہو، کہ لوگ اُس کی قسم پر اعتماد کرکے اُس سے خوب لین دین کریں، مگر یہی چیز آخرکار برکت ختم ہونے کا سبب بن جاتی ہے، اِس طور پر کہ: اُس کا مال ضائع ہوجاتا ہے، یا ایسی جگہ خرچ ہوجاتا ہے، جس کا نہ اُسے کوئی دُنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہے، نہ اُخروی اجروثواب ملتا ہے، یا اِس طرح کہ: اپنے پاس مال ہوتے ہوئے بھی اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، یا پھر اِس طرح کہ: اُس کا چھوڑا ہوا مال کسی ناہنجار وارث کے ہاتھ لگ جائے، جو اُس کی قدر نہ کرسکے۔ واللہ اعلم۔ (مرقاۃ فیصل:۶/ ۳۳)

زیادہ قسموں سے بچنے کی تاکید

[۲۸۴] (۳) **عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ،اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ:" اِیَّاکُمْ وَکَثْرَةَ الْحَلِفِ فِی الْبَیْعِ ، فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ " .**

(مسلم: ۲/ ۳۲؛رقم: (۱۳۲-۱۶۰۷)،ترغیب: ۲/ ۳۶۹،مشکوٰۃ: ۲۴۳؛رقم: ۲۷۹۳)

ترجمہ : حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو! کیونکہ زیادہ قسمیں کھانا (بظاہر شروع شروع میں) بھلے ہی تجارت کو بڑھاوا دیتا ہو، مگر آخر کار برکت کو ختم کردیتا ہے۔ (مسلم)

ف:- مطلب یہ ہے کہ: زیادہ قسمیں کھا کر کاروبار کرنے میں وقتی طور پر تجارت کو خوب بڑھاوا ملتا ہے، کیونکہ لوگ اُس کی قسم کا اعتبار کرتے ہوئے شروع شروع میں اُس سے مال خوب خریدتے ہیں، لیکن زیادہ قسمیں کھانے کی عادت کی بنا پر رفتہ رفتہ اُس سے جھوٹی قسموں کا صدور ہونے لگتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ: باطنی طور پر تجارت کی حقیقی رُوح، اور خیر و برکت نکل جاتی ہے، اور آہستہ آہستہ لوگوں کا اعتماد اُٹھ جاتا ہے، اور اُس سے خرید و فروخت میں تأمل کرنے لگتے ہیں، اِس طرح اُس کا کاروبار ٹھپ ہوکر مال گھٹتا چلا جاتا ہے۔ (مرقاۃ فیصل: ۳۲/۶)

زیادہ قسم کی بنا پر تاجروں کو صدقہ کا حکم

[۲۸۵] (۴) عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ غَرَزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَمّٰى فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّمَاسِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ. فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ". وَ فِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ "اِنَّ الشَّيْطَانَ وَالْاِثْمَ يَحْضُرَانِ الْبَيْعَ، فَشُوْبُوْا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ".

(ابن ماجہ واللفظ لہ: ۱/۱۵۶؛ رقم: ۲۱۴۵، ترمذی: ۱/۱۴۵؛ رقم: ۱۲۰۸، ابوداؤد: ۴/۴۷۲؛ رقم: ۳۳۲۴، مشکوۃ: ۲۴۳؛ رقم: ۲۷۹۸)

ترجمہ : حضرت قیس بن ابی غَرَزَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ہم (سوداگر) لوگوں کو سَمَاسِرَہ (یعنی دلال) کہا جاتا تھا، لیکن (ایک دِن) نبی کریم ﷺ کا گذر ہماری طرف سے ہوا؛ تو آپ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے نام سے پکارا: جو ہمارے اُس (پہلے) نام سے کہیں بہتر ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: **یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!** (اے تجارت کرنیوالو!) خرید وفروخت میں (عام طور پر زیادہ یا جھوٹی) قسمیں اور بے فائدہ باتیں پیش آجاتی ہیں؛ (کہ شیطان آکر گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے) اسلئے تم لوگ تجارت کو صدقہ وخیرات کے ساتھ ملائے رکھو (یعنی روزانہ کچھ نہ کچھ خیرات کر دیا کرو)۔ (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)

ف :- تُجَّار: تاجر کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہے خرید وفروخت کرنے والا، اور "سَمَاسِرَہ" سِمْسَار کی جمع ہے، جس کے معنیٰ ہے دلال، تجار نام بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن کریم میں کئی جگہ خرید وفروخت کے کاروبار کی تعریف اور مدح وستائش لفظ تجارت ہی سے کی ہے، جیسے: "**هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ**". (الصَّفّ: ۱۰) (کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے)۔

تجارت کو صدقۂ جاریہ وخیرات کے ساتھ ملائے رکھو: کا مطلب یہ ہے کہ: تجارت میں عام طور پر شیطان کے دخل دینے کی وجہ سے بے فائدہ باتوں، اور جھوٹی سچی قسموں کا صدور ہوتا رہتا ہے، جو پروردگار کے غضب وغصّہ کا باعث ہیں، اسلئے تم لوگ اِن دونوں برائیوں کے کفارہ کے طور پر اپنا کچھ مال صدقہ وخیرات کرتے رہا کرو؛ کیونکہ صدقہ وخیرات اللہ کے غضب وغصّہ کو دور کرتا ہے۔

بیوپاری لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر گنہگار ہوتے ہیں

[۲۸۶] (۵) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ شِبْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ التُّجَّارَهُمُ الْفُجَّارُ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَيْسَ قَدْ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ (وَفِيْ نُسْخَةٍ: اَلَيْسَ اللّٰهُ قَدْ اَحَلَّ الْبَيْعَ؟) قَالَ: "بَلٰى؛ وَلٰكِنَّهُمْ يَحْلِفُوْنَ فَيَأْثَمُوْنَ، وَيُحَدِّثُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ".

(شعب الایمان: ۴/۲۱۹؛ رقم: ۴۸۴۶، مسند احمد: ۳/۴۲۸، ترغیب: ۲/۳۶۶)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: تُجّار سب کے سب فاجر (وبدکار) ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ! کیا اللہ جل شانہٗ نے خرید وفروخت کو جائز نہیں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں (بلا شبہ جائز کیا ہے؛) مگر بات یہ ہے (کہ تاجر لوگ اپنے آپ کو نافرمانی سے بچا نہیں پاتے، کیونکہ) جھوٹی یا زیادہ قسمیں کھاتے ہیں، جس کی بنا پر گنہگار ہوتے ہیں، اور بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں۔ (مسند احمد، شعب الایمان، مستدرک حاکم)

چار آدمی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں

[۲۸۷] (۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ؛ اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِيْ، وَالْاِمَامُ الْجَائِرُ".

(نسائی: ۱/۳۵۹؛ رقم: ۲۵۷۵، شعب الایمان: ۴/۲۲۱؛ رقم: ۴۸۵۳، ترغیب: ۲/۳۶۸)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: چار آدمی سے اللہ جل شانہٗ دُشمنی رکھتے ہیں (یعنی اُن سے ناراض ہوتے ہیں): (۱) بہت زیادہ قسمیں کھا کر خرید وفروخت کرنے والا (تاکہ سامان خوب بکے) (۲) اِترانے والا فقیر (۳) زنا کار بوڑھا (۴) ظالم بادشاہ۔ (نسائی، شعب الایمان)

سود کا بیان

سود کا ایک درہم چھتیس مرتبہ زنا سے بڑھ کر ہے

[۲۸۸] (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''دِرْهَمُ رِبًا (يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ) اَشَدُّ عَلَى اللّٰهِ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلاَثِيْنَ زِنْيَةً'' وَقَالَ: ''مَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ''. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ.

(شعب الایمان واللفظ لہ: ۴/۳۹۴؛ رقم: ۵۵۱۸، مسند احمد: ۱/۲۲۵، ترغیب: ۳/۵، مشکوۃ: ۲۴۶؛ رقم: ۲۸۲۵)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: سود کا ایک درہم (کھانا؛ یہ جانتے ہوئے کہ یہ سود ہے،) اللہ کے یہاں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہو (یعنی جس شخص کی جسمانی نشو ونما اور پرورش حرام مال مثلاً: سود اور رشوت وغیرہ سے ہوئی ہو) جہنم ہی اُس کے زیادہ لائق ہے۔ (شعب الایمان، مسند احمد، طبرانی)

ف:- حدیثِ پاک کا مقصد حرام کھانے، اور حقوق العباد کی پامالی سے بچنے کی تاکید کرنا، اور طلب حلال کا اہتمام کرنے کی ترغیب دینا ہے، جہاں تک چھتیس کے عدد کی حکمت کا سوال ہے، تو اِس کا حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، البتہ اللہ کے بعض مخصوص بندے اِس سے باخبر ہوئے ہیں، چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ: سود زنا سے سخت اسلئے ہے کہ: سود کھانے والے کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ رہتا ہے، جیسا کہ: فرمانِ باری تعالیٰ ''فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ'' (البقرۃ: ۵۹) (پھر اگر نہیں چھوڑتے (تم لوگ سود کا بقایا) تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے) کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے، ہر شخص اِس نکتہ پر غور کرسکتا ہے کہ: حق تعالیٰ شانہٗ نے سود کھانے والے کو جس قدر سخت اور غضبناک تنبیہ فرمائی ہے، ایسی سخت تنبیہ زنا یا کسی بھی گناہ کے بارے میں نہیں فرمائی ہے کہ: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے جنگ کا اعلان سن لو، ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ: ''اعلانِ جنگ'' کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کب اور کیوں ہوتا ہے؟ ظاہر ہے کہ: اللہ اور اُس کے رسول جس کے خلاف جنگ کا اعلان کرے یا جو شخص اللہ اور اُس کے رسول سے برسرِ جنگ ہو، اُس کی محرومی، شقاوت و بدبختی اور دُنیا و آخرت کی مکمل تباہی و بربادی میں کیا تأمل ہوسکتا ہے، بس اللہ ہی ہم سب کی اپنے فضل سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ (مرقاۃ فیصل: ۶/۵۵)

سود کا ادنیٰ گناہ ماں سے زنا کے برابر ہے

[۲۸۹] (۲) عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اَلرِّبَا سَبۡعُوۡنَ حُوۡبًا، اَيۡسَرُهَا اَنۡ يَّنۡكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ''. (ابن ماجہ: ۲/۱۶۵؛ رقم: ۲۲۷۴، شعب الایمان: ۴/۳۹۴؛ رقم: ۵۵۲۰، ترغیب: ۳/۶، مشکوۃ: ۲۴۶؛ رقم: ۲۸۲۶)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں، اُن میں سے ادنیٰ درجہ ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ اللّٰھم احْفَظْنَا مِنْهُ۔ (ابن ماجہ، شعب الایمان)

سود خور کے پیٹ میں سانپ ہی سانپ

[۲۹۰] (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَتَيْتُ، لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ، عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ، فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰٓؤُلَآءِ يَا جِبْرَئِيْلُ!؟ قَالَ: هٰٓؤُلَآءِ اَكَلَةُ الرِّبَا".

(ابن ماجہ: ۲/۱۶۵؛ رقم: ۲۲۷۳، ترغیب: ۳/۷، مشکوٰۃ: ۲۴۶؛ رقم: ۲۸۲۸)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: معراج کی رات میرا گذر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے پیٹ گھروں (اور مکانوں) کی طرح (بڑے بڑے) تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے، جو باہر سے نظر آ رہے تھے، (اور اُن لوگوں کی ذلت ورُسوائی کا پتہ دے رہے تھے،) میں نے (حیرت زدہ ہوکر) حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ: یہ سود خور لوگ ہیں۔ (ابن ماجہ)

سود خور پر آپ ﷺ کی لعنت

[۲۹۱] (۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اٰكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهٗ، وَكَاتِبَهٗ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: "هُمْ سَوَاءٌ".

(مسلم: ۲/۲۷؛ رقم: (۱۰۶-۱۵۹۸)، ترمذی عن ابن مسعود: ۱/۱۴۵؛ رقم: ۱۲۰۶، ابو داؤد: ۲/۴۷۳؛ رقم: ۳۳۳۱، ترغیب: ۳/۳، مشکوٰۃ: ۲۴۶؛ رقم: ۲۸۲۹)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے لعنت فرمائی ہے (یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہونے کی بد دعا کی ہے:) سود کھانے والے، سود دینے والے، اُس کا دستاویز لکھنے والے، اور اُس کے دونوں گواہوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ سب کے سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

(مسلم، ترمذی، ابوداوٗد)

سود خوروں کو سُوَّر اور بندر بنا دیا جائے گا

[۲۹۲] (۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: " وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیَبِیْتَنَّ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلٰی اَشَرٍ، وَبَطَرٍ، وَلَعِبٍ، وَلَھْوٍ، فَیُصْبِحُوْا قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ، بِاسْتِحْلَالِھِمُ الْمَحَارِمَ، وَ اِتِّخَاذِھِمُ الْقَیْنَاتِ، وَشُرْبِھِمُ الْخَمْرَ، وَبِاَکْلِھِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِھِمُ الْحَرِیْرَ". رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الْاِمَامِ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِہٖ. (ترغیب: ۸/۳)

ترجمہ : حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: اُس ذات کی قسم جسکے دست قدرت میں میری جان ہے، میری اُمت کے کچھ لوگ رات گزاریں گے تکبر، ناشکری اور کھیل کود میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آخرت سے بے فکر اور غافل ہوکر) مگر صبح ہوتے ہی وہ سب بندر اور سُوَّر بنادیئے جائیں گے، حرام کو حلال سمجھنے، گانے والیوں سے ناچ گانا سننے اور شراب پینے کی بنا پر، اسی طرح اُن کے سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے (کہ یہ سارے اُمور گناہِ کبیرہ ہیں مگر حلال سمجھ کر کرنے سے آدمی دائرۂ ایمان سے نکل جاتا ہے، اسی لئے حق تعالیٰ شانہٗ اُنہیں مسخ کی سزا دیں گے)۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ. (زوائد مسند احمد)

سود سے آخرکار مال میں کمی آتی ہے

[۲۹۳] (٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰی قِلَّةٍ". رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، وَ فِیْ رِوَايَةِ الْحَاكِمِ قَالَ: "اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰی قُلٍّ" وَقَالَ فِیْهِ اَیْضاً صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ.

(ابن ماجہ: ۲/۱٦٦؛رقم: ۲۲۷۹،شعب الایمان: ۴/۳۹۲؛رقم: ۵۵۱۱-۵۵۱۲، ترغیب: ۳/۸،مشکوۃ: ۲۴٦؛رقم: ۲۸۲۷)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے بھی سود کے ذریعہ اپنا مال بڑھایا، بعد میں اُس کے مال میں کمی (اور بے برکتی ضرور) آتی ہے۔ (ابن ماجہ،شعب الایمان)

قرض سنگین چیز ہے

مقروض کا مفلسی کی حالت میں مرنا بڑا گناہ ہے

[۲۹۴] (۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: "اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ یَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ - بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِیْ نَهٰی اللّٰهُ عَنْهَا - اَنْ یَّمُوْتَ رَجُلٌ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ لَا یَدَعُ لَهٗ قَضَاءً". (ابو داؤد: ۲/۴۷۵؛رقم: ۳۳۴۰،شعب الایمان: ۴/۴۰۰؛رقم: ۵۵۴۱، ترغیب: ۲/۳۷٦،مشکوۃ: ۲۵۳؛رقم: ۲۹۲۲)

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ نے منع کیا ہے، ایک بہت بڑا گناہ -- جس کو کر کے بندہ اللہ سے ملے -- یہ ہے کہ: کوئی شخص اِس حال میں مرے کہ: اُس پر قرض ہو، اور اُس کی ادائیگی کے لئے اُس نے اپنے پیچھے کوئی مال نہ چھوڑا ہو۔ (ابوداوٗد، شعب الایمان)

ف :- مفلسی کی حالت میں قرض کا بوجھ لیکر مرنے کے گناہ کو، کبیرہ گناہوں کے بعد کا درجہ اِس لئے دیا گیا ہے کہ: گناہِ کبیرہ بذاتِ خود ممنوع ہے، لیکن قرض لینا بذاتِ خود ممنوع نہیں ہے کہ: وہ گناہ کبیرہ کے زمرے میں آئے، کیونکہ بعض احادیث میں (واقعی ضرورت کی تکمیل کے لئے) قرض لینے کی اجازت دی گئی ہے؛ گویا حدیث پاک میں اِس بات کی تاکید ہے کہ: جہاں تک ہو سکے جلد سے جلد قرض کی ادائیگی کی فکر کی جائے۔

قرض ذلّت کی نشانی ہے

[۲۹۵] (۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : ”الدَّیْنُ رَایَةُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ، فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُذِلَّ عَبْدًا وَضَعَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ“. رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ. (ترغیب: ۲/۳۷۰)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: قرض روئے زمین پر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ذلّت کا نشان ہے، حق تعالیٰ شانہٗ جس کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں، اُس کی گردن میں ڈال دیتے ہیں، (بشرطیکہ وہ قرض بے ضرورت، یا کسی ناجائز کام کے لئے لیا گیا ہو، کیونکہ ضرورت پر قرض لینا ذلّت نہیں ہے)۔ (مستدرک حاکم)

ف:- شریعت نے جہاں ضرورت پر قرض لینے کی اجازت دی ہے، وہیں بلا ضرورت قرض لینے سے منع بھی کیا ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اُنہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اپنے کو امن کے بعد خوف میں مبتلا مت کرو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی وجہ سے'' (کہ قرض کی وجہ سے آدمی پر ادائیگی کا بوجھ بڑھ جاتا ہے اور امن واطمنان ختم ہو جاتا ہے)۔ (مسند احمد:۴/۱۵۴،ترغیب:۲/۳۷۰)

قرض کم ہو تو زندگی بے غم ہوتی ہے

[۲۹۶] (۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَ ھُوَ یُوْصِی رَجُلًا وَ ھُوَ یَقُوْلُ: '' اَقِلَّ مِنَ الذُّنُوْبِ یَھُنْ عَلَیْکَ الْمَوْتُ، وَاَقِلَّ مِنَ الدَّیْنِ تَعِشْ حُرًّا ''.

(شعب الایمان: ۴/۴۰۴؛رقم:۵۵۵۷،ترغیب: ۲/ ۳۷۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ سے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے سنا کہ: آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا کہ: گناہ کم کرو تمہاری موت آسان ہو جائے گی، اور قرض کم لو (فکر وغم سے) آزاد زندگی گذاروگے۔ (شعب الایمان)

قرضدار کی رُوح قرض ادا ہونے تک روک دی جائے گی

[۲۹۷] (۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ''نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْہُ''.

(ترمذی: ۱/۱۲۸؛رقم: ۱۰۷۹،مسند احمد: ۲/۴۴۰ و ۴۷۵،ابن ماجه: ۲/ ۱۷۴؛ رقم: ۲۴۱۳،شعب الایمان: ۴/ ۴۰۱؛رقم: ۵۵۴۳و ۵۵۴۴،ترغیب: ۲/۳۷۷)

وَفِیْ رِوَایَةِ الْاَوْسَطِ لِلطَّبْرَانِیّ عَنِ الْبَرَاءِ بِنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ”صَاحِبُ الدَّیْنِ مَأْثُوْرٌ بِدَیْنِہٖ یَشْکُوْا اِلَی اللّٰہِ الْوَحْدَةَ. (ترغیب: ۲/۳۷۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: مومن کی رُوح اُس کے قرض کی وجہ سے اُس وقت تک معلق رہتی ہے، (یعنی جنت یا صالح بندگانِ خدا کی جماعت میں داخل نہیں ہو پاتی،) جب تک اُس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ: قرضدار اپنے قرض کی وجہ سے؛ (جنت میں داخل ہونے اور نیک لوگوں کی صحبت میں پہنچنے سے) روک دیا جائے گا، (چنانچہ) وہ قیامت کے دِن اپنے پروردگار سے اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، شعب الایمان، طبرانی)

ف:- علماء فرماتے ہیں کہ: جو قرض اپنی ادائیگی تک آدمی کو جنت میں داخل ہونے، وہاں کی لذتوں سے فائدہ اُٹھانے اور نیک لوگوں کے زمرے میں شامل ہونے سے رُوک دے گا، اُس سے وہ قرض مراد ہے، جو بلاضرورت لیا گیا ہو؛ اور فضول و بیکار کاموں میں خرچ کیا گیا ہو، لہٰذا اگر حقوق واجبہ کی تکمیل کے لئے قرض لیا تھا؛ اور وہ ادا بھی کرنا چاہتا تھا؛ مگر ادا کرنے سے پہلے مر گیا؛ تو ایسا قرض اُس کو

جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکے گا، بلکہ امید ہے کہ: حق تعالیٰ شانہ اُس کا قرض اپنے پاس سے ادا کر کے اُسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

قرض کے بدلے میں نیکیاں

[٢٩٨] (۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ دِیْنَارٌ اَوْ دِرْہَمٌ قُضِیَ مِنْ حَسَنَاتِہٖ، لَیْسَ ثَمَّ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْہَمٌ ". رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ. وَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَلَفْظُہٗ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: " اَلدَّیْنُ دَیْنَانِ: فَمَنْ مَاتَ وَھُوَ یَنْوِیْ قَضَاءَہٗ فَاَنَا وَلِیُّہٗ، وَمَنْ مَاتَ وَھُوَ لَا یَنْوِیْ قَضَاءَہٗ فَذَاکَ الَّذِیْ یُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِہٖ، لَیْسَ یَوْمَئِذٍ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْہَمٌ ". (ابن ماجة: ٢/١٧٤؛ رقم: ٢٤١٤، ترغیب: ٢/٣٧٣)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس کا انتقال اِس حال میں ہوا کہ: اس پر کسی کا ایک دینار یا ایک درہم قرض رہ گیا ہے، تو وہ اس کی نیکیوں سے وصول کیا جائے گا، کیونکہ وہاں دینار و درہم (یعنی روپئے پیسے) نہیں ہوں گے، اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: قرض دو طرح کا ہے: جس (قرضدار) کا اِنتقال اس حال میں ہوا کہ وہ اپنا قرض ادا کرنا چاہتا تھا، (مگر وہ ادا کرنے سے پہلے مرگیا،) تو میں اس کا قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں، اور جس قرضدار کا اِنتقال اس حال میں ہوا کہ: وہ قرض ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا، تو یہی وہ قرضدار ہے جس کی نیکیاں لی جائیں گی، کیونکہ اُس دن نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ (ابن ماجہ، طبرانی)

شہید سے بھی قرض کی معافی نہیں

[۲۹۹] (۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "یُغْفَرُ لِلشَّہِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ. وَ فِیْ رِوَایَۃِ الْبَیْہَقِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: "اِیَّاکُمْ وَالدَّیْنَ فَاِنَّہٗ ھَمٌّ بِاللَّیْلِ وَمَذِلَّۃٌ بِالنَّہَارِ".

(مسلم: ۲/۱۳۵؛ رقم: (۱۱۹-۱۸۸۶)، شعب الایمان: ۴/۴۰۴؛ رقم: ۵۵۵۴، مشکوٰۃ: ۲۵۲؛ رقم: ۲۹۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: شہید کے (چھوٹے بڑے) سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، سوائے قرض (یعنی انسانی حقوق) کے، دوسری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگ قرض سے بے حد پرہیز کرو، کیونکہ یہ رات کو غم کا باعث اور دِن کو ذلّت ورُسوائی کا سبب ہے۔ (مسلم)

مقروض پر ادائے قرض تک اللہ کی خصوصی توجہ

[۳۰۰] (۷) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "کَانَ اللّٰہُ مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰی یَقْضِیَ دَیْنَہٗ، مَا لَمْ یَکُنْ فِیْمَا یَکْرَہُ اللّٰہُ". قَالَ: فَکَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ یَقُوْلُ لِخَازِنِہٖ: اِذْھَبْ فَخُذْ لِیْ بِدَیْنٍ، فَاِنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ اَبِیْتَ لَیْلَۃً اِلَّا وَ اللّٰہُ مَعِیَ؛ بَعْدَ الَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ. (ابن ماجہ: ۱۷۳؛ رقم: ۲۴۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہ مقروض کے ساتھ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ: وہ اپنا قرض ادا کرلے، بشرطیکہ وہ قرض کسی ایسے کام کے لئے نہ لیا گیا ہو جو اللہ کو ناپسند ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ: اِس حدیث کی بنا پر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی حالت یہ تھی کہ: اپنے خزانچی سے کہا کرتے تھے کہ: جاؤ میرے لئے کسی سے قرض لو کیونکہ یہ حدیث سننے کے بعد میں ایک رات بھی اللہ کی معیت کے بغیر گزارنا پسند نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ)

ف:- حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ: جو بندہ بیوی بچوں کے اخراجات، صدقہ و خیرات یا اور کسی صحیح ضرورت کے لئے رضاء الٰہی کی خاطر ادا کرنے کے ارادے سے قرض لیتا ہے، تو حق تعالیٰ شانہ کی خصوصی توجہ اور مدد اُس کے ساتھ رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ: راوی حدیث حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمیشہ مقروض رہا کرتے تھے؛ تاکہ ہر وقت اللہ کی معیت یعنی خصوصی توجہ اور مدد حاصل رہے، اِن کے حالات میں لکھا ہے کہ: موصوف اپنے والد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہی کی طرح بڑے سخی اور غریب پرور تھے، "بحرالجود" (سخاوت کے دریا) کے نام سے مشہور تھے، ظرافت و خوش طبعی، حلم و بردباری، حسن اخلاق اور عفت و پاکدامنی میں بے مثال تھے، کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے: " لَمْ يَكُنْ فِي الْإِسْلَامِ اَسْخٰى مِنْهُ " (کہ اسلام میں اِن سے بڑا کوئی سخی نہیں تھا) اپنے مال سے غرباء اور حاجت مندوں کی مدد کرتے رہتے تھے، اپنے پاس نہیں ہوتا تو قرض لے کر لوگوں کی ضرورتیں پوری کردیا کرتے تھے۔

قرض ادا کرتے وقت اصل مقدار سے زائد دینا سنت ہے

[۳۰۱] (۸) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِی عَلَى النَّبِیِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضٰى لِی وَ زَادَنِی. (ابو داؤد: ۲/۴۷۵؛رقم:۳۳۴۷، بخاری: ۱/۳۲۲؛رقم:۲۳۹۴، مسلم: ۱/؛رقم :۷۱۵، مسند احمد:۳/۲۹۹؛رقم:۲۵۸۷)

وَ فِی رِوَايَةٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ، فَقَالَ: " دَعُوْهُ، فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، وَ اشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ ". وَ قَالُوْا: لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ: " اِشْتَرُوْهُ، فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ، فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً ".

(بخاری: ۱/۳۲۱؛رقم: ۲۳۹۰)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ کے اوپر میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے وہ ادا کیا اور زیادہ دیا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد)

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اپنا قرض چکانے کا مطالبہ کیا، اور سخت گفتگو کی، صحابہ کرامؓ نے اُس کو روکنا چاہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اِس کو چھوڑ دو؛ کیونکہ حق والے کو بولنے کا حق ہوتا ہے، ایک اونٹ خرید کر اِس کو دے دو؛ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہمیں اِس کے اونٹ سے بڑا ہی مل رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اُسی کو خرید وا اور دے دو؛ کیونکہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو ادا کرنے میں بہترین ہو۔ (بخاری)

ف:- اِن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ: دراہم و دینار کی کمی کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں روپئے پیسے کے علاوہ قرض میں جانور اور دوسری چیزوں کا بھی لین دین ہوتا تھا، لوگ ضرورت پڑنے پر اونٹ بکری وغیرہ ہی قرض لے لیتے تھے، اور آپس میں طے ہو جاتا تھا کہ: وقت مقررہ پر اِسی عمر کا اونٹ بکری واپس کر دیا جائے گا، شروع شروع میں نبی اکرم ﷺ بھی اونٹ بکری وغیرہ جانور قرض لے لیا کرتے تھے، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے قرض میں جانور کے لین دین سے منع فرما دیا تھا۔

اِن روایات کا مقصد یہ ہے کہ: اگر کسی نے ہماری ضرورت کا خیال کر کے وقت پر قرض دے دیا؛ تو وہ بڑا محسن ہے، اُس کے احسان کا بدلہ یہ ہے کہ: سہولت ہوتے ہی قرض واپس کر دیں، اور شکریہ کے طور پر اصل قرض سے کچھ زائد دیں، یہ زیادہ دینا سود نہیں ہے، بلکہ حسنِ اداء اور حسنِ اخلاق کی قبیل سے ہے، جو قرض کی واپسی کے وقت مطلوب و محمود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ: آپ ﷺ ادائیگی کے وقت اصل قرض اور حق سے زیادہ دیا کرتے تھے، یہ زیادہ دینا سود نہیں ہے، سود تو جب ہوتا ہے کہ: معاملہ کرتے وقت زیادہ دینے کی شرط لگائی جائے۔ واللہ اعلم

قرضہ چکاتے وقت برکت کی دعاء اور شکر ادا کرنا چاہئے

[۳۰۲] (۹) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِی رَبِیْعَۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِسْتَسْلَفَ مِنْہُ حِیْنَ غَزَا حُنَیْنًا، ثَلَاثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا فَجَاءَ ہُ مَالٌ؛ فَدَفَعَہُ اِلَیَّ؛ وَ قَالَ: بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَکَ فِی اَھْلِکَ وَ مَالِکَ، اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ اَلْحَمْدُ وَ الْاَدَاءُ .

وَ فِی رِوَایَةِ النَّسَائِی عَنْهُ قَالَ: اِسْتَقْرَضَ مِنِّی النَّبِیُّ ﷺ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا اَلْحَدِیْثُ. (ابن ماجه: ۱۷۴؛ رقم: ۲۴۲۴، نسائی: ۲/ ۲۳۲؛ رقم: ۴۶۸۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: حضور اقدس ﷺ نے اُن سے غزوۂ حنین کے موقع سے تیس یا چالیس ہزار قرض لیا، پھر آپ ﷺ کے پاس مال آ گیا؛ تو آپ ﷺ نے میرا قرضہ چکا دیا، اور مجھے دعاء بھی دی کہ: اللہ جل شانہ تمہارے اہل وعیال اور مال میں برکت عطاء فرمائے، قرض کا بدلہ یہ ہے کہ: (وقت پر) اداء کر دیا جائے، اور (قرض دینے والے کا) شکریہ اداء کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

ف:- بظاہر اِس سے مراد تیس یا چالیس ہزار درہم ہے۔ آپ ﷺ بسا اوقات دین کی اہم ضروریات کی تکمیل کے لئے بڑی بڑی رقمیں بھی قرض لیتے تھے، مگر انتظام ہوتے ہی اداء فرما دیتے تھے، اور مقدارِ واجب سے زیادہ دیتے تھے، پھر ادائیگی کے وقت قرض دینے والے کا شکریہ اداء کرنے کے ساتھ ساتھ، اُن کے مال اور اہل وعیال کے لئے برکت کی دعاء بھی کرتے تھے۔

قرض دینے کا ثواب صدقہ سے اٹھارہ گنا زیادہ ہے

[۳۰۳] (۱۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا: اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرَئِيْلُ!

مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِاَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَ عِنْدَهُ؛ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ .(ابن ماجه:۱۷۵ ؛رقم: ۲۴۳۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے شب معراج میں جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ: صدقہ کرنے پر دس گنا ثواب ملتا ہے، اور قرض دینے پر اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے، تو میں نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ: قرض دینے میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ: اُس کا ثواب صدقہ سے زیادہ ہے؟ تو جواب دیا: اِس لئے کہ: صدقہ لینے والا اپنے پاس کچھ ہوتے ہوئے (بلاضرورت) بھی مانگ لیتا ہے، مگر قرض لینے والا ضرورت پر ہی قرض مانگتا ہے (تو گویا قرض دینے میں حاجت مند کی مدد کرنا ہے)۔(ابن ماجہ)

ف:- بارہا دیکھا گیا ہے کہ: انتہائی ضرورت مند غریب شخص اپنی عفت و شرافت کی وجہ سے اضطراری حالت میں بھی، کسی سے سوال کرنے سے بچتا ہے، اور صدقہ وخیرات لینے کے لئے بھی اُس کا دل آمادہ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ قرض لے کر اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنا اور گھر کا فاقہ دور کرنا چاہتا ہے، ایسے شخص کی ضرورت قرض دے کر ہی پوری کی جاسکتی ہے، تو اُس قرض کا افضل ہونا ظاہر ہے، روزمرہ کے تجربات ومشاہدات بتاتے ہیں کہ: قرض بھی صاحب حیثیت لوگوں کو ہی ملتا ہے، اہلِ خیر حضرات زکوٰۃ وخیرات کے ذریعے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کردیتے ہیں، لیکن اُس کو قرض دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اِس حدیث میں اُن حضرات کے لئے خاص ہدایت اور سبق ہے، پھر آخری حصے میں یہ اشارہ بھی ہے کہ: وہ قرض افضل ہے جس کے ذریعے کسی کی ضرورت پوری کی جائے۔

قرضدار کا ہدیہ قبول کرنا منع ہے

[۳۰۴] (۱۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا یَأْخُذْ هَدِیَّةً. رواه البخاری فی تاریخه هٰکذا فی المنتقی. (مشکٰوۃ: ۲۴۶؛رقم: ۲۸۳۲)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جو شخص کسی کو قرض دے، تو وہ اپنے قرضدار سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ (بخاری فی التاریخ، مشکوٰۃ)

پہلے سے معمول ہو تو قرضدار کا ہدیہ لے سکتے ہیں

[۳۰۵] (۱۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُکُمْ قَرْضًا فَاَھْدٰی اِلَیْہِ اَوْ حَمَلَهٗ عَلَی الدَّابَةِ فَلَا یَرْکَبْھَا وَلَا یَقْبَلْهٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ جَرٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ قَبْلَ ذَالِکَ .

(ابن ماجه واللفظ له: ۲/۱۷۵؛رقم: ۲۴۳۲، شعب الایمان: ۴/۳۹۷؛رقم: ۵۵۳۲، مشکٰوۃ: ۲۴۶؛رقم: ۲۸۳۱)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے، اور قرضدار اُس کے پاس کوئی ہدیہ بھیجے، یا سواری کے لئے جانور دے، تو وہ قرض دینے والا نہ اُس جانور پر سوار ہو، نہ اُس کا ہدیہ قبول کرے، ہاں اگر دونوں کے درمیان پہلے ہی سے ہدیہ کا معمول ہو، تو پھر اُس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ، شعب الایمان)

قرض دار سے ہدیہ لینا سود ہے

[۳۰٦] (۱۳) عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ؛فَلَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ:اِنَّکَ بِأَرْضٍ؛الرِّبَا فِیْھَا فَاشٍ،اِذَا کَانَ لَکَ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَأَھْدٰی اِلَیْکَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِیْرٍ اَوْحِمْلَ قَتٍّ(وَفِیْ نُسْخَۃِ مِشْکوٰۃِ:حَبْلَ قَتٍّ)فَلَا تَأْ خُذْہُ فَاِنَّہٗ رِبًا.

(بخاری: ۱/۵۳۸؛رقم:۳۸۱۴،مشکوٰۃ:۲۴۶؛رقم:۲۸۳۳)

ترجمہ : حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ (تابعی) رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ: میں جب مدینہ منورہ آیا، اور حضرت عبداللہ بن سلام سے ملا، تو اُنہوں نے فرمایا کہ: تم ایک ایسی سرزمین پر ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے، لہٰذا اگر کسی پر تمہارا کوئی حق (یعنی قرض) ہو، اور وہ تمہیں بھوسے کا کوئی تھیلا، یا جو کی کوئی گٹھری، یا گھاس کا کوئی گٹھر (یعنی معمولی سے معمولی چیز) بھی بطورِ ہدیہ دے، تو تم اُسے قبول نہ کرنا، کیونکہ وہ سود کے حکم میں ہے۔ (بخاری)

مالدار کا حقوق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا

قرض وصول کرنے میں چشم پوشی کا بدلہ

[۳۰۷] (۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: کَانَ رَجُلٌ یُدَاینُ النَّاسَ فَکَانَ یَقُوْلُ:لِفَتَاہُ اِذَا اَتَیْتَ مُعْسِرًا،تَجَاوَزْ عَنْہُ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِیَ اللّٰہَ فَتَجَاوَزَ عَنْہُ .

(بخاری: ۱/۲۷۹؛رقم:۲۰۷۸،مسلم:۲/۱۸؛رقم:۱۵۶۲،مشکوٰۃ:۲۵۱؛ رقم: ۲۹۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: ایک شخص لوگوں سے قرض کے لین دین کا معاملہ کرتا تھا، (یعنی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا) اُس نے اپنے کارندوں سے کہہ رکھا تھا کہ: کسی تنگدست کے پاس (قرض وصول کرنے) جاؤ، تو اُس سے نرمی اور درگذر کا معاملہ کرو تا کہ: اللہ جل شانہٗ ہمارے ساتھ درگذر کا معاملہ کرے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (اِس عمل کا نتیجہ یہ ہوا) کہ: جب وہ اللہ سے ملا (یعنی اُس کا انتقال ہوا) تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اُس سے درگذر کا معاملہ کیا (یعنی اُس کو بخش دیا)۔ (بخاری، مسلم)

قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتے ہیں

[۳۰۸] (۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَ هَا اَدّٰی اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ".

(بخاری: ۱/۳۲۱؛ رقم: ۲۳۸۷، ترغیب: ۲/۳۷۱، مشکوٰۃ: ۲۵۲؛ رقم: ۲۹۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے (ضرورت پر) لوگوں کا مال (بطورِ قرض لیا) اور اُس کے ادا کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کا قرض ادا کرا دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں کا مال قرض لے کر اُس کو ہڑپنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو ضائع کر دیتا ہے۔ (بخاری)

مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

[۳۰۹] (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ، وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ".

(بخاری فی الحوالة واللفظ له : ۱/۳۰۵؛رقم :۲۲۸۷، ۲۲۸۸،مسلم فی المساقاة: ۲/۱۸ رقم:۱۵۶۴ ،ابو داؤد فی البیوع: ۲/۴۷۵؛رقم :۳۳۴۳،نسائی: ۲/۲۳۲؛رقم: ۴۶۹۲، ابن ماجه:۱۷۳ ؛رقم:۲۴۰۳)

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْشَّرِیْدِالثَّقَفِیِّ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ: "لَیُّ الوَاجِدِ یُحِلُّ عِرْضَهٗ وَمَالَهٗ" رَوَاهُ اِبْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ و الحاکم و قال صحیح الاسناد. (ترغیب: ۲/۳۷۸)

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِعَنْ اَبِیْهٖ "لَیُّ الوَاجِدِ یُحِلُّ عِرْضَهٗ وَ عُقُوْبَتَهٗ" قَالَ اِبْنُ الْمُبَارَكِ :یُحِلُّ عِرْضَهٗ:یُغَلَّظُ لَهٗ عُقُوْبَتَهٗ:یُحْبَسُ لَهٗ.

(ابو داؤد فی القضاء واللفظ له: ۲/۵۱۱؛رقم:۳۶۲۸، نسائی: ۲/۲۳۳؛رقم: ۴۶۹۳،ابن ماجه: ۱۷۵ ؛رقم :۲۴۲۷،مسند احمد : ۴/۳۸۹،جمع الفوائد: ۱/۲۵۲، ترغیب: ۲/۳۷۸،مشکوة : ۱/۲۵۳؛رقم : ۲۹۱۹)

وَرَوٰی الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ بَابٍ، وَقَالَ: سُفْیَانُ (الثَّوْرِیُّ) عِرْضَهٗ یَقُوْلُ: مَطَلْتَنِیْ، وَعُقُوْبَتُهٗ الحَبْسُ. (۱/۳۲۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مالدار شخص کا (قرض ادا کرنے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کوئی شخص کسی مالدار کے پیچھے لگا دیا جائے، تو (قرض والے

کو) چاہیے کہ: اس کے پیچھے لگ جائے، دوسری روایت میں حضرت شَرِیْد بن سعید ثقفی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ: قرض ادا کرنے کی وسعت رکھنے کے باوجود (قرض ادا کرنے میں) ٹال مٹول کرنا، اس کی بے عزتی کرنے اور اس کا مال لینے کو حلال کر دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: اُس کی بے عزتی اور اُس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے، امام عبداللہ ابن المبارکؒ فرماتے ہے کہ: ایسے شخص کی بے عزتی حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: اس کو ملامت و سرزنش کی جائے، اسے برا بھلا کہا جائے، اور اس کی سزا کے حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: (قاضی یا حاکم کی مدد سے) اسے قید کرا دیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

ف:- یعنی اگر مقروض اپنے قرض خواہ (جن کا قرضہ ذمہ میں ہے) سے یہ کہے کہ: فلاں آدمی آپ کا قرضہ دے دیگا اور وہ فلاں شخص مالدار بھی ہو، قرض ادا کرنے پر راضی بھی ہو، اور قرض خواہ اس سے اپنا قرض وصول کرنے پر تیار بھی ہو، تو پھر قرض خواہ کو اس فلاں شخص سے اپنا قرض مانگنا چاہیے، اصل مقروض کو تنگ نہیں کرنا چاہیے، فقہاءِ کرام اِسی کو حوالہ کہتے ہیں، اب اگر وہ فلاں (یعنی محتال علیہ) غریب نکلے، یا قرض نہ دے، تو امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حوالہ درست ہو جانے کی وجہ سے اصل مقروض قرض سے بری ہو گیا، اب دوبارہ اس پر قرضہ نہیں لوٹے گا، اور اِن دونوں اماموں کی دوسری رائے یہ ہے کہ: اگر وہ فلاں (یعنی محتال علیہ) مالدار ہے تو قرض اصل مقروض پر نہیں لوٹے گا، لیکن اگر غریب نکلے تو قرض اصل پر لوٹ آئے گا، اور اِس صورت میں اصل مقروض بری نہیں ہوگا، اسے یہ قرض ادا کرنا پڑے

گا، اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حوالہ میں اگرچہ دوسرے شخص کے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لینے کی وجہ سے اصل مقروض ادائیگی سے بری ہو جاتا ہے، مگر حقیقت میں قرض اُسی پر رہتا ہے، اس لیے اگر وہ دوسرا شخص (محتال علیہ جن پر قرض ادا کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی) مالدار ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرے، یا غریب ہونے کی وجہ سے نہ دے سکے، تو اصل مقروض کے لیے قرض ادا کرنا ضروری ہو گا۔

کمزروں کا حق پامال کرنے کی وعید

[۳۱۰] (۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لَا قُدِّسَتْ اُمَّۃٌ لَا یُعْطَی الضَّعِیْفُ فِیْھَا حَقَّہٗ غَیْرَ مُتَعْتَعٍ رواہُ اَبُوْ یَعْلیٰ وَ رُوْاتُہٗ رُوَاۃُ الصَّحِیْحِ. (ترغیب: ۲/۳۸۰) وَرَوَیٰ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْہُ بِقِصَّۃٍ وَ لَفْظُہٗ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَتَقَاضَاہُ دَیْناً کَانَ عَلَیْہِ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ، حَتّٰی قَالَ لَہٗ اُحَرِّجُ عَلَیْکَ اِلَّا قَضَیْتَنِیْ فَانْتَھَرَہٗ، اَصْحَابُہٗ وَقَالُوْا: وَیْحَکَ! تَدْرِیْ مَنْ تُکَلِّمُ؟ قَالَ: اِنِّی اَطْلُبُ حَقِّیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "ھَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ کُنْتُمْ؟" ثُمَّ اَرْسَلَ اِلیٰ خَوْلَۃَ بِنْتِ قَیْسٍؓ (اِمْرَأَۃِ حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبؓ) فَقَالَ لَھَا: اِنْ کَانَ عِنْدَکِ تَمَرٌ فَاَقْرِضِیْنَا حَتّٰی یَأتِیَنَا تَمَرُنَا فَنَقْضِیَکِ، فَقَالَتْ: نَعَمْ بِاَبِیْ اَنْتَ (وَاُمِّیْ) یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاَقْرَضَتْہُ، فَقَضَی الْاَعْرَابِیَّ وَ اَطْعَمَہٗ، فَقَالَ: اَوْفَیْتَ اَوْفَی اللّٰہُ لَکَ، فَقَالَ: اُوْلٰئِکَ خِیَارُ النَّاسِ، اِنَّہٗ لَا قُدِّسَتْ اُمَّۃٌ لَا یَأْخُذُ الضَّعِیْفُ فِیْھَا حَقَّہٗ غَیْرَ مُتَعْتَعٍ". (ابن ماجہ: ۱۷۴؛ رقم: ۲۴۲۶)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اُس جماعت کو (ذنوب وعیوب سے) پاک نہیں کیا جاتا، جس میں کمزوروں کا حق ٹال مٹول کے بغیر نہ دیا جاتا ہو، یہ حدیث مسند ابویعلی کی ہے، اِسی حدیث کو امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینیؒ (۲۰۹-۲۷۳) نے اپنی سنن میں ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ: ایک دیہاتی (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا) نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنا قرض وصول کرنے آیا جو آپ ﷺ کے ذمہ تھا، اور سخت لہجہ میں بات کرنے لگا، اس نے یہاں تک کہا کہ: جب تک آپ میرا قرض ادا نہیں کریں گے میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں، تنگ کردوں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو جھڑکتے ہوئے کہا کہ: تیرا ناس ہو! میاں! تمہیں پتہ ہے کہ: کس کے ساتھ بات کررہے ہو؟ اس نے کہا کہ: میں اپنا حق ہی تو مانگ رہا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے (جو سراپا خلق مجسم تھے) صحابۂ کرام سے فرمایا کہ: تم لوگ حق والوں کے ساتھ کیوں نہیں ہوئے؟ (تمہاری شان تو یہ تھی کی تم لوگ حق والے کا ساتھ دیتے، مگر اس کے بجائے میری طرف داری کرنے لگے) پھر آپ ﷺ نے خولہ بنت قیس (حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی) کے پاس آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ: اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو قرض کے طور پر دے دو؛ ہمارے پاس کھجوریں آئیں گی تو واپس کردیں گے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ (میرے ماں باپ آپ پر قربان) جی ہاں! میرے پاس کھجوریں ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے قرض لے کر اس دیہاتی کا قرض بھی ادا فرمایا، اور اس کو کھلایا بھی، دیہاتی نے اپنا قرض وصول کرنے کے بعد کہا کہ: آپ نے تو حق ادا کردیا: اللہ آپ کو پورا پورا بدلہ عطا فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ اچھے لوگ ہیں، اُس جماعت کو پاک نہیں کیا جاتا جس میں کمزور لوگ اپنا حق بے جھجک وصول نہ کرپائیں۔ (ابن ماجہ)

ف:- شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ (المتوفی ۱۲۹۵ھ) اِنجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''قِيلَ:اِنَّ الرَّجُلَ كَانَ كَافِراً فَاَسْلَمَ بِمُشَاهَدَةِ هٰذِهِ الْخُلُقِ الْاَعْظَمِ وَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!مَا رَأَيْتُ اَصْبَرَ مِنْكَ''.

ترجمہ: بیان کیا جاتا ہے کہ:وہ شخص کافر تھا جو آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہوکر، اور آپ ﷺ کی کمال شفقت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا، اور کہنے لگا کہ: یا رسول اللہ! میں نے آپ سے زیادہ صبر وضبط والا آدمی نہیں دیکھا۔(ابن ماجہ:۱۷۵حاشیہ:۱)

حدیث پاک کے آخری جملے '' **اِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ اُمَّةٌ الخ** '' کا مقصد سمجھنے سے پہلے مختصر سی تمہید ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ بعثتِ نبوت اور اسلامی حکومت کا اصل مقصد یہ ہے کہ: اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عوام خاص کر کمزوروں کے جو حقوق ضائع ہو رہے تھے، اُن حقوق کی بحالی اور حفاظت کا نظام از سرِ نو پھر سے درست کرلیا جائے، اسی لیے اسلام میں ہمیشہ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ: حکومت واقتدار، امارت وسیادت، اِسی طرح تنظیم وجماعت اور ادارے کی قیادت کسی صالح اور دیندار شخصیت کے ہاتھ میں ہونی چاہیے، جو ہر طرح کی جانب داری، عصبیت، چاپلوسی، اور خارجی اثرات سے پاک صاف رہ کر، امانت ودیانت کے ساتھ تمام رعایا کے حقوق کی یکساں طور پر حفاظت کرے، کیونکہ غیر صالح شخصیتوں کے برسرِ اقتدار آنے سے عدل وانصاف کے ساتھ رعایا کے باہمی حقوق کی رعایت وحفاظت نہیں ہو پاتی، اور مختلف ناجائز راستوں سے عوام خاص کر کمزروں کے حقوق کا نظام بالکل درہم برہم ہوکر رہ جاتا ہے، ایک بڑا آدمی جرائم کا

ارتکاب کر کے حکومت، تعلقات، یا مال و دولت کے بل بوتے پر جس غریب کو چاہے پیس ڈالتا ہے، اور غریب انسان اُس کی دادرسی و فریاد کرنا چاہے بھی تو کوئی شخص اُس کی سننے تک کو تیار نہیں ہوتا۔

اِس تمہید کے بعد یاد رکھنا چاہیے کہ: حدیث مذکور کے آخری ٹکڑے کا مقصد؛ سماجی اونچ نیچ اور معاشرتی فرق و امتیاز کی بناوٹی دیواروں کو گرا کر؛ غریب و امیر ہر فرد کو یکساں عزت و اہمیت دے کر سب کو قومی دھارے میں شامل کرنا، اور باہمی عدل و انصاف کا راستہ ہموار کرنا ہے، اِس ارشاد کے ذریعہ گویا آپ ﷺ نے قومی کردار اور عزت کے ایک نازک گوشے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ: جو قوم اپنے کمزور افراد کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتی، جس قوم میں کمزور انسانوں کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہوتی، وہ قوم انسانی دنیا کا بدترین حصہ ہوتی ہے، اللہ جل شانہ اُس قوم کو گناہ سے پاک نہیں فرماتے، آپ ﷺ نے بڑے واضح لفظوں میں اعلان فرمایا کہ: جس قوم کے طاقتور لوگ کمزوروں کے حقوق پامال کرتے ہیں، کمزروں کے حقوق ادا کرنے میں طرح طرح کی بہانے بازیاں اور ٹال مٹول کرتے ہیں، اُس قوم کا سماجی ڈھانچہ ایک دم سے چرمرا جاتا ہے، اور اُن کی معاشرت قسم قسم کی بدعنوانیوں اور گناہوں کا شکار ہو جاتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ: وہ قوم معاشرے میں نہ کوئی نمایاں صالح کردار انجام دے پاتی ہے، اور نہ ہی اُن پر خدا کی رحمت و برکت اترتی ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے جواہر الحکم مصنفہ مولانا بدر عالم میرٹھی: ۱۸۶، مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۶/۱۷۶، مظاہر حق جدید: ۳/۵۸۸)

طبرانی کبیر کی ایک روایت میں حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: اللہ جل شانہ اُس قوم کو (برائی اور عیب سے) پاک نہیں فرماتے جس کے کمزور لوگ اپنے طاقت ور لوگوں سے بغیر ٹال مٹول کے اپنا حق وصول نہیں کر پاتے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس کے پاس سے اس کا قرض خواہ خوش ہوکر لوٹا، اس کے لیے خشکی کے تمام جانور اور پانی کی مچھلیاں دعائیں کرتی ہیں، اور جس کے پاس سے اس کا قرض خواہ ناراض ہوکر لوٹا اس کے لیے دن رات کی ہر گھڑی ظلم کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ (ترغیب: ۳۷۹/۲)

اسی طرح مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ: نبی اکرم ﷺ کے ذمہ بنوساعدہ کے ایک شخص کا قرض تھا، وہ آپ ﷺ سے وصول کرنے آیا، تو آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو اس کا قرض ادا کر دینے کا حکم دیا، تعمیلِ حکم میں انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کا قرض ادا کرنا چاہا، مگر وہ کھجوریں ساعدی کی کھجوروں سے کم درجہ کی تھیں، اس لیے اس ساعدی شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری صحابی نے اس سے کہا کہ: میاں! کیا تم رسول اللہ ﷺ کا ادا کیا ہوا قرض ٹھکرا رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ سے زیادہ انصاف کرنے کا حقدار کون ہوگا؟ یہ سن کر آپ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں؛ اور فرمایا کہ: اس نے سچ کہا: مجھ سے زیادہ انصاف کرنے کا حقدار کون ہوگا؟ اللہ جل شانہ اس قوم کو گناہوں سے پاک زندگی نہیں عطا فرماتے، جن میں کمزور انسان طاقت ور آدمی سے بلا ٹال مٹول اپنا حق وصول نہ کر پائے، پھر فرمایا کہ: اے خولہ! گن کر اس کا قرض ادا کر دو؛ اس لیے کہ جس مقروض کے پاس سے اُس کا قرض خواہ خوش ہو کر لوٹتا ہے، اس کے لیے خشکی کے جانور اور دریا کی مچھلیاں تک

دعائیں کرتی ہیں، اور جو مقروض قرض ادا کرنے کی وسعت کے باوجود اپنے قرض خواہ کو ٹال مٹول کر کے قرض ادا کئے بغیر لوٹا دیتا ہے، دن اور رات کی ہر گھڑی اس کے لیے (ظلم) کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ترغیب:۳۷۹/۲)

تنگدستوں کو مہلت دینے کی فضیلت

مہلت دینے یا قرض معاف کرنے کی فضیلت

[۳۱۱] (۱) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ سَرَّهُ اَنْ یُّنَجِّیَهُ اللّٰہُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ یَضَعْ عَنْهُ".

(مسلم: ۱۸/۲؛ رقم: (۳۲- ۱۵۶۳)، مشکوۃ: ۲۵۱؛ رقم: ۲۹۰۲)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ: اللہ جل شانہ اسے قیامت کے دن کی پریشانی اور مشقت سے نجات دے (محفوظ رکھے) تو اس کو چاہئے کہ: (اپنا قرض وصول کرنے میں) تنگدستوں کو مہلت دے، یا اس کا قرض (پورا یا کچھ حصہ) معاف کر دے۔ (مسلم شریف)

قرضدار کو مہلت دینے میں صدقہ کا ثواب ہے

[۳۱۲] (۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ کَانَ لَهُ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ، فَمَنْ اَخَّرَهُ کَانَ لَهُ بِکُلِّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ". (مسند احمد: ۴۴۲/۴، مشکوۃ: ۲۵۳؛ رقم: ۲۹۲۷)

وَفِیْ رِوَایَةِ الْبَیْهَقِیِّ عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، کَانَ لَهُ بِکُلِّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ مَا لَمْ یَحِلَّ، فَاِذَا حَلَّ الدَّیْنَ فَاِنْ اَنْظَرَهُ بَعْدَ الْحَلِّ فَلَهُ بِکُلِّ یَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ".

(شعب الایمان: ۵۳۸/۷؛ رقم: ۱۱۲۶۱ و ۱۱۲۶۲)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس کسی کا دوسرے کے اوپر کوئی حق (قرض وغیرہ) ہو، اور وہ اس کو (وصول کرنے میں) تاخیر کرے (یعنی مقروض کو مہلت دے) تو اُسے ہر دِن کے بدلے صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ: جس نے کسی تنگدست (مقروض) کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دی، تو ہر گھڑی اُس کو صدقے کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک ادائیگی کا وقت نہ آئے، اور اگر ادائیگیٔ قرض کا وقت آنے کے بعد بھی مہلت دی، تب بھی اُس کو ہر گھڑی اُسی طرح صدقے کا ثواب ملتا رہے گا۔ (شعب الایمان)

مہلت دینے یا قرض معاف کرنے والے کے لئے عرش کا سایہ

[۳۱۳] (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ لَهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ. (ترمذی رشیدیه: ۱۵۶/۱؛ رقم: ۱۳۰۶) وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِی الْیَسَرِ اَوْ وَضَعَ عَنْهُ.

(مسلم: ۴۱۶/۲؛ رقم: ۳۰۰۶، شعب الایمان: ۵۳۵/۷؛ رقم: ۱۱۲۴۸-۱۱۲۴۹)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے (اپنا قرض وصول کرنے میں) تنگدست (مقروض) کو مہلت دی، یا قرض (پورا یا کچھ حصہ) معاف کردیا، تو اللہ جل شانہ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کا سایہ عطاء فرمائیں گے، جس دن عرش کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی شریف)

تمت و بالفضل عمّت

☆☆☆☆☆

حضرات علماء کرام، طلبۂ عزیز، مبلّغین عظام اور تمام اہلِ اسلام کی خدمت میں بیش قیمت

تحفۂ دُعاء

محدّثِ جلیل حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ''جمع الجوامع'' میں نقل فرمایا ہے کہ حافظ ابوالشیخ نے ''کتاب الثواب'' میں اور شیخ ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دِن حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حجاج نے کسی خادم کو حکم دیا کہ ان کو مختلف قسم کے چار سو ۴۰۰ گھوڑوں کا معائنہ کراؤ۔ حکم کی تعمیل کی گئی، حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایئے! کیا اپنے آقا آنحضرت ﷺ کے پاس بھی اس قسم کے گھوڑے اور ناز ونعمت کا سامان کبھی آپ نے دیکھا؟ فرمایا: بخدا یقیناً میں نے آنحضرت ﷺ کے پاس اس سے بدرجہا بہتر چیزیں دیکھی ہیں، میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ لوگ جن گھوڑوں کی پرورش کرتے ہیں اُن کی تین قسمیں ہیں: ایک شخص گھوڑا اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے پالتا ہے اُس گھوڑے کا پیشاب، لید، گوشت، پوست اور خون سب قیامت کے دِن اس کے ترازوئے عمل میں ہوگا۔ دوسرا وہ شخص جو گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ ضرورت کے وقت اُس پر سواری کرے گا اور پیدل چلنے کی زحمت سے بچے گا۔ (یہ شخص نہ ثواب کا مستحق ہوگا نہ عذاب کا)۔ تیسرا وہ شخص ہے جو گھوڑا نام اور شہرت کے لئے پالتا ہے تا کہ لوگ دیکھا کریں کہ فلاں کے پاس اتنے عمدہ گھوڑے ہیں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور حجاج! تیرے گھوڑے اسی قسم میں داخل ہیں، حجاج یہ بات سُن کر بھڑک اُٹھا اُس کے غصّے کی بھٹی تیز ہوگئی اور کہنے لگا: اے انس! تم نے آنحضرت ﷺ کی جو خدمت کی ہے اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا، نیز امیر المومنین عبد الملک بن مروان نے جو خط مجھے تمہاری سفارش اور رعایت کے بارے میں

لکھا ہے، اس کی پاسداری نہ ہوتی تو نہیں معلوم کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا کر گذرتا۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم تو میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور نہ تجھ میں اتنی ہمت ہے کہ مجھے نظرِ بد سے دیکھ سکے، میں نے آنحضرت ﷺ سے چند کلمات سُن رکھے ہیں، ہمیشہ اُن ہی کلمات کی پناہ میں رہتا ہوں اُن کلمات کی برکت سے مجھے نہ کسی سلطان کی سطوت سے خوف ہے، نہ کسی شیطان کے شر سے کوئی اندیشہ، حجاج اس کلام کی ہیبت سے مبہوت ودم بخود ہوگیا (اور گردن جھکالی) تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا اور انتہائی لجاجت سے کہا: اے ابوحمزہ! وہ کلمات مجھے بھی سکھادیجئے، فرمایا تجھے ہرگز نہیں سکھاؤں گا، بخدا! تو اس کا اہل نہیں ہے، پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کے خادم حضرت اَبان رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا میں وہی کلمات سیکھنا چاہتا ہوں جو حجاج نے آپ سے چاہے تھے مگر آپ نے اُس کو سکھانے سے انکار فرمادیا تھا، فرمایا: ہاں، تجھے سکھاتا ہوں تو ان کا اہل ہے، صبح وشام یہ کلمات پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہٗ تمام آفات سے محفوظ رکھیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَ دِيْنِىْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَ مَالِىْ وَ وَلَدِىْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِىَ اللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَ اَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ، وَ جَلَّ ثَنَائُكَ، وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ، وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ، وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اِنَّ وَلِيِّىَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ.

حفاظت اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے نام کی، اپنے نفس اور اپنے دین کی خاطر، حفاظت مانگتا ہوں اللہ کے نام کی، اہلِ وعیال اپنے مال اور اپنی اولاد کے لئے، حفاظت مانگتا ہوں اللہ کی ہر نعمت پر جو اللہ نے عطا کی ہے۔

اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اللہ جلّ شانہٗ بے حد بڑے اور بلند و برتر ہیں ہر اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں یا اندیشہ کرتا ہوں۔ تیرا پڑوسی (یعنی تیری پناہ لینے والا) غالب ہے، تیری ثنا بڑی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے، ہر شیطان مردود کے شر سے اور ہر شیطان متکبر کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اگر یہ کافر لوگ منہ پھیر لیں تو اے محمد ﷺ! آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا اللہ مجھے کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ بیشک اللہ میرا دوست اور نگہبان ہے۔ جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیک لوگوں کا دوست اور متولی ہے۔

اس دورِ پُرفتن میں جبکہ ہر طرف بے اطمنانی اور بدامنی کا ماحول عام ہے، جدھر دیکھئے بے اُصولی، ظلم وتشدّد اور حق تلفی کا راج ہے، اپنے ماتحتوں اور کمزوروں کو بے جا دبا کر رکھنے کا بازار گرم ہے۔ حضرات علماء کرام، طلبۂ عزیز، مبلّغینِ عظام اور تمام اہلِ اسلام کو چاہئے کہ صبح وشام اس دُعا کے پڑھنے کا اہتمام کریں تا کہ ہر قسم کی تکلیف اور شرور وآفات سے محفوظ رہیں۔ (ماخوذ از ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'': ۲۳۳/۸)

﴿وضوءاورنماز کے فرائض وسنن وغیرہ﴾

جب تک آدمی کے پاس کسی کام کا صحیح علم نہ ہواس پر صحیح ڈھنگ سے عمل نہیں کرسکتا اسی لئے خانقاہ محمودیہ میں رمضان المبارک کے اندر وضوءاورنماز کے فرائض وسنن وغیرہ یاد کرنے اور وضوء ونماز کوسنت کے مطابق درست کرنے کی خاطر دن میں گیارہ بجے کی تعلیم کے بعد نماز کی عملی مشق کے حلقے لگائے جاتے ہیں جن میں تمام معتکفین شریک ہوتے ہیں اوراپنی کوتاہیوں کا احساس کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں بہت سے وہ احباب جنہیں یادنہیں ہوتے وہ ان فرائض وسنن کو یادبھی کیا کرتے ہیں،احباب کی آسانی کے لئے وضوءاورنماز کے فرائض وسنن وغیرہ کو''ہدایات نبوی ﷺ'' کے اخیر میں بطورِ ضمیمہ شائع کیا جارہاہے مولائے کریم ہم سب کواس سے مستفیض فرمائے اورقبول فرما کراپنی رضاء کا ذریعہ بنائے۔آمین یارب العٰلمین۔

فرائضِ وضوء

وضوءمیں چارفرض ہیں

(۱) پیشانی کے بالوں کے سرے سے لیکرٹھوڑی کے نیچے تک اورایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لوتک ایک مرتبہ پوراچہرہ دھونا،(۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سرکامسح کرنا(۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا.

وضوء کی سنتیں

وضوء میں انیس سنتیں ہیں: (۱) تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا، (۲) نیت کرنا، (۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضوء شروع کرنا، بعض روایتوں میں وضوء کی بسم اللہ اس طرح آئی ہے: "**بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام**" (۴) وضوء کے شروع میں مسواک کرنا اگر مسواک نہ ہو، یا دانت نہ ہو، یا مسواک سے منہ کو نقصان پہنچتا ہو تو پھر منہ میں انگلیوں کو پھیر لینا بھی کافی ہے جیسا کہ عورتوں کیلئے مسواک کی جگہ منجن وغیرہ سے منہ صاف کر لینا کافی ہے (۵) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) روزہ دار نہ ہو تو کلی میں غرغرہ کرنا اور ناک میں سانس کی مدد سے نرم ہڈی تک پانی چڑھانا (۸) چہرہ دھوتے وقت گھنی ڈاڑھی کا خلال کرنا (۹) ہاتھ پیر دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا (۱۳) اعضاء مغسولہ کو مَل مَل کر دھونا (۱۴) اعضاء وضوء کو لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھل جائے (۱۵) ترتیب وار وضوء کرنا یعنی پہلے چہرہ دھونا، پھر ہاتھ دھونا، پھر سر کا مسح کرنا، پھر پیر دھونا (۱۶) وضوء کو دائیں طرف سے شروع کرنا (۱۷) ہاتھ کو انگلیوں کی طرف سے دھونا (۱۸) سر کا مسح اگلے حصے سے شروع کرنا (۱۹) گردن کا مسح کرنا۔

تنبیہ: (۱) سنت چھوڑنے سے وضوء تو ہوجاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے، (۲) سنت چھوڑنے کی عادت بنانا گناہ ہے مگر یہ گناہ واجب چھوڑنے سے کم

درجے کا ہے (۳) لوگوں میں چوتھائی سر کے مسح کا رواج عام ہوگیا ہے یہ عادت اچھی نہیں ہے سنت کے مطابق پورے سر کا مسح کرنا چاہئے۔

مستحباتِ وضوء

وضوء میں پندرہ چیزیں مستحب ہیں

(۱) اونچی جگہ بیٹھ کر وضوء کرنا (تا کہ مستعمل پانی کپڑوں کو نہ لگے) (۲) قبلہ رخ بیٹھنا (۳) دوسروں سے مدد نہ لینا (۴) بلاضرورت شدیدہ دنیا کی باتیں نہ کرنا (۵) دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی نیت کرنا (٦) ہر عضو کو دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت سلف سے منقول دعائیں پڑھنا (۷) اور بسم اللہ پڑھنا (۸) مسح کے دوران دونوں کان کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈالنا (۹) تنگ انگوٹھی کو حرکت دینا (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، (۱۱) بائیں ہاتھ سے ناک چھنکنا (۱۲) جن کو وضوء ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو ان کے لئے وقت سے پہلے وضوء کرنا (۱۳) وضوء کے بعد کھڑے ہو کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے ''سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُاَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ'' پڑھنا (۱۴) وضوء کے بعد کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پینا (۱۵) وضوء کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضوء پڑھنا۔

مکروہاتِ وضوء

وضوء میں آٹھ چیزیں مکروہ ہیں: (۱) قدرِ مسنون سے زائد یا کم پانی استعمال کرنا، (۲) بدن پر زور سے پانی کے چھپکے مارنا، (۳) نئے پانی سے تین بار سر کا مسح کرنا، (۴) وضوء کرتے ہوئے دنیا کی باتیں کرنا، (۵) بلاضرورت دوسرے سے مدد لینا، (۶) ناپاک جگہ پر وضوء کرنا، (۷) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا، (۸) خلافِ سنت وضوء کرنا

وضوء کو توڑنے والی چیزیں

دس چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے: پیشاب پاخانہ کرنا، (۲) ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا، (۳) پیچھے کے راستے سے ہوا کا نکلنا، (۴) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا، (۵) منہ بھر کر کھانا یا پانی یا جما ہوا خون یا صفراء کی قے کرنا، (۶) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سونا، (۷) بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا، (۸) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا، (۹) نشہ چڑھ جانا، (۱۰) رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگا کر ہسنا۔

ف:- ہنسنے کی تین قسمیں ہیں: قہقہہ، ضحک، اور تبسم (۱) **قہقہہ:** اتنی زور سے ہسنا کہ خود بھی سنے اور برابر میں کھڑا ہوا شخص بھی سن لے خواہ دانت نظر آئے یا نہ آئے، نماز کے اندر قہقہہ لگانے سے نماز بھی فاسد ہوتی ہے اور وضوء بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ (۲) **ضحک:** اتنی زور سے ہسنا کہ خود سنے اور دوسروں تک آواز نہ جائے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (۳) **تبسم:** (مسکراہٹ) ایسی ہنسی جس میں آواز نہ ہو بھلے ہی دانت نظر آ جائے اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ وضوء ٹوٹتا ہے۔

(شامی: ۱/۲۷۵، نور الایضاح صفحہ ۳۸ حاشیہ: ۴، مراقی الفلاح صفحہ: ۵۰)

وضوء کرنے کا عملی مسنون طریقہ:

جب وضوء کرنے کا ارادہ ہوتو دل میں نیت کرلے کہ میں وضوء کرتا ہوں طاعت وعبادت کی ادائیگی کے لئے ، پھر بسم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے ، پھر مسواک کر کے تین دفعہ کلی کرے،اس کے بعد تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور ہر مرتبہ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرلے پھر تین دفعہ چہرہ دھوئے پیشانی کے بال کے سِرے سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ،اگر ڈاڑھی گھنی ہوتو جو بال چہرے کی حد میں ہیں ان کا دھونا فرض ہے اور جو بال چہرے کی حد سے بڑھے ہوئے ہیں ان کا دھونا لازم نہیں ،البتہ ایسی ڈاڑھی کا خلال کرنا سنت ہے،اور ہلکی ڈاڑھی جس میں اندر کی کھال نظر آتی ہواس کے نیچے ٹھوڑی تک دھونا فرض ہے اس کے بعد پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین تین بار دھوئے ، پھر ایک بار پورے سر کا اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے،سر کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے سب انگلیاں برابر ملا کر پیشانی کے اگلے حصے پر رکھ کر ہاتھوں کو پیچھے گدّی تک لے جائے ، پھر گدّی سے لیکر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اس طرح سامنے لائے کہ دونوں کنپٹیوں کے بالوں کا مسح ہوتا چلا جائے ، پھر اس کے ساتھ ہی نیا پانی لئے بغیر دونوں کانوں کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر کانوں کا مسح کرے اور انگوٹھوں سے کانوں کی پشت کا مسح کرے،اس کے بعد دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئے پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھوئے ، پھر وضوء کے بعد مسنون دعاء پڑھے اور کھڑے ہوکر وضوء کا بچا ہوا پانی پیئے۔

شرائطِ نماز

نماز کے لئے سات چیزیں شرط ہیں جو نماز سے پہلے ضروری ہیں، ان کے بغیر نماز نہیں ہوگی: (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر کا چھپانا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۷) نیت کرنا۔

ارکانِ نماز

ارکان نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا نماز کے اندر ہونا فرض ہے ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ نماز کے چھ رکن ہیں: (۱) تکبیرِ تحریمہ، (۲) قیام، یعنی فرض نماز کھڑے ہوکر پڑھنا (۳) قرآت (یعنی قرآن مجید کی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا، (۴) رکوع کرنا (۵) دونوں سجدے کرنا (۶) قعدۂ اخیرہ (یعنی نماز کے اخیر میں التحیات پڑھنے کے وقت بیٹھنا)

فائدہ: تکبیر تحریمہ نماز جنازہ کے علاوہ تمام نمازوں میں شرط ہے مگر چونکہ تکبیر تحریمہ نماز سے اکدم متصل ہے دیگر ارکانِ نماز سے اس کو جدا نہیں کیا جاسکتا اور اسی سے نماز شروع ہوتی ہے اس لئے تکبیر تحریمہ کو ارکانِ نماز کے ساتھ ہی بیان کیا جاتا ہے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھولے سے جھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز

درست ہو جاتی ہے ، اگر بھولے سے جھوٹ جانے کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا جائے ، یا قصداً ان میں سے کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے۔

نماز میں انیس چیزیں واجب ہیں: (۱) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا، (۲) فرض نماز کی پہلی دو رکعت اور بقیہ نمازوں کی تمام رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا، (۳) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا، (۴) سورۂ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا، (۵) قرأت، رکوع، سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب برقرار رکھنا، (۶) قومہ یعنی رکوع کرکے ایک سبحان اللہ کی مقدار سیدھا کھڑا ہونا، (۷) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیاں ایک سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھنا، (۸) سجدہ میں ماتھے کے ساتھ ناک کا سخت حصہ زمین پر رکھنا، (۹) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے ادا کرنا، (۱۰) قعدۂ اولیٰ یعنی تین چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد التحیات کی مقدار بیٹھنا، (۱۱) دونوں قعدہ میں التحیات پڑھنا، (۱۲) ظہر وعصر میں آہستہ قرأت کرنا، (۱۳) فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر میں آواز سے قرأت کرنا، (۱۴) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا، (۱۵) ہر نماز کو اللہ اکبر سے شروع کرنا، (۱۶) وتر کی تیسری رکعت کے اخیر میں دعاء قنوت کیلئے تکبیر کہنا، (۱۷) دعاء قنوت پڑھنا، (۱۸) دونوں عید کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنا، (۱۹) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کہنا۔

نماز کی سنتوں کا بیان

نماز میں کل اکیاون سنتیں ہیں، قیام سے متعلق گیارہ سنتیں ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا سر کو آگے کی طرف نہ جھکانا، (۲) دونوں پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا، اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا، (۳) دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیاں اپنی حالت پر قبلہ رخ کھلی رکھنا، (۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (۵) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا، (۶) ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھنا، (۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا، (۸) چھنگلیا اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑ لینا، (۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا، (۱۰) مرد کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، (۱۱) ثنا پڑھنا۔

قرأت سے متعلق سات سنتیں ہیں: (۱) تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا، (۲) ہر رکعت کے شروع میں فاتحہ سے پہلے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھنا، (۳) سورۂ فاتحہ کے بعد آہستہ سے آمین کہنا، (۴) فجر اور ظہر میں طوال مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک، عصر و عشاء میں اوساط مفصل یعنی سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن الذین تک، اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک سورتیں پڑھنا، (۵) فجر کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت ایک ثلث تک لمبی کرنا، (۶) نہ زیادہ جلدی پڑھنا نہ زیادہ ٹھہر کر پڑھنا بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا، (۷) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

رکوع سے متعلق آٹھ سنتیں ہیں: (۱) رکوع کی تکبیر کہنا، (۲) رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنا، (۳) مرد کے لئے گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا، (۴) پیر کو سیدھا کرنا، (۵) پیٹھ کو بچھا دینا، (۶) سر اور سرین کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا، (۷) رکوع میں کم از کم تین بار "**سبحان ربی العظیم**" کہنا، (۸) رکوع سے اٹھنے میں امام کو سمع اللہ لمن حمدہ بلند آواز سے کہنا اور مقتدی کو **اللھم ربنا ولک الحمد** آہستہ کہنا، اور منفرد کو دونوں کہنا۔

سجدہ سے متعلق گیارہ سنتیں ہیں: (۱) سجدہ کی تکبیر کہنا، (۲) سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا، پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا، پھر ناک رکھنا، پھر ماتھا رکھنا (۳) سجدہ سے اٹھنے میں اس کا الٹا کرنا، (۴) دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرنا، (۵) دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا، (۶) سجدہ میں مردوں کے لئے پیٹ کو دونوں رانوں سے الگ رکھنا، (۷) پہلو کو بازؤں سے الگ رکھنا، (۸) کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا، (۹) سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "**سبحان ربی الاعلیٰ**" کہنا، (۱۰) سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا (۱۱) قومہ، جلسہ کامل کرنا رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان کچھ دیر تک اطمینان سے ٹھہرنا۔

قعدہ سے متعلق ۱۴ سنتیں ہیں: (۱) جلسہ اور قعدہ میں بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھنا، دایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھنا کہ جہاں تک ہو سکے اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہو جائیں، (۲) دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا، (۳) تشہد میں **اشھد ان لا الہ** پر شہادت کی انگلی اٹھانا اور **الا اللہ** پر رکھ دینا، (۴) قعدۂ اخیرہ میں

التحیات الخ کے بعد درود شریف پڑھنا،(۵) درود شریف کے بعد دعاء ماثورہ پڑھنا، (۶) دونوں طرف سلام پھرنا ،(۷) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا،(۸) امام کا فرشتوں،مقتدیوں اور صالح جنات کی نیت کرنا،(۹) مقتدیوں کا اگر امام کی دائیں طرف ہیں تو دائیں طرف کے سلام میں مقتدیوں اور صالح جن کی نیت کرنا،اور بائیں طرف کے سلام میں امام بائیں طرف کے مقتدی اور صالح جن کی نیت کرنا،اور امام کی سیدھ میں ٹھیک پیچھے ہیں تو دونوں سلام میں امام کی نیت کرنا،اور امام کی بائیں طرف ہیں تو دائیں طرف کے سلام میں امام کی نیت کرنا،(۱۰) منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا،(۱۱) مقتدی کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا،(۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا،(۱۳) مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا،(۱۴)''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کے الفاظ سے سلام پھیرنا۔

مستحباتِ نماز

نماز میں پانچ چیزیں مستحب ہیں: (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کیلئے مرد کو چادر سے ہاتھ نکالنا،(۲) رکوع سجدہ میں منفرد کو تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا،(۳) قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر، جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا، (۴) کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا،(۵) جمائی میں منہ بند رکھنے کی کوشش کرنا اور کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ سے اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ چھپالینا۔

نماز کو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل چیزوں سے نماز فاسد ہوجاتی ہے: (۱) نماز میں کلام کرنا قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے، (۲) سلام کرنا یعنی کسی شخص کو سلام کرنے کے ارادہ سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی اور لفظ کہنا، (۳) سلام کا جواب دینا، یا چھینکنے والے کو ''یرحمک اللہ'' کہنا، یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعاء پر آمین کہنا، (۴) کسی بری خبر پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا، یا کسی اچھی خبر پر الحمدللہ کہنا یا کسی عجیب خبر پر سبحان اللہ کہنا، (۵) درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف کرنا، (۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو قرأت بھولنے پر لقمہ دینا، (۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا، (۸) الحمد شریف یا سورۃ پڑھنے میں کوئی ایسی سخت غلطی کرنا جس سے عقیدہ فاسد ہوجاتا ہے (ایسی کوئی صورت پیش آنے پر کسی بڑے جانکار عالم سے مسئلہ معلوم کرکے عمل کرنا چاہئے)، (۹) عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے، یا دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا، (۱۰) کوئی چیز کھانا پینا قصداً ہو یا بھولے سے، (۱۱) دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا، (۱۲) بغیر کسی عذر کے قبلہ کی طرف سے سینہ پھیر لینا، (۱۳) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا، (۱۴) ایک رکن کی مقدار تک ستر کھلا رکھنا، (۱۵) دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہو مثلاً یہ دعا کرنا کہ یا اللہ مجھے آج سو روپئے دے دے، (۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہوجائے، (۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا، (۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا وغیرہ (بڑی کتابوں میں اور بھی مفسدات لکھے ہیں)

مکروہاتِ نماز

نماز میں یہ چیزیں مکروہ ہیں: (۱) سدل یعنی سر یا کندھے پر کوئی کپڑا یا چادر ڈال کر اس کے کنارے کو دونوں جانب لٹکا دینا، یا اچکن یا چوغا آستینوں میں ہاتھ ڈالے بغیر کندھوں پر لٹکا دینا، (۲) مٹی سے بچانے کے لئے کپڑوں کو ہاتھ سے سمیٹنا، (۳) اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا، (۴) معمولی کپڑے (جنہیں پہن کر مجمع میں جانا پسند نہیں کیا جاتا) میں نماز پڑھنا، (۵) منہ میں روپیہ، پیسہ یا اور کوئی ایسی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس سے سنت کے مطابق قراءت نہ ہو سکے، اور اگر قراءت بالکلیہ نہ ہو سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی، (۶) سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا، (۷) پاخانہ یا پیشاب کی حالت میں نماز پڑھنا، (۸) بالوں کو سر پر جمع کر کے چٹّا باندھنا، (۹) کنکریوں کو ہٹانا لیکن اگر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں، (۱۰) انگلیاں چھٹخانا، یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، (۱۱) کمر یا کوکھ یا کولھے پر ہاتھ رکھنا، (۱۲) قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر یا صرف نگاہ سے ادھر اُدھر دیکھنا، (۱۳) کتے کی طرح رانیں کھڑی کر کے بیٹھنا، رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملا لینا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھنا، (۱۴) سجدہ میں مرد کیلئے دونوں کلائیوں کو زمین پر بچھانا، (۱۵) کسی ایسے آدمی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جو نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو، (۱۶) ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا، (۱۷) بلا عذر چارزانو (آلتی پالتی مار کر) بیٹھنا، (۱۸) قصداً جمائی لینا، یا روکنے کی قدرت کے باوجود نہ روکنا، (۱۹) آنکھوں کو بند کر لینا، لیکن اگر نماز

میں دل لگنے کے لئے آنکھ بند کرے تو مکروہ نہیں، (۲۰) امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا لیکن اگر قدم محراب سے باہر ہو تو مکروہ نہیں، (۲۱) امام کا تنہا ایک ہاتھ اونچی جگہ پر کھڑا ہونا، اگر اسکے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں، (۲۲) اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں اکیلے کھڑا ہونا، (۲۳) کسی جاندار کی تصویر والے کپڑے پر نماز پڑھنا، (۲۴) ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نمازی کے سر کے اوپر، یا سامنے یا دائیں یا بائیں طرف یا سجدے کی جگہ تصویر ہو، (۲۵) آیتیں یا سورتیں یا تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا، (۲۶) چادر یا کوئی اور کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جلدی سے ہاتھ باہر نہ نکل سکے، (۲۷) سستی اتارنے کیلئے نماز میں انگڑائی لینا، (۲۸) پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا، (۲۹) نماز میں سنت کے خلاف کوئی کام کرنا۔

عورتوں کی نماز کا فرق

یوں تو عورتیں بھی مردوں ہی کے طریقے پر نماز پڑھیں گی مگر چند چیزوں کے اندر مرد و عورت کی نماز میں فرق ہے جو حسب ذیل ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کیلئے چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانے کا حکم ہے، عورت ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں گی، (۲) مرد تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں گے، عورتیں سینے پر، (۳) مرد دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹے کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑلیں گے اور بقیہ تین انگلیوں کو کلائی پر بچھا دیں گے، عورتیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر صرف رکھ دیں گی، (۴) مرد رکوع میں اچھی طرح جھکیں گے تا کہ سر، پشت اور کمر برابر ہو جائے،

عورتوں کے لئے صرف اس قدر جھکنا کافی ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جائے (۵) مرد رکوع میں انگلیوں کو گھٹنے پر کشادہ کر کے رکھیں گے عورتیں بغیر کشادہ کئے ہوئے ملا کر رکھیں گی ،(٦) مرد رکوع میں کہنیوں کو پہلو سے جدا رکھیں گے، عورتیں پہلو سے ملا کر رکھیں گی ،(۷) مرد سجدہ میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھیں گے، عورتیں ملا کر رکھیں گی ،(۸) مرد سجدہ میں کہنیاں زمین سے اٹھا کر رکھیں گے عورتیں بچھی ہوئی ،(۹) مرد سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھیں گے اور عورتیں دونوں پیر دائیں طرف باہر نکال کر سمٹ کر سجدہ کریں گی ،(۱۰) مرد قعدہ میں بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھیں گے، دایاں پیر انگلیوں کے بل کھڑا کریں گے ،اور عورتیں دونوں پیر دائیں طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھیں گی ،(۱۱) عورتیں تمام نمازوں میں آہستہ قراءت کریں گی ان کیلئے جہری قراءت کی اجازت نہیں۔

یادداشت